نحن انصار اللہ

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا ترجمان

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، ہمراہ نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کینیڈا (۲۰۰۵)

کھڑے ہوئے (دائیں سے بائیں) : مبارز وڑیچ (قائد ذہانت وصحتِ جسمانی)۔ محمد زبیر منگلا (قائد اشاعت)۔ ڈاکٹر ساجد احمد (ایڈیشنل قائد اشاعت وایڈیٹر نحن انصار اللہ، انگریزی)۔ میاں محمد سلیم (قائد ایثار)۔ محمد یعقوب خان (قائد تربیت، نومبائعین)۔ طارق احمد شاہ (قائد تربیت)۔ لئیق احمد خورشید (معاون صدر)۔ محمد عبدالماجد صدیقی (قائد تعلیم)۔ میجر طلحہ بن ظریف (ایڈیشنل قائد عمومی)۔ نظام الحق (معاون صدر)۔ ناصر احمد باجوہ (قائد تحریکِ جدید)۔

کرسیوں پر: سید منیر احمد شاہ (ایڈیشنل قائد مال)۔ کمانڈر محمد اسلم (رکنِ خصوصی)۔ کرنل ولدار احمد (رکنِ خصوصی)۔ محمود احمد راجپوت مرحوم (رکنِ خصوصی)۔ ملک کلیم احمد (صدر مجلس)۔ حضورِ انور۔ مولانا نسیم مہدی (امیر جماعت کینیڈا)۔ شفقت محمود (نائب صدر)۔ عبدالحلیم طیب (نائب صدر)۔ رفیق احمد قمر (نائب صدر صفِ دوئم)۔ حامد لطیف بھٹی (قائد عمومی)۔

بیٹھے ہوئے: محمد احمد شاہ (رکنِ خصوصی)۔ ناصر احمد وینس (ایڈیشنل قائد اشاعت وایڈیٹر نحن انصار اللہ، اردو)۔ ظفر احمد گوندل (زعیمِ اعلیٰ)۔ چوہدری نظیف احمد (قائد وقفِ جدید)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم — و علی عبدہ المسیح الموعود

مجلس انصار اللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی و دینی مجلّہ

نحنُ انصارُ اللہ

جلد نمبر- 6 --------- شمارہ نمبر- 3, 2

اپریل تا ستمبر 2005 عیسوی

شہادت تا تبوک 1384 ھجری/ شمسی

امیر و مشنری انچارج کینیڈا
مولانا نسیم مہدی

صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا
ملک کلیم احمد

قائد اشاعت
محمد زبیر منگلا

مدیر ۔ اردو
ناصر احمد وینس

مدیر ۔ انگلش
ڈاکٹر ساجد احمد

کمپوزنگ و ڈیزائننگ
محمد خلیل

فوٹو گرافی
بشیر ناصر
محمود چغتائی

فہرست مضامین

☆ دینی اقتباسات
☆ ادارتی صفحات
☆ منظومات
☆ خلافت حقہ پر خصوصی مضامین
☆ ذکر اس کا چلا نم ہوا کی طرح
☆ نماز قربِ الٰہی کا ذریعہ
☆ ذاتی محاسبہ
☆ زریں نصائح
☆ غوغائے رقیباں
☆ فرقان بٹالین
☆ قانونِ توہینِ رسالت پر تبصرہ
☆ حریفانِ صداقت
☆ امتِ مسلمہ کے نام کھلا خط
☆ ایک نافع الناس وجود
☆ پراسٹیٹ کینسر
☆ باطنی ماحول کی آلودگی
☆ رودادِ میٹنگ بہمراہ حضورِ انور
☆ اخبارِ مجالس ------ اور بہت کچھ

دفتر اشاعت ۔ 100 Ahmadiyya Ave, Maple. Ont., Canada L6A 3A4 Tel: 905-417-1800 Fax: 905-417-1006

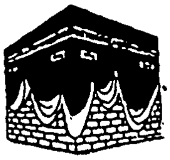

پیغامِ ربّانی

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ بجالانے والے مومنوں سے وعدہ کر رکھا ہے کہ انہیں زمین میں ضرور خلیفہ بنائے گا جس طرح کہ اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔اس آیت کو بیان کر کے حضرت علی بن حسینؓ نے فرمایا کہ:۔

''نَزَلَتْ فِی الْمَھْدِیّ'' کہ یہ آیت امام مہدیؑ کے بارہ میں نازل ہوئی ہے اسی طرح ابو عبداللہ سے مروی ہے کہ مہدی اور اس کی جماعت مراد ہے۔ (بحار الانوار جلد سوم صفحہ ۱۳)

ارشادِ نبوی ﷺ

خلیفہ خدا بناتا ہے

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے اپنی بیماری کے دوران فرمایا:
مجھے ڈر ہے کہ کئی خواہش رکھنے والے اٹھ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے میں خلافت کا زیادہ حقدار ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور مومن ابو بکر کے سوا کسی کو خلیفہ بنانے پر راضی نہیں ہوں گے۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل ابوبکر)

ارشاداتِ عالیہ

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

دوسری دائمی قدرت کا آنا ضروری ہے، جو قیامت تک منقطع نہیں ہوگی

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔............سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے.....میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور بھی وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔

(الوصیۃ۔ روحانی خزائن جلد 20 ص 304-306)

''اسلاف کا قلب وجگر'' ڈھونڈنے والوں کے نام --- ایک امید افزا پیغام

یہ تلخ و دردانگیز حقیقت ہر دردمند کلمہ گو مسلمان کیلئے انتہائی دکھ، تکلیف اور تشویش کا باعث ہے کہ دنیا میں جدھر بھی نگاہ اٹھائی جائے امتِ مسلمہ پریشان حال اور نام نہاد خضررانِ راہ کے بہکاووں میں آنے کے سبب گم کردہ منزل نظر آتی ہے اور نتیجتاً ان گنت مصائب و مشکلات سے دوچار ہے۔ اس تشویشناک صورت حال کو جہاں مختلف علماءِ ظاہر اور دانشور اُجاگر کرتے رہتے ہیں وہاں ساتھ ہی ساتھ اپنی اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق ان مصائب سے نکلنے کے مختلف نسخہ جات بھی تجویز کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً امتِ مسلمہ کی حالتِ زار کے تدارک کی خاطر پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف نے گذشتہ دنوں پاکستانی قوم کے نام اپنے ٹی وی/ریڈیو خطاب میں اسلامی ممالک کی تنظیم ''او آئی سی'' کو منظم کرنے کا عندیہ پیش کیا۔ نائن الیون کے واقعہ سے قبل (1998ء میں) جب ایک امریکی بحری جہاز سے افغانستان میں اسامہ بن لادن کے ٹھکانے پر میزائل داغے گئے اور یوں اسامہ بن لادن کا نام پہلی مرتبہ عالمی میڈیا کی شہ سرخیوں میں آنے لگا تو بعض مسلم دانشوروں کی طرف سے تجویز آئی کہ امت مسلمہ کی مشکلات کا واحد حل ''خلافت'' ہے جس کیلئے اسامہ بن لادن جیسا ''مجاہد'' ہی موزوں ترین شخص ہے جسے خدا تعالیٰ نے میزائل حملے سے بچا کر مسلم دنیا کیلئے ''خلیفۃ المسلمین'' بنا لینے کی نشاندہی بھی خود ہی فرما دی ہے۔ لہٰذا اسے خلیفۃ المسلمین تسلیم کر لینا چاہیئے۔

ایک اور دانشور و ادیب چوہدری رحمت علی نے عالم اسلام کی مشکلات و زبوں حالی کا نقشہ کھینچنے کے بعد اسکے رفع کے طور پر مندرجہ ذیل حل پیش کیا:-

''حل اس کا ایک ہی ہے کہ نظامِ خلافت کو بحال کر کے پوری امت ایک جھنڈے تلے جمع ہو جائے...... ''او آئی سی'' کے ادارے کو خلافت کا درجہ دے کر کسی ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں پوری اُمت کی باگ ڈور تھما دی جائے جو موزوں ترین ہو۔ تمام مسلم ممالک کو صوبوں کی حیثیت دے کر اسلام کی ایک ہی مملکتِ واحد ہو۔ یہی حل ہے ہماری تمام مشکلات و مسائل کا۔'' (روزنامہ ''دن'' لاہور۔ 21 مئی 2002ء صفحہ: 5)

مولانا مودودی صاحب کے ابتدائی دور کے ایک ساتھی اور مذہبی اسکالر سیّد وصی مظہر ندوی (حال مقیم مسی ساگا۔ کینیڈا) اپنے مضمون ''مسلم امت کی ترکیب و تشکیل'' میں رقمطراز ہیں:-

''اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے ضروری ہے کہ فکرونظر کے میدان میں بھی اللہ کے احکام کو ہر فکر، ہر نظریہ، ہر فلسفہ اور ہر مذہب پر غالب اور برتر ثابت کر دیا جائے..... ظاہر ہے کہ یہ مقصد اُس وقت حاصل ہو سکتا ہے جب **سیاسی نظام** کو **''اسلامی خلافت''** کے مطابق ڈھالا جائے'' (بحوالہ: نوائے وقت 25 جولائی 1995ء)

''خلافت علی منہاج نبوۃ'' کے ایک سرگرم و معروف داعی ڈاکٹر اسرار احمد کا کہنا ہے کہ:-

''قیامِ قیامت اور بعثت بعد الموت کے ساتھ مجھے اس کا بھی یقین حاصل ہے کہ قیامت سے قبل پورے کرۂ ارض پر اللہ کے دین حق کا غلبہ اور خلافت علی منہاج نبوت کے نظام کا قیام لازماً واقع ہو کر رہے گا۔'' (مضمون: ''پاکستان کا مستقبل'' مطبوعہ نوائے وقت لاہور۔ 16 جولائی 1993ء)

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اپنے ایک اور مضمون ''پاکستان کے استحکام کی واحد ضمانت۔ نظامِ خلافت'' میں رقمطراز ہیں:-

''اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس پورے نظام کو بدلنے کیلئے ایک **عوامی تحریک** برپا کی جائے اور اس نظام عدل اجتماعی کو قائم کرنے کیلئے سردھڑ کی بازی لگا دی جائے جس کا مجموعی عنوان ''نظامِ خلافت'' ہے۔ اور جس کے بارے میں مفکر و مصورِ پاکستان (اقبالؔ) نے فرمایا تھا ؎

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار ☆ لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

(روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ 22 جنوری 1993ء)

یہی ڈاکٹر اسرار احمد لاہور کے امریکی قونصلیٹ کے ایک پولیٹیکل آفیسر مسٹر جیمس ایف کول سے اپنی ملاقات کے ذکر میں لکھتے ہیں:-

''مسٹر کول نے مجھ سے سوال کیا کہ آپ پاکستان میں خلافت کا جو نظام قائم کرنا چاہتے ہیں اس کا دستوری اور آئینی ڈھانچہ کیا ہوگا؟ تو میں نے عرض کیا کہ: **آپ اپنا امریکی دستور لے لیں اور اس میں صرف تین چیزیں شامل کر لیں تو اس طرح عہد حاضر کے بہترین نظامِ خلافت کا دستورِ اساسی وجود میں آجائے گا۔** اس پر ابتداء میں تو انہوں نے شک آمیز حیرت کا اظہار کیا لیکن میری وضاحت کے بعد وہ مطمئن ہو گئے۔'' (ماہنامہ ''میثاق'' لاہور جون 1999ء صفحہ: 15)

ان تمام صاحبانِ فکرونظر بالخصوص ڈاکٹر اسرار احمد کو کون بتائے کہ خلافت کا قیام کسی عوامی تحریک، سیاسی پارٹی، اقبالؔ کے کسی شعر یا امریکی دستور میں پیوندکاری جیسے مضحکہ خیز ایڈشنوں کا ہرگز محتاج نہیں۔ خلافت تو ایک بہت ہی مقدّس منصب اور نظام ہے اور اس نعمتِ عظمیٰ کو عطا کرنے کا ذمہ اور اختیار مکمل طور پر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس کو اس نے بعض بنیادی امور کے ساتھ مشروط فرما دیا ہے اور اللہ تعالیٰ انہی قوموں کو یہ نعمت عطا فرماتا ہے جو صحیح رنگ میں احکاماتِ خداوندی کو بجالاتی ہوں۔ جیسا کہ قرآن حکیم کی سورۃ نور آیت استخلاف (56) میں ارشادِ خداوندی ہے:-

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کیلئے اُن کے دین کو جو اُن کیلئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔'' (سورۃ النور۔ آیت: ۵۶)

قرآن پاک کی اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ خوب کھول کر بیان فرما دیا ہے کہ اگر تم مناسب حال عمل کرتے رہے۔ تقویٰ کی راہوں پر چلتے رہے تو پہلی اقوام کی طرح تمہیں بھی خلافت کی نعمت عطا کی جائے گی۔ پس ثابت ہوا کہ خلافت کوئی دنیاوی منصب نہیں کہ جس کے لئے جلسے جلوس اور پہیہ جام ہڑتالیں کی جائیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ عوامی تحریک برپا کرنے اور خلافت کے لئے جلسے جلوس نکالنے سے خلافت ملی ہو۔ خلیفہ خدا بناتا ہے اور اس کیلئے قوم کے اندر اطاعت اور تقویٰ جیسی خوبیوں کا

ہونا ازبس ضروری ہے۔ اسی طرح خلافت اور اطاعت کا چولی دامن کا رشتہ ہے۔ چنانچہ جب تک مسلمانوں میں اطاعت کا جذبہ موجزن رہا وہ ہر میدان میں سرخروئی حاصل کرتے رہے اور انہیں خلافتِ راشدہ کی نعمت بھی حاصل رہی۔ لیکن جوں جوں مسلمانوں نے خلافت کی قدر کرنا چھوڑ دی اور اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ بھی مفقود ہوتا گیا تب اللہ تعالیٰ نے خلافت کا بابرکت نظام بھی مسلمانوں سے چھین لیا۔ کیونکہ آیت استخلاف میں جہاں اعمالِ صالحہ کے نتیجہ میں خلافت کی برکت عطا کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے وہاں یہ انتباہ بھی کیا گیا ہے کہ ''جو لوگ اسکے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔''

پس جو نافرمان ہو جائیں تو کیا ایسے لوگوں میں خلافت کے نظام کا قیام ممکن ہے؟؟؟ آج مسلمان تہتر فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں ایک کلمہ گو دوسرے کلمہ گو کے خون کا پیاسا ہے۔ مسجدیں، امام باڑے قتل گاہوں کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ کفر کے فتوے داغے جا رہے ہیں حتیٰ کہ کلمہ گوؤں کو حج کعبہ جیسے بنیادی رکن اسلام کی ادائیگی تک سے روکنے کیلئے عجیب وغریب ومضحکہ خیز قسم کے نہ صرف مطالبات کئے جاتے ہیں بلکہ حکومتی سطح پر ان مطالبات کو عملی جامہ بھی پہنایا جاتا ہے۔ تو کیا ان حالات میں آج کی مسلمان قوم خلافت کی مستحق ہے؟ بالفرض اگر کچھ لوگ اس پر راضی بھی ہو جائیں اور کسی ایک شخص کو خلیفہ بنانے پر رضا مندی ظاہر بھی کر دیں تو کیا سارے فرقے اور اسلامی ممالک اسے قبول کر لیں گے...؟! جواب نہ صرف نفی میں ہے بلکہ اس نفی کا عملی ثبوت، فروری 1974ء میں لاہور میں منعقد ہونیوالی اسلامی سربراہی کانفرنس کے موقع پر اُس وقت مل گیا جب مشرقِ وسطیٰ میں امریکہ کی دوغلی پالیسیوں کی طرفدار اور امریکہ کی ''غیر اعلانیہ ریاست'' کی علامتی مالک، سعودی شہنشاہیت کے سر پر ''خلافت'' کا تاج سجانے کی کوشش کی گئی۔ بلکہ عملی و دستاویزی حقائق کی زبان کا کہنا ہے کہ مکمل طور پر سعودی مالی معاونت سے انعقاد پذیر اس کانفرنس کا مقصدِ وحید ہی یہ تھا کہ شہنشاہیتِ سعودیہ کے ساتھ ''خلافتِ اسلامیہ'' کا لاحقہ نتھی کر دیا جائے۔ اس کانفرنس کا ایک اور خفیہ ایجنڈا یہ بھی تھا کہ اسلام کا جو فرقہ پہلے سے خلافت علیٰ منہاج نبوت پر عمل پیرا ہے اسے ''آئینی اور سیاسی اغراض'' کیلئے دائرہ اسلام سے حکومتی سطح پر خارج قرار دے دیا جائے تا کہ سعودی شہنشاہ کی راہ میں خلیفہ کا لقب اختیار کر لینے میں کوئی اصطلاحی یا لغوی رکاوٹ بھی باقی نہ رہے۔ لیکن یوگنڈہ کے صدر عدی امین، مسٹر بھٹو اور شاہ فیصل کی تکون پر مشتمل اس خفیہ ایجنڈا کی بیل اس وقت منڈھے نہ چڑھ سکی جب بعض دیگر عرب سربراہانِ مملکت نے، جو مشرقِ وسطیٰ کیلئے امریکہ بہادر کی دوغلی پالیسیوں سے سخت نالاں تھے، اس مجوزہ تجویز کی مخالفت کر دی۔ البتہ ایجنڈا کے ایک حصہ پر 7 ستمبر 1974ء کو پارلیمنٹ سے آئینی ترمیم کے ذریعہ عمل درآمد کروا لیا گیا۔ جسکے لئے پہلے تو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کو آلۂ کار بنا کر ربوہ ریلوے اسٹیشن پر ہنگامہ آرائی کروائی گئی اور پھر پہلے سے طے شدہ اس خونیں سیاسی ڈرامے کی آڑ میں پورے پاکستان میں بیگناہ احمدیوں کی جان و مال کو قربانی کا بکرا بناتے ہوئے ایسے حالات پیدا کئے گئے کہ ''ختمِ نبوت'' کے مسئلہ کی آڑ میں پارلیمنٹ کو ''نوے سالہ'' مسئلہ حل کرنے کا فریضہ سونپ دیا گیا۔ بھٹو دور کی پارلیمنٹ کے ممبران کے متعلق جنرل ضیاء الحق کے جاری کردہ قرطاس ابیض کے مطابق ان کرپٹ ممبرانِ اسمبلی سے بالآخر قرآن و سنت کے برخلاف احمدیوں کو ''آئینی و قانونی اغراض'' کیلئے ہاتھ کھڑے کروا کر ناٹ مسلم بھی قرار دے دیا گیا۔

مذکورہ بالا ارشاد قرآنی اور تاریخی حقائق کو یہاں دہرانے کا مقصود فقط اس خدائی سنت کی یاددہانی ہے کہ خلیفہ ہمیشہ خدا بناتا ہے۔ اسمیں انسانی چالاکیوں، ہوشیاریوں یا خفیہ ایجنڈوں کے عمل دخل کا کوئی مقام نہیں۔ اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ پہلے خود بھی اور دوسروں کو بھی خلافت کے روحانی بابرکت نظام کا اہل بنایا جائے۔ بالفاظِ دیگر پہلے اپنے اور دوسروں کے اندر وہ خصوصیات پیدا کی جائیں جن کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے خلافت کا انعام دینے کا وعدہ فرما رکھا ہے اور وہ خصوصیات وہی ہیں جو خاتم الانبیاء، تاج المرسلین، فخرِ کائنات وسراجِ منیر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے قلوب میں اُجاگر کر دی تھیں اور جن کی ع ''لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر'' جیسے الفاظ میں بھی تمنّا کی گئی ہے۔ بصورتِ دیگر ان خصوصیات کے بغیر خلافت کا مطالبہ، جلسے جلوس یا عوامی تحریکیں فقط شاعرانہ تعلّیاں اور سرابوں کے پیچھے بھاگنے کے سوا کچھ بھی نہیں.....اور اس قسم کے اشوار کی عملی تصویر دیکھنے کی خواہشات گویا موہوم حسرتوں پر مزید حسرتیں بڑھاتے چلے جانے کے مترادف ہوگا۔

اوپر بیان کردہ تلخ حقائق کا لبِ لباب اور نچوڑ یہ ہے کہ خلفاء کا تقرر خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور ان لوگوں کیلئے رکھا ہے جو امنوا و عملو الصلحت کے مصداق ہیں جنہوں نے اصدق الصادقین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام اور عاشقِ صادق اور آپؐ کی پیروی اور غلامی سے امتی نبوت کا درجہ پانے والے بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام سے اپنے آپ کو منسوب کیا اور خدا تعالیٰ نے ان کو نعمتِ خلافت سے نوازا۔ احمدیت سے باہر دیگر مسلمانوں کی حالتِ زار ہم سب کیلئے نہایت کرب اور دکھ کا باعث ہے۔ آخر وہ بھی ہمارے محبوب نبی حضرت اقدس محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سچی محبت کا تقاضا ہے کہ ان کا درد محسوس کیا جائے اور انہیں بھی امامِ آخرالزمان علیہ السلام کے ساتھ وابستہ کرنے کی کوشش کی جائے جسے خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں عافیت کا حصار بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئیوں کے عین مطابق مبعوث فرمایا اور جس کے ذریعہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیوض کا چشمہ ازسرِنو جاری کیا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے ''رحمت اللعالمین'' بنا کر دنیا کی طرف مبعوث فرمایا۔ آج جبکہ آپ کے عاشقِ صادق اور روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت ایک سو اسی (180) سے زائد ممالک میں قائم ہو چکی ہے عملاً محبت، امن، سلامتی اور انسانیت کی بے لوث خادم ہونے کی علامت بن چکی ہے۔ ہر سلیم الفطرت انسان چاہے وہ افریقہ کا ہو یا ایشیا کا یورپ کا ہو یا نارتھ امریکہ کا، جماعت احمدیہ کی امن پسندی کا معترف اور جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسوں کے سٹیجوں پر آنا اعزاز تصور کرتا ہے۔ دنیا کا کبھی کوئی احمدی شخص دہشت گردی جیسی مذمومہ حرکتوں میں ملوث نہیں پایا گیا۔ بفضل اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ رحمت وسلامتی کے حسین و پاکیزہ تصور کو دنیا میں پھر سے اُجاگر کر رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کے مخالفین اور متعصّب اذہان کے حامل لوگ جماعت کو، امن پسندی کی وجہ سے ملنے والی عالمی عزت سے بوکھلا کر نیز بُغض وحسد کی بناء پر دوسروں بالخصوص مغربی ممالک کا ''ایجنٹ'' ہونے کا بہتان لگاتے ہیں۔ اگر رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ تصور کو غیر مسلموں میں اجاگر کرنا اور اسکی قولی وعملی تفسیر بن کر دکھانا ''ایجنٹی'' ہے تو دنیا کے کروڑوں احمدیوں کو ایسی ایجنٹی پر فخر ہے..... چند سال پہلے جب سیرالیون میں خانہ جنگی زوروں پر تھی اور باغی ہر جگہ قتل و غارت کر رہے تھے جب وہ احمدیہ مسجد میں داخل ہوئے جہاں مقامی احمدی پناہ لئے بیٹھے تھے تو احمدیوں نے آگے بڑھ کر باغیوں کو **السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ** کہا تو وہ الٹے قدموں یہ کہتے ہوئے واپس چلے گئے کہ یہاں تو صرف **''السلام علیکم''**.....! ہے!

ہماری تو اپنے رب سے یہی دعا ہے کہ وہ اپنے محبوب رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اسکی طرف منسوب ہونے والوں کو بھی چشمِ بصیرت عطا فرمائے اور انہیں بھی حبل اللہ المتین یعنی خلافت کی رسی کو تھامنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ وہ بھی زندگی کے اس روحانی چشمے سے سیریاب ہو کر حصارِ عافیت میں آجائیں۔ آمین

تاریخ سے سبق سیکھئے........!

لندن کے سات جولائی کے خودکش بم دھماکے جہاں درجنوں بیگناہ انسانوں کو متاعِ زندگی سے محروم اور نہ جانے کتنے ہی معصوم لوگوں کو تمام عمر کیلئے معذور بنا گئے--- وہاں اپنے پیچھے کئی سوالیہ نشان بھی چھوڑ گئے..... چند اہم سوال جو انسانی قدروں پر یقین رکھنے والے ہر انسان کے ذہن میں اٹھ سکتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ایک ہی پیدا کرنے والے خالق کی مخلوق اور اشرف المخلوقات کہلانے والا انسان، انسانی خون کا اسقدر پیاسا کیوں ہے؟! عصر حاضر کے انسان کی یہ تشنہ سیرابی و خون آشامی آخر کب اختتام پذیر ہو گی....؟ یہ جو دنیا میں ہر طرف ایک ہاہا کار مچی ہوئی ہے کہ اولادِ آدم کی زندگی اولادِ آدم ہی کے ہاتھوں غیر محفوظ و بے توقیر ہو کر رہ گئی ہے کہیں یہ مامورِ زمانہ اور ایک موعود نذیر کے انکار کا شاخسانہ تو نہیں....تا ہم ایسے تمام سوالوں سے قطع نظر لندن کے حالیہ بم دھماکے یا اِس نوعیت کے دیگر واقعات کے وقوع پذیر ہونے کے بعد دنیا بھر کی سوالیہ نگاہیں اور انگلیاں آخر اسلامی جمہوریہ پاکستان ہی کی طرف کیوں اٹھنے لگتی ہیں اور دہشت گردوں کا تعلق بلا واسطہ یا بالواسطہ طور پر پاکستان ہی سے کیوں نکل آتا ہے؟ بالخصوص ان مدارس کیساتھ جو ضیاء دور میں عسکری نرسریاں بن چکی تھیں جہاں سے تربیت پانے والی نوخیز نسل کو "جہادِ افغانستان" کے نام پر دو سپر طاقتوں کی باہمی چپقلش کے الاؤ میں بطور ایندھن استعمال کیا جاتا رہا۔ پاکستان کا ہر صاحب بصیرت شہری جانتا ہے کہ ضیاء دور کی نحوستوں کے سائے فرقہ واریت و مذہبی دہشت گردی، کلاشن کوف اور ہیروئن کلچر کی صورت میں آج بھی اس عظیم اسلامی مملکت پر چھائے ہوئے ہیں۔ حالیہ لندن بم دھماکوں کے بعد مغرب کا دباؤ پڑنے پر "دینی" مدارس پر بھی چھاپے مارے گئے نیز بیشمار اماموں کو اشتعال انگیزی پھیلانے کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔ اس سے یہ بات بہر حال ثابت ہو جاتی ہے کہ اگر اربابِ اختیار سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیں تو مذہبی منافرت کے ذریعے معاشرے کو مکدّر کرنے والے پیشہ وروں کو بآسانی نکیل ڈالی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ پاکستان میں شرپسندوں کے خلاف کریک ڈاؤن کی خبریں متواتر آرہی ہیں۔ لیکن افسوس اور حیرت کی بات یہ ہے کہ یہی مفسدّین جب جماعت احمدیہ کے خلاف عوام میں جی بھر کر جھوٹ بولتے ہیں اور جماعت کے خلاف حکومت سے اسلامی تعلیمات، بنیادی شہری و انسانی حقوق کی سراسر پامالی پر مبنی مطالبات کرتے ہیں تو نہ صرف ان کو اشتعال انگیزی کی کھلی چھوٹ دی جاتی ہے بلکہ محض نفرت اور پسِ پردہ ذاتی و سیاسی مفادات کے حامل اِن مطالبات کے عین مطابق احمدیوں کو مختلف قسم کے مقدمات میں ملوث کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت پاکستان میں بے شمار احمدی "توہینِ رسالت" کے قطعی جھوٹے مقدّمات کے سبب یا تو عدالتوں میں پیشیاں بھگت رہے ہیں یا قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ جنکی خبریں پاکستانی میڈیا میں بھی گاہے بگاہے آتی رہتی ہیں۔ مقامِ حیرت ہے کہ ایک طرف تو ملک سے انتہا پسندی کے خاتمے کیلئے بلند بانگ دعوے اور عوام الناس سے بھی شدّت پسندی کے خلاف تعاون کی اپیلیں جبکہ دوسری جانب ملک کے محبِ وطن اور امن پسند احمدی شہریوں کے خلاف شرپسندوں کو کھلی چھوٹ.....!؟ مثلاً ربوہ شہر میں مخالفین کو کانفرنسیں اور جلوس نکالنے اور سرِ عام مغلظات بکنے کی کھلی چھوٹ جبکہ جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسے کے انعقاد پر سالہا سال سے پابندی۔ کیا یہ دوغلہ پن دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف نہیں۔ پاکستان میں بسنے والے امن پسند احمدیوں کے خلاف شرپسند ملاّؤں کے ناروا مطالبات پر سرِ تسلیم خم کرنے والے اربابِ اختیار شدّت پسندی یا دہشت گردی پر قابو پانے اور معاشرے کو پُر امن بنانے کے دعوؤں پر کیونکر اور کس طرح عمل کر سکیں گے کم از کم یہ بات ہر سنجیدہ فکر انسان کی سمجھ سے بالاتر ہے بقول شاعر (تاجدار عادل)

دوکانِ شیشہ گراں بھی سجا رکھی تھی اُس نے ☆ اور تمام شہر میں پتھر بھی بانٹتا تھا وہی!

مملکتِ خداداد پاکستان کو شدّت پسندی اور دہشت گردی سے پاک کر کے اسے بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے اصولوں و نظریات کی حامل یعنی ایک فلاحی و روادار مثالی ریاست بنا دینے کے دعوے کرنے والے اربابِ اختیار کی یاد دھانی کیلئے قائد اعظم ہی کی ایک تاریخی تقریر کا اقتباس پیش ہے:- "اب آپ لوگ اپنے مندروں، مسجدوں اور پاکستان کی دوسری عبادت گاہوں میں جانے کے لئے آزاد ہیں۔ آپ کا تعلق خواہ کسی مذہب، قوم یا عقیدے سے ہو اسکا ریاستی امور سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ اب ہم ایسے ماحول اور فضا میں کام کرنے کا آغاز کر رہے ہیں جس میں فرقوں، قوموں اور عقیدوں کے درمیان کسی قسم کے امتیاز کی گنجائش نہیں ہو گی۔ ہمارے پیشِ نظر یہ بنیادی اصول ہے کہ ہم سب ایک مملکت کے مساوی شہری ہیں۔" ["قائدِ اعظم کی تقریریں بحیثیت گورنر جنرل آف پاکستان (1947-48ء)"۔ مطبوعہ گورنمنٹ آف پاکستان (انگریزی ایڈیشن صفحہ 10،9)]

بابائے قوم کے ایک ملک اور ایک قوم کے اس سنہرے حروف سے لکھے جانیوالے اصول (جو دراصل "میثاقِ مدینہ" جیسے مشہور تاریخی و اسلامی معاہدہ ہی کا پرتو ہے) پر پاکستان میں کس طرح عمل کیا گیا اور اسی ملک کے محبِ وطن احمدی شہریوں (جنہوں نے قیامِ و استحکامِ پاکستان میں ہمیشہ کلیدی رول ادا کیا) کو حکومتی و آئینی سطح پر کس طرح ٹارگٹ بنایا گیا اسکی ایک دستاویزی و ناقابلِ تردید مثال ذیل کے حلف نامے سے مترشح ہو جاتی ہے جو شناختی کارڈوں، پاسپورٹوں اور بعض دیگر سرکاری فارموں میں درج ہے۔ "خاتم النبیینؐ یا ختم نبوت" پر احمدیوں کے ایمان و عقائد کی بحث میں پڑے بغیر حلف نامہ ملاحظہ ہو:-

HIGH COMMISSION / CONSULATE GENERAL OF PAKISTAN
PASSPORT APPLICATION

DECLARATION (FOR MUSLIMS ONLY)

I ____________________ S/O D/O W/O ____________________ d.o.b ____________, adult Muslim, Resident of ____________________ herby solemnly declare that:

I am a Muslim and believe in the absolute and unqualified finality of the Prophet Muhammad (peace be upon him) the last of the prophets. I do not recognize any person who claims to be a prophet in any sense of the word or of any description what so ever after Muhammad (peace be upon him) or recognize such a claimant as prophet or religious reformer as a Muslim. I consider Mirza Ghulam Ahmed Qadiani to be an imposter nabi and also consider his followers, whether belonging to the Lahori or Qadiani group to be non Muslims.

Date ____________

____
Signature

مندرجہ بالا حلف نامے کو جس میں پاکستان کے صرف احمدی شہریوں کو امتیازی طور پر ٹارگٹ کیا گیا ہے 1974ء کے بعد زیڈ اے بھٹو دور حکومت میں سرکاری فارموں میں داخل کیا گیا۔ غالباً پاکستان دنیا میں واحد ایسا بدقسمت ملک ہے جہاں اپنے ہی شہریوں کے ایک محبِ وطن طبقہ پر آئینی وحکومتی سطح پر اس قسم کی تہمت بازی یا بالفاظ دیگر دشنام طرازی کی گئی ہے.... حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی خودغرض سیاست نے انتہا پسندوں کو خوش کرنے اور اپنے سیاسی مفادات کی تکمیل کی خاطر اس قسم کے غیر آئینی اقدامات کیئے۔ سوال یہ ہے کہ اگر صوبہ سرحد میں سیاسی ملاؤں کی حکومت کے ''حسبہ'' نامی بل کو وفاقی حکومت کی جانب سے بنیادی انسانی حقوق والی آئینی شقوں سے متصادم ہونے کی بنا پر چیلنج کیا جا سکتا ہے تو پھر.... احمدیوں کو ٹارگٹ بنانے والی مذکورہ بالا آئینی تہمت و دشنام طرازی کا کیا جواز ہے......؟! کیا یہ بنیادی حقوق والی آئینی شق کی مٹی پلید نہیں کر رہی؟ کیا اسکی موجودگی میں ملک سے انتہا پسندی، منافرت انگیزی یا دہشت گردی کا خاتمہ ممکن ہے...؟ جس وقت یہ سطور لکھی جا رہی تھیں تو ایک ٹورنٹو ریڈیو پر خبر آئی کہ پنجاب حکومت کے محکمہ داخلہ کی طرف سے ربوہ میں جماعت احمدیہ کے پرنٹنگ پریس پر چھاپہ مار کر وہاں کام کرنے والے ملازمین کو گرفتار کر لیا گیا۔ نیز اس پریس سے چھپنے والے جماعت احمدیہ کے مختلف جرائد (جن میں ایک روزنامہ اور بچوں وخواتین کے ترجمان ماہانہ جرائد بھی شامل ہیں) بند کر دیئے گئے ہیں اور ان کے مدیران کے خلاف مقدمات درج کر کے ان کی گرفتاریوں کیلئے پولیس چھاپے مار رہی ہے۔ وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ ان جرائد میں ''اشتعال انگیز'' مواد چھپتا ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے احمدیوں کو ''توہینِ رسالت'' کے جھوٹے مقدمات میں پھنسانا پاکستانی ملاؤں کا معمول ہے۔ ان توہینِ رسالت مقدمات میں بعض احمدیوں کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے السلام علیکم کہا، شادی کے دعوتی کارڈوں پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھوایا۔ رمضان المبارک میں اعتکاف بیٹھے۔ عدالت میں پیشی کے وقت دورانِ وقفہ نماز پڑھی وغیرہ وغیرہ ایسے ''سنگین جرائم'' سے ملاؤں کے جذبات ''مجروح'' ہوئے اور انہیں شدید اشتعال آیا۔ کچھ اسی قسم کی ''اشتعال انگیزیوں'' پر حالیہ کاروائی کی گئی ہے کیونکہ ان جرائد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سیرت کے واقعات جیسے مضامین چھپتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے ان جرائد پر پہلے بھی متعدد دفعہ مقدمات قائم کیئے جاتے رہے۔ اسی طرح ٹورنٹو کے ایک اردو اخبار میں خبر چھپی کہ لندن میں قائم ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے مولوی فقیر محمد کے مطالبہ پر وزیرِاعظم سیکرٹیریٹ اسلام آباد کی ہدایت کے مطابق قادیانیوں کی ایک ویب سائیٹ کے خلاف کاروائی کیلئے ایس پی چنیوٹ نے کاروائی شروع کر دی ہے۔ جو حکومت ٹکے ٹکے کے متشدد ملاؤں کے مطالبات کے سامنے ع ''سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے'' کے مصداق سجدہ ریز ہونے لگ جائے ایسی حکومت شر پسندی کے دعوؤں میں کس حد تک سنجیدہ یا کامیاب ہوتی ہے۔ یہ آنے والا وقت ہی بتا سکے گا...... تاہم ایک بات بتا دینا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ بانیٔ پاکستان قائداعظم نے فرقوں اور ٹکڑوں میں بٹی قوم اور کلمہ گوؤں کو بلاتخصیص عقائد ایک پلیٹ فارم پر خلوص نیت کے ساتھ اکٹھا کیا تو خدا تعالیٰ نے اس بااصول عظیم شخص کو اپنوں اور غیروں کی شدید مخالفت کے باوجود نہ صرف پاکستان جیسی سب سے بڑی اسلامی مملکت قائم کرنے میں عظیم الشان کامیابی سے نوازا بلکہ قوم کے دل میں بھی ''قائدِاعظم'' کے نام کی عزت بخش دی۔ اس کے برعکس ممتاز دولتانہ، بھٹو یا ضیاء الحق جیسے سربراہوں نے ایک کمزور جماعت کو قربانی کا بکرا بنانا چاہا تو مکافاتِ عمل کے ہاتھوں تاریخ میں عبرت کا نشان بن کر رہ گئے۔ اب یہ ہر صاحبِ اختیار و طالع آزما کی صوابدید پر منحصر ہے کہ وہ تاریخ میں اپنا نام کس انداز سے لکھوانے کا خواہشمند ہے.... پس تاریخ اور مکافاتِ عمل سے سبق سیکھنا دانشمندی بھی ہے اور تقاضۂ وقت بھی.........اور اس پر فقط اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ ع حذرائے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

تجدیدِ عہدِ وفا

﴿عرضداشت منجانب: نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کینیڈا﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

سیدنا و امامنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ہم اراکین مجلس انصار اللہ کینیڈا آج ایک خصوصی اجلاس میں حضرت سیدنا و امامنا کے خطبہ جمعہ فرمودہ 27 مئی 2005ء کی روشنی میں حضور انور سے تجدید عہد وفا کرتے ہیں اور ہم اپنے انصار اللہ کے عہد ''کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جد وجہد کرتے رہیں گے اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہیں گے، نیز ہم اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ'' کی روشنی میں خدا کو حاضرناظر جان کر اپنے آقا سے دوبارہ یہ عہد کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آج کے بعد ہم جہاں بھی بیٹھیں گے بالخصوص خلافت کی مضبوطی اور اس سے وابستہ برکات اور استحکام خلافت کی بات کریں گے اور ہر وہ تیر جو خلافت کی طرف آئے گا ہم پہلے اسے اپنے سینوں پر لیں گے۔ ہم مجلس انصار اللہ کے ہر رکن سے یہ بھی درخواست کر رہے ہیں کہ وہ حضور انور سے اپنی وفا اور ایثار کا ذاتی طور پر اظہار کرے۔

حضور انور نے صد سالہ جشن خلافت کے تعلق میں جن نفلی عبادات اور دعاؤں کے ورد کی تحریک فرمائی ہے ہم اس پر قائم ہیں اور ہمیشہ قائم رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ ہمیں خلافت کے جانثاروں میں شامل رہنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ (آمین)

ہم ہیں اراکین نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کینیڈا
حضور کا ادنیٰ غلام
کلیم احمد ملک، صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا 29

اھلاً وّسھلاً وّمرحبا

(جلسہ سالانہ کینیڈا 2005ء کے موقع پر پڑھی گئی عربی نظم)

سَلامًا یَا اَمِیرَ الْمُؤْمِنِیْنَا   وَاَھْلًا یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَا

السلام علیکم یا امیر المومنین! خوش آمدید یا امام المتقین!

دَخَلْتُمْ قَرْیَۃً ذَاتَ السُّکُوْن   نُرَحِّبُکُمْ سُرُوْرًا بَاسِمِیْنَا

حضور آپ قریہ امن میں تشریف لائے ہیں۔ہم آپکو بصد مسرّت مسکراتے چہروں کے ساتھ اھلاً وسھلاً و مرحبا کہتے ہیں

لَقَدْ بُوْرِکْتِ یَا اَرْضَ الْکَنَادَا   بِبَطْلِ اللّٰہِ مَسْرُوْرٍ یَقِیْنَا

اے سرزمین کینیڈا۔یقیناً تجھے مردِ خدا حضرتِ مسرؔور کے دم قدم سے برکت بخشی گئی ہے

حَمَاکَ اللّٰہُ فِی ھٰذَا الْجِھَادِ   جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا الْقَاعِدِیْنَا

اس روحانی جہاد میں اللہ تعالےٰ آپکا حامی و ناصر ہو اور ہماری طرف سے جو کہ آرام سے گھروں میں بیٹھے ہیں بہترین جزا دے

سَقَاکَ اللّٰہُ مَاءَ الْمُزْنِ فَضْلًا   وَقَاکَ اللّٰہُ نَارَ الْحَاسِدِیْنَا

اللہ تعالیٰ آپکو اپنے فضل کے پانی سے شاداب فرمائے۔اور حاسدوں کی آتش حسد سے محفوظ رکھے

فَقَدْنَا طَاھِرًا نِعْمَ الْاِمَامُ   فَجِئْتَ سَکِیْنَۃً لِلْحَائِرِیْنَا

ہم باکمال امام حضرتِ طاہرؒ کے صدمہ سے دوچار تھے۔آپ پریشان حال لوگوں کیلئے سکینت بن کر آئے

وَرَأْسُکَ قَدْ تُتُوِّجَ بِالْخِلَافَۃ   یَطُوْفُ النَّاسُ حَوْلَکَ عَاشِقِیْنَا

اور آپکے سرِ مبارک کو تاجِ خلافت سے مزّین کیا گیا۔اسلئے لوگ عاشقوں کی مانند دیوانہ وار آپکا طواف کرتے ہیں

قِیَامُ اللَّیْلِ یَضْمَنُ فَوْزَ عَبْدٍ   سِھَامُ اللَّیْلِ تُخْضِعُ جَابِرِیْنَا

راتوں کا قیام بندے کی کامیابی کا ضامن ہے اور راتوں کے تیر تو بڑے بڑے جابروں کے سر جھکا دیتے ہیں

لَنَا فِیْ نَظْرَۃٍ مِّنْکُمْ کُنُوْز   فَنَنْظُرُکُمْ بِنَظْرِ السَّائِلِیْنَا

آپکی ایک نظرِ کرم میں ہمارے لئے بے شمار خزانے ہیں۔اسی لئے ہم ہر وقت فقیروں کی طرح آپ پر نظریں جمائے بیٹھے ہیں

نَمُدُّ اِلَیْکَ اَیْدِیْنَا لِفَقْر   وَاَنْتَ الْیَوْمَ اَنْدَی الْعَالَمِیْنَا

ہم خالی ہاتھ ہیں اور آپکے سامنے دستِ سوال دراز کرتے ہیں۔آج زمانے بھر میں آپ سب سے بڑے سخی ہیں۔

تَبَصَّرْ یَا خَلِیْلِیْ ھَلْ تَرَاہُ   عِمَامَتُہٗ تُضَارِعُ یَاسَمِیْنَا

اے دوست ذرا غور سے دیکھ۔تجھے مرا محبوب گلِ یاسمین کی طرح سفید عمامہ سر پر سجائے نظر آئیگا۔

تَقَبَّلْ مِنْ عُبَیْدِکَ بَضْعَ قَلْبٍ   وَاَبْیَاتًا قُبُوْلَ الْمُحْسِنِیْنَا

حضور! اپنے حقیر غلام سے نذرانۂ دِل اور ہدیۂ اشعار از راہِ احسان قبول فرمایئے۔

نتیجۂ فکر: مکرم محمد اسلم صابر۔ سابق استاذ الادب العربی، تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔ حال کینیڈا

آپ کی آمد مبارک

اے خلیفۃ المسیح خامس میرے پیارے امام
آپ کی آمد مبارک اور بابرکت قیام

کینیڈا کی خوش نصیبی آپ کا آنا حضور!
چل کے جب دریا بُجھانے پیاس آجائے قریب
ایم ٹی اے پر آپ کا پیغام سُنتے ہیں جو روز
ہے دُعا، دورہ امامِ وقت کا ہو کامیاب
کیلگری درہم ، برامٹن، وینکور میں بھی حضور!
جلسہ کی اس بار رونق خُوب ہو گی دوستو
ہم نے جلسہ کے لئے ہیں کئے وا اپنے در
نصرتیں دور خلافت سے ہیں وابستہ کئی
پیار و الفت سے دلوں کو جیتنا اپنا جہاد
گالیاں سُن کر دعا ہم دینے والے لوگ ہیں
کامیابی اور ترقی، اس کے دم سے ہی فروغ

پیش ہم کرتے ہیں آقا نیک خواہش کا سلام
مے لُٹائیں معرفت کی کیوں نہ پھر بھر بھر کے جام
آپ ہوں گے اپنے خودان خادموں سے ہم کلام
کر رہے ہیں ایک مدت سے دعائیں صبح و شام
آپکے ہاتھوں مساجد کا ہے آغاز و قیام
دُور ملکوں سے چلے آئیں گے کھنچے سب غلام
منتظر مہدی کے مہمانوں کا ہے ہر خاص و عام
آپ کے حق میں ہے دیکھا بادشاہت کا الہام
قتل و غارت بم دھماکوں سے بھلا کیا اپنا کام
ہم لیا کرتے ہیں زخموں کا گلوں سے انتقام
موجب برکت و رحمت ہے خلافت کا نظام

ہو مدد ہر گام پر آقا خدائے پاک کی
نظم کا خورشید کرتا ہوں دُعا سے اختتام

مُبشر خورشید۔ویسٹن ساؤتھ

معجزات رسول مقبول ﷺ

وہ بڑھاپے میں بھی حسین و جمیل تھے

حضرت عمروؓ بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ کئی جنگوں میں حصہ لیا تھا۔ اور اپنی بہادری کے خوب خوب جوہر دکھائے تھے۔ ایک دفعہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کے سر اور چہرے پر دست مبارک پھیرا اور ان کے حسن و جمال کے لئے دُعا فرمائی۔ حضرت عمروؓ نے سو سال سے زیادہ عمر پائی۔ ان کے سر اور داڑھی کے بالوں میں گنتی کے چند ایک بال سفید ہوئے باقی سیاہ ہی رہے۔

داد کا نشان جاتا رہا

حضرت اُبیض بن جمال کے چہرے پر داد تھا۔ جس سے انکا چہرہ بدنما ہو گیا تھا۔ ایک روز رسول اکرم ﷺ نے اُنہیں اپنے قریب بلایا، اور سامنے بٹھا کر ان کے چہرہ پر اپنا دست مبارک پھیرا، حضور ﷺ کے اس دست شفا کا اثر یہ ہوا کہ شام ہونے سے پہلے پہلے داد کے تمام نشانات چہرے سے غائب ہو گئے۔ (اصابہ)

انکا چہرہ تروتازہ رہتا تھا

حضرت عائذ بن سعید حسریؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا "یا رسولؐ میرے لئے دعائے برکت کیجئے" رسولؐ نے پہلے اپنا دست مبارک ان کے چہرے پر پھیرا اور پھر ان کے لئے دعائے برکت کی، اس وقت سے حضرت عائذؓ کا چہرہ تروتازہ رہتا تھا۔ (اصابہ)

تیر کا زخم ٹھیک ہو گیا

حضرت ابو رحم کلثوم بن معینؓ رسول اکرم ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ اُنہیں اگرچہ غزوہ بدر میں شرکت کا شرف حاصل نہ ہوا تھا مگر وہ غزوہ اُحد اور بعد کی جنگوں میں شریک ہوتے رہے۔ غزوہ اُحد میں دشمنوں کا ایک تیر ان کے گلے میں پیوست ہو گیا۔ اُنہوں نے تیر گلے سے نکالنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ چنانچہ وہ اسی حال میں رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے ان کے گلے سے تیر نکال دیا اور زخم پر لعاب دہن مبارک لگا دیا۔ جس سے ان کے گلے کا زخم فوراً ٹھیک ہو گیا (الاصابہ)

بڑھاپے میں بھی بال سیاہ رہے

رسول اکرم ﷺ نے حضرت قیس بن زید بن حباب کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا تھا۔ حضرت قیسؓ نے سو برس کی عمر میں وفات پائی ان کے سر کے بال سفید ہو گئے تھے مگر ان کے سر پر جس جگہ رسولؐ نے اپنا دست مبارک پھیرا تھا اس جگہ کے بال بدستور سیاہ رہے۔

چہرہ بڑھاپے میں بھی تروتازہ رہا

رسول ﷺ نے حضرت قتادہ بن الحان قیسی کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ حضرت قتادہؓ نے ایک لمبی عمر پائی جب وہ عمر رسیدہ ہو گئے۔ تو ان کے تمام اعضائے جسمانی پر بڑھاپے کے آثار نمایاں تھے مگر ان کا چہرہ اس وقت کی طرح ہی تروتازہ تھا، جس وقت رسولؐ نے اس چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تھا۔ (اصابہ)

اتنے بال سیاہ ھی رھے

حضرت مدلوک فزاری کو ان کا آقا رسول کریم ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ حضرت مدلوک مشرف بہ اسلام ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دُعائے برکت دی اور ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ اُنہوں نے لمبی عمر پائی یہاں تک کہ ان کے بالوں میں سفیدی آ گئی اور ان کے سر کا وہ حصہ سیاہ ہی رہا جسے رسول ﷺ کے دست مبارک نے مَس کیا تھا۔ جبکہ باقی سارے سر کے بال سفید ہو گئے تھے۔ (اصابہ)

﴿مرسلہ: مکرم عبد الماجد خان، بریمٹن﴾

"خاتمیت" کا عارفانہ پہلو

مفکّرین اسلام کی پُر حکمت توجیہات

حضرت شیخ ابو عبید اللہ محمد الحسن الحکیم الترمذیؒ (متوفی ۳۰۸ھ) فرماتے ہیں۔

(ترجمہ): "ہمارے نزدیک "خاتم النبیین" کے یہ معنی ہیں کہ نبوت اپنے جملہ کمالات اور پوری شان کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہو گئی ہے سو خدا تعالیٰ نے آپ کے قلب مبارک کو کمال نبوت کو جمع کرنے کے لئے بطور برتن قرار دے دیا ہے۔ اور اس پر مُہر لگا دی ہے۔"

(کتاب ختم الاولیاء ص ۳۴۱۔ بیروت مطبعۃ الکاثولیکیہ)

حضرت امام فخر الدین رازیؒ (متوفی ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) "--- عقل تمام کی ختم ہے اور خاتم کے لئے واجب ہے کہ وہ افضل ہو۔ دیکھو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوئے۔ تو سب نبیوں سے افضل قرار پائے ---"

(تفسیر کبیر رازی جلد ۶۔ ص ۳۱)

علامہ عبد الرحمان بن خلدون المغربی (متوفی ۸۰۸ھ) فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) "--- لوگ ولایت کو اپنے تفاوت مراتب کے لحاظ سے نبوّت کا مثیل قرار دیتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کے کمالات ولایت حاصل کرنے والے کو "خاتم الاولیاء" ٹھہراتے ہیں یعنی اس مرتبے کا پانے والا جو ولایت کا خاتمہ ہے۔ اسی طرح سے جیسے "خاتم الانبیاء" اس مرتبہ کمال کو پانے والے تھے جو نبوّت کا خاتمہ ہے۔--- زمانی لحاظ سے نہیں بلکہ مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے ورنہ تو ولایت کو بھی ہمیشہ کے لئے چھٹی دینی پڑے گی۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اُمت کو ولایت سے محروم ہو جانا پڑے گا۔"

(مقدمہ "ابن خلدون" مصر مطبوعہ مطبعۃ الازہریہ (۱۳۱۱ھ ص ۱۹۲، ۱۹۳)

حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ کے مرشد طریقت اور پیر خرد سلطان الاولیاء حضرت ابو سعید مبارک ابن علی مخرومیؒ (وفات ۵۱۳ھ) فرماتے ہیں:

(ترجمہ) "--- کائنات میں آخری مرتبہ انسان کا ہے۔ جب وہ عروج پاتا ہے تو اس میں تمام مراتب مذکورہ اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور اس کو انسان کامل کہا جاتا ہے۔ اور عروج و کمالات اور سب مراتب کا پھیلاؤ کامل طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ اور اسی لئے آنحضرت ﷺ "خاتم النبیین" ہیں۔"

فرقہ دیو بندیہ کے جد امجد مولانا محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

"انبیاء بوجہ احکام رسانی مثل گورنر وغیرہ نواب خداوندی ہوتے ہیں اس لئے ان کا حاکم ہونا ضرور ہے چنانچہ..... جیسے عہدہ ہائے ماتحت ہیں۔ سب میں اوپر عہدہ گورنری یا وزارت ہے اور سوا اس کے اور سب عہدے اس کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اوروں کے احکام کو وہ توڑ سکتا ہے۔ اس کے احکام کو اور کوئی نہیں توڑ سکتا۔ وجہ اس کی یہی ہوتی ہے کہ اس پر مراتب عہدہ جات ختم ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی "خاتم مراتب نبوّت" کے اوپر کوئی عہدہ ہوتا ہی نہیں۔ جو ہوتا ہے اس کے ماتحت ہوتا ہے ------"

(مباحثہ شاہجہانپور ص ۳۴)

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے بارہ میں
حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور وصیت

﴿ از قلم مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ مؤرخ احمدیت ﴾

آنحضرت ﷺ نے موجودہ زمانہ کے فتنوں کی حیرت انگیز تفصیلات پر ہی روشنی نہیں ڈالی بلکہ امت مسلمہ کے عالمی عروج کی خبر دیتے ہوئے یہ پیشگوئی بھی فرمائی کہ مسلمانان عالم کی نشأۃ ثانیہ امام مہدی کے ذریعہ قائم ہونے والے نظام خلافت سے وابستہ کی گئی ہے۔ چنانچہ حذیفہؓ بن یمان کی حدیث میں آنحضور کی یہ پیشگوئی موجود ہے کہ "ثُمَّ تَكُونُ الْخِلَافَةُ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ"۔ یعنی اس کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ منصہ شہود پر آئے گی۔ "مجدد مذہب حنفیہ" اور گیارھویں صدی ہجری کے شہرہ آفاق مفکر اسلام حضرت امام علی بن سلطان ہروی قاری (مدفون مکہ معظمہ) نے اس کی شرح میں صدیوں قبل یہ لکھا کہ **'خلافت علی منہاج النبوۃ کا قیام مسیح و مہدی کے مبارک زمانہ میں عمل میں آئے گا'۔**

(دیکھیں: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کتاب الفتن جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۹ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

اس انقلاب آفرین پیشگوئی کے علاوہ رسول کائنات ﷺ نے آخری زمانہ کے ہر مسلمان کو پیغام دیا کہ: فَاِنْ رَئَيْتَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةَ اللهِ فِى الْاَرْضِ فَالْزَمْهُ وَاِنْ نُهِكَ جِسْمُكَ وَاُخِذَ مَالُكَ"۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۴۰۳ حدیث حذیفہ بن یمان۔ مطبوعہ بیروت)

یعنی تمہارا فرض ہے کہ جب تم زمین میں کسی خلیفۃ اللہ کو دیکھو تو اس کے ساتھ پوری طرح وابستہ ہو جاؤ خواہ تمہارے جسم کو لہو لہان کر دیا جائے اور تمہاری جائیداد لوٹ لی جائے۔

آنحضرت ﷺ نے اس نہایت پر حکمت پیغام میں "خَلِيْفَةُ الله" کا لفظ استعمال کر کے واضح فرما دیا ہے کہ خلیفۃ اللہ ملّا، صحافی یا سیاسی ادارے نہیں بلکہ عرش کا خدا ہی بنائے گا۔ نیز خلافت پر ایمان لانے والوں کو قبل از وقت انتباہ کر دیا کہ اس زمانہ میں جو خوش نصیب نظام خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہونے کی سعادت پائیں گے انہیں جانی اور مالی قربانیوں کے نذرانے پیش کرنے ہونگے اور بالکل یہی کیفیت جماعت احمدیہ کی ہے جو مخبر صادق کی پیشگوئی کے عین مطابق ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء سے خلافت علی منہاج النبوۃ کی برکتوں سے فیضیاب ہو رہی ہے۔ حضرت خلیفۃ ثانی المصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

عاشقوں کا شوق قربانی تو دیکھ — خون کی اس راہ میں ارزانی تو دیکھ
ہے اکیلا کفر سے زور آزما — احمدی کی روح ایمانی تو دیکھ

دعاؤں کی قبولیت کا نشان خلیفۂ برحق کا معیار

سیدنا مصلح موعودؓ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے معاً بعد ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء کو برصغیر کے احمدی مندوبین کی ایک منتخب کانفرنس قادیان میں کی اور اسے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔"

(منصب خلافت صفحہ ۳۲ مطبوعہ ۱۹۱۴ء)

اس ضمن میں ۱۹۳۹ء کے جلسہ خلافت سلور جوبلی کے موقع پر یہ دلچسپ واقعہ بھی سنایا کہ:

"میں ایک دفعہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی دوست نے ایک غیر مبائع کے متعلق بتایا کہ عقائد تو ہمارے ہی درست ہیں **مگر دعائیں میاں صاحب کی زیادہ قبول ہوتی ہیں۔**"

(خلافت راشدہ صفحہ ۱۹۴۔ تقریر حضرت مصلح موعودؓ ۲۸، ۲۹ دسمبر ۱۹۳۹ء۔ ناشر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ۔ دسمبر ۱۹۶۱ء)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب "الوصیت" (۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء) میں یہ خوشخبری دی کہ **قدرت ثانیہ یعنی خلافت احمدیہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔** (صفحہ ۷)۔ نیز خلافت احمدیہ کے شاندار نصب العین اور مستقبل کا ذکر درج ذیل الفاظ میں بیان فرمایا:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں **کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے**..... سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی، اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے"۔ (صفحہ ٦)

ادارہ او۔آئی۔سی کو درجۂ خلافت دینے کا مضحکہ خیز نظریہ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خلافت احمدیہ کی برکت سے کل عالم نہایت تیزی سے دین حق کی تجلیات سے منور ہو رہا ہے۔ سعید روحوں کی کروڑوں پر مشتمل فوجیں سالانہ آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہو رہی ہیں۔ کتاب اللہ کے غیر ملکی زبانوں میں تراجم نے ہر ملک میں زبردست انقلاب برپا کر دیا ہے اور ایم ٹی اے کی برکت سے ﴿ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ﴾ کے ایمان افروز نظارے دنیا کا ہر ملک اور ہر خطہ بچشم خود دیکھ رہا ہے۔

مگر خدا کے قائم کردہ اس آسمانی نظام سے برگشتہ لوگ اپنی ذلت و رسوائی اور مجرم ہونے کا اعتراف بھی کر رہے ہیں مگر خدائی سکیم سے فیضیاب ہونے کی بجائے خود ساختہ "نظام خلافت" کی بحالی کی ایک صدی سے نت نئی مضحکہ خیز تجویزیں پیش کر رہے ہیں اور عجیب و غریب نظریات ایجاد کر رہے ہیں۔ مثلاً پاکستان کے ایک فاضل ادیب چوہدری رحمت علی صاحب نے مسلمانان عالم کی زبوں حالی کا دردانگیز نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

"مسلمانوں کو اس کائنات کے مالک نے زمین پر دے مارا تو کیوں .... **مسلمانوں سے ایسی کیا خطا ہوگئی کہ اب معتوب و مغضوب یہودیوں سے ان کی ٹھکائی ہو رہی ہے**..... کیا یہ سخت گناہ گار اور مجرم نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نہ مان کر یقیناً یہ مجرم ہیں اور اس جرم کی

پاداش میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک مغضوب و مردود قوم کے حوالے کر رکھا ہے۔"

پھر لکھا ہے:

"نظام خلافت کو تباہ کرنے پر تو پوری قوم مجرم ہے۔ مسلمانان عالم آج دنیا میں ذلت و رسوائی سے دو چار ہیں تو اسی لئے کہ انہوں نے دین حق سے روگردانی کر رکھی ہے۔ حیف در حیف کس قدر نادان اور اپنے دشمن خود بنے ہوئے ہیں۔ حل اس کا ایک ہی ہے کہ نظام خلافت کو بحال کر کے پوری امت ایک جھنڈے تلے جمع ہو جائے...... او۔آئی۔سی کے ادارے کو خلافت کا درجہ دے کر کسی ایک شخص کے ہاتھ میں پوری امت کی باگ ڈور تھمادی جائے جو موزوں تر ہو۔

تمام مسلم ممالک کو صوبوں کی حیثیت دے کر اسلام کی ایک ہی مملکت واحدہ ہو۔ یہی حل ہے ہماری تمام مشکلات و مسائل کا۔"

(روزنامہ "دن" لاہور۔ ۲۱/ مئی ۲۰۰۲ء صفحہ ۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی، مصلح موعودؓ نے ۲۸/ دسمبر ۱۹۴۶ء کے جلسہ سالانہ کے دوران مسلمانانِ عالم کو ان کی بے راہ روی کے خوفناک نتائج پر انتباہ کرتے ہوئے کھلے الفاظ میں فرمادیا تھا کہ ؎

جو چال چلے ٹیڑھی جو بات کہی الٹی
بیماری اگر آئی تم اس کو شفا سمجھے
کیوں تعر مذلت میں گرتے نہ چلے جاتے
تم بُوم کے سائے کو جب ظل ہما سمجھے
غفلت تری اے مسلم کب تک چلی جائے گی
یا فرض کو تُو سمجھے یا تجھ سے خدا سمجھے

خلافتِ احمدیہ کی ترقی کا راز

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

خلافتِ احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے۔ ایک خلیفہ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں۔ جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی۔ خلیفہ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی قیادت اور سعادت جماعت کو نصیب ہوگی۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ جون ۱۹۸۲ء)

خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اس بات کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی مرضی اپنی منشاء کو خلیفہ وقت کی زبان سے دنیا پر ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ وہ زمین پر خدا کا نمائندہ ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ اپنے معرکۃ الآراء خطاب "سیر روحانی" میں فرماتے ہیں:

"پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ یہ میری آواز نہیں۔ میں خدا کی آواز تم کو بتا رہا ہوں۔ تم میری مانو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔"

یہ کوئی معمولی کلام نہیں۔ جن لوگوں نے اپنے کانوں سے اس پُر شوکت کلام کو سنا ہے وہ جانتے ہیں اس کلام کی گونج سالہا سال گزرنے کے باوجود ان کے کانوں میں، ان کے سینوں میں آج بھی سنائی دے رہی ہے۔ اس کی یاد آج بھی دلوں کو گرمادیتی ہے۔ پس یہ موضوع "خلیفہ خدا بناتا ہے" ایک علمی مضمون ہی نہیں بلکہ عملی مضمون ہے جس کو سمجھ کر ہر مومن کو ایک نئی روح کے ساتھ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کی ہر بات پر کان دھرنا ہوگا اور پوری تندہی سے اس پر عمل کرنا ہوگا۔

جب ہم کہتے ہیں "خلیفہ خدا بناتا ہے" تو اس بات میں ہمارے لئے یہ بھی ایک پیغام ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ اس نعمت کی قدر کریں اور ہمیشہ خلیفہ وقت کے لئے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مقاصد عالیہ میں آپ کو کامیاب فرماتا رہے اور ساتھ ہی ہم میں سے ہر ایک حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے خطوط لکھے اور آپ سے ذاتی تعلق قائم کرنے کی کوشش کرے۔ اس سے جو برکات جماعت کو حاصل ہوتی ہیں ان کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"اسی طرح انبیاء خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں۔ وہ دیوار نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ سونٹے اور سہارے ہیں جس کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔" (الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۴۷ء)

"وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا کر سکتا ہے۔" (منصب خلافت صفحہ ۶۵)

آپ فرماتے ہیں:

"اللہ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اُس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔" (منصب خلافت صفحہ ۶۵)

آپ مزید فرماتے ہیں:

"تم میرے لئے دعا کرو کہ مجھے تمہارے لئے زیادہ دعا کی توفیق ملے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ہر قسم کی سُستی دور کر کے چُستی پیدا کرے۔ میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی" (منصب خلافت صفحہ ۶۵)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر کسی احمدی کو منصب خلافت کا احترام نہیں ہے۔ اُس سے سچا پیار نہیں ہے، اُس سے عشق اور وارفتگی کا تعلق نہیں ہے۔۔۔ خلیفہ وقت کی دعائیں اُس کے لئے قبول نہیں کی جائیں گی۔۔۔ اُس کے لئے قبول کی جائیں گی جو اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے لکھتا ہے۔"

(روزنامہ الفضل ۲۷ جولائی ۱۹۸۲ء)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ضرورتِ خلافت

محترم چوہدری محمد شریف صاحب سابق رئیس التبلیغ بلاد عربیہ و مغربی افریقہ

۱۔ ابتدائے خلق سے ضرورتِ خلافت

قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلۂ خلافت کا اجراء مشیّتِ الٰہی سے حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ شروع ہوا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین میں اپنا خلیفہ بنانا چاہا اور اپنی اس مشیت کا اظہار ملائکہ سے کیا تو انہوں نے اس کی کوئی ضرورت نہ سمجھی اور اپنے خیال کا ان الفاظ میں اظہار کیا۔

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

(سورۃ البقرۃ ۳۱)

کہ "کیا تو اس میں ایسے شخص بھی پیدا کریگا۔ جو اس میں فساد کریں گے اور خون بہائیں گے اور ہم تو وہ ہیں جو تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح بھی کرتے ہیں اور تجھ میں سب برائیوں کے پائے جانے کا اقرار کرتے ہیں"۔ گویا انہوں نے خلافت کو زمین میں فساد اور قتل و غارت کا سبب سمجھا اور اسی قدر اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدس کو کافی سمجھا جس میں وہ مشغول رہتے تھے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا:۔

"اِنِّی اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ" کہ میں وہ کچھ جانتا ہوں جس کا تمہیں علم نہیں۔ اور خلافت کی ضرورت اپنے فرشتوں کو سمجھانے کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی ان صفات و اسماء کا علم عطا فرما کر اور آدم کے ساتھ فرشتوں کا امتحان لیکر اور اپنے خلیفہ کا ان سے تفوّق ظاہر کر کے فرشتوں پر یہ ثابت کر دیا کہ باوجود فرشتوں کی موجودگی اور ان کی تسبیح و تقدس کے آدم کو خلیفہ بنانے کی ضرورت، ایک ضرورت حقہ ہے اور اسی ضرورت حقہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا ہے اور خلعت خلافت سے اسے سرفراز فرمایا ہے اور فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کی اطاعت کریں اور اس مشیّت الٰہیہ کو دنیا میں نافذ کرنے میں آدم کی مدد کریں۔ جس کے نافذ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے۔ مگر ابلیس نے خلافتِ آدم کی کوئی ضرورت نہ سمجھی اور خلیفۂ خدا سے اپنے آپ کو بڑا خیال کیا اور اس کے حکم سے سرکشی کر کے **کافر** کا خطاب اللہ تعالیٰ سے پایا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۤ
وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ

(سورۃ البقرۃ ۳۵)

اور نہ صرف یہی بلکہ ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے اس بات کی بھی اجازت مانگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس مشیّت میں حارج ہونے اور روڑے اٹکانے کی پوری پوری کوشش کرے اور اپنے دلدادگان کو بھی خلیفۃ اللہ کی اطاعت سے باز رکھنے میں سر دھڑ کی بازی لگا دے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی ناکامی و نامرادی پر مہر لگانے کے لئے اسے اس بات کی اجازت دیدی اور فرما دیا کہ تُو اپنے اس ارادہ میں کامیاب نہ ہوگا۔

وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (سورۃ الحجر: ۳۶)

اور میری لعنت تجھ پر قیامت تک برستی رہیگی

غرض رکھتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کیا پیش جاتی ہے

پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی تجلّیات کے لئے خلافت کی ضرورت ہے اور صفات الٰہیہ کا کامل ظہور و بروز خلافت کے ذریعہ ہی ابتدائے آفرینش سے ہوتا چلا آیا ہے اور ہوتا رہے گا اور یہی وہ حقیقت ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس طرح ظاہر فرمایا ہے:۔

"میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ میں شناخت کیا جاؤں"

(براہین احمدیہ)

۲۔ فطرت کا تقاضا یا شہادتِ اُتم

قرآن مجید میں خداوند کریم نے یہ بات واضح فرمائی ہے کہ تمام حیوانات چرند و پرند بھی بنی آدم کی طرح ایک ایک امت (جماعتیں یا گروہ) ہیں اور جس طرح بنی آدم اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین کے تحت چل رہے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی دیگر مخلوقات بھی قوانین الٰہیہ کے تابع ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ حیوانات اور پرندوں میں بھی یہ ایک قانون ہے کہ ان کا کوئی نہ کوئی لیڈر یا مدبّر یا کمانڈر ہوتا ہے۔ جس کی وہ پیروی و اطاعت کرتے ہیں اور اس کے نقش قدم پر چلتے اور اس کے احکام سے منحرف نہیں ہوتے۔ اور اگر وہ اس کے سامنے سرکشی کا رویہ اختیار کریں تو اس کی سزا انہیں ملتی ہے۔ اگر دس مرغ ہوں تو ان میں سے صرف ایک کو بالادستی حاصل ہو گی اور اگر دس بیل ہوں، تو ان میں سے ایک اپنا غلبہ سب سے منوائے گا۔ شہد کی مکھیوں میں بھی یہ نظام نہایت اعلیٰ درجہ پر مشاہدہ میں آ رہا ہے کہ وہ شہد کی مکھیاں جو ایک چھتہ میں رہتی ہیں ایک شہد کی مکھی جسے یَعْسُوب کہتے ہیں تابع ہوں گی اور نمل (کیڑیاں) بھی اسی طرح اپنا نظام رکھتی ہیں۔ اور مرغ آب بھی اور یہی نظام بنی آدم میں بھی جاری و ساری ہے کہ وہ بھی اپنے اپنے لیڈروں کے ماتحت ہیں۔ ہر گھر کا ایک لیڈر، گاؤں کا لیڈر، گاؤں کے مجموعہ کا ایک لیڈر، پھر شہر کا ایک لیڈر اور پھر بہت سے شہروں کے مجموعہ یا ملک کا ایک لیڈر اور جب تک کسی جماعت کا کوئی لیڈر نہ ہو وہ جماعت، جماعت نہیں کہلا سکتی، کیونکہ جماعت کے لئے ایک واجب الاطاعت شخص کا ہونا ضروری ہے۔ اور بنی آدم کی کسی جماعت کا نظام بغیر کسی ایک حاکم یا امیر کے چل نہیں سکتا۔

پس اگر دنیا میں یہ نظام جاری و ساری ہے۔ اور ہمارے مشاہدہ میں آ رہا ہے تو یہ بات خلاف عقل و دانش ہو گی کہ مومنوں کی جماعت کا کوئی لیڈر (جسے عربی میں امام یا خلیفہ کہا جاتا ہے) نہ ہو! اور ہر ایک بھیڑ جدھر چاہے جا رہی ہو اور جو چور چاہے انہیں چرا کر لے جائے اور جو بھیڑیا چاہے انہیں چیر پھاڑ جائے اور جو شیر چاہے انہیں اپنا شکار بنا لے! اور ہر ایک بھیڑ اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ میں تو آزاد ہوں! مجھے کسی گلہ بان کی کیا ضرورت؟ کیا میرے لئے یہی کافی نہیں کہ میں بے شرّ ہوں؟ نہ شیر کو کھاتی ہوں نہ بھیڑیا کو دُکھ دیتی ہوں! اور یہی وہ حقیقت ہے جسے پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

"مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار"

جو جماعت سے الگ تھلگ ہوا، وہ آگ میں ڈالا جائے گا!

گویا حفاظتِ امت اور حفاظتِ جماعت کے لئے ایک وجود کا ہونا (جسے اسلامی اصطلاح میں امام یا خلیفہ کا لقب دیا جاتا ہے) نہایت ضروری ہے تا افرادِ جماعت اپنے دشمنوں کے حملوں سے محفوظ و مامون رہیں اور جس غرض و غایت کے لئے وہ جماعت بنائی گئی ہے وہ احسن طور پر پوری ہوتی رہے!

۳۔ اجماع صحابہ کرامؓ

قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ
أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ

(سورۃ الانبیاء ۳۵۔۳۶)

کہ ہم نے کسی انسان کو تجھ سے پہلے غیر طبعی عمر نہیں بخشی۔ کیا اگر تو مر جائے تو وہ غیر طبعی عمر تک زندہ رہیں گے؟ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے''

اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا:۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ
قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ
انْقَلَبْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ
عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا
وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ (آل عمران: ۱۴۵)

کہ محمد (ﷺ) تو صرف ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ پس اگر وہ وفات پا جائے یا قتل کیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جائے، وہ اللہ کا ہرگز کچھ نقصان نہیں کر سکتا اور اللہ شکر گذاروں کو ضرور بدلہ دے گا''۔ اس لئے جب آپ کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو آپ بالرّفیق الاعلیٰ کہتے ہوئے اپنے رفیق خداوند پاک سے جا ملے اور اس دنیا کو الوداع کہہ گئے۔ آپ جب اپنے مرکز (مدینہ) سے کہیں باہر تشریف لے جاتے تھے تو اپنے کسی محبّ یا عزیز کو مدینہ کا امیر مقرر فرما جاتے تھے لیکن آپ جب اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے تو آپ نے کسی شخص کو بھی اپنا جانشین یا خلیفہ مقرر نہیں فرمایا اور نہ ہی کسی کا نام صراحتاً لیا کہ اسے میرے بعد اپنا امام یا خلیفہ یا امیر بنا لینا۔ آپ چند دن بیمار اور صاحب فراش رہے۔ آپ کی عمر بھی کوئی زیادہ نہیں تھی صرف ۶۳ سال کی عمر تھی اور یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ آپؐ اس قدر جلد اس دنیا سے رحلت فرما جائیں گے۔

ابھی آپؐ کی وفات ہوئی ہی تھی اور آپ کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار یعنی اہلِ بیتِ النبیؐ اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ حضرت عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ آپؐ کے جسم مبارک کے پاس آپؐ کی تجہیز و تکفین وغیرہ کے لئے جمع تھے کہ اچانک آپ کے قریبی رشتہ داروں کو اطلاع ملی کہ آنحضرت ﷺ کے انصار (اہلِ مدینہ) بنی ساعدۃ کی حویلی میں جمع ہیں اور وہاں کچھ مشورہ وغیرہ ہو رہا ہے۔ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ وغیرہ تو گھر میں حضورؐ کے پاس ٹھہرے رہے اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ سقیفہ (ہال یا حویلی) بنی سَاعِدَۃ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ وہاں جانے پر دیکھا کہ انصار اس بحث میں مشغول ہیں کہ حضرت پیغمبر خدا ﷺ تو ہمیں داغِ مفارقت دے گئے ہیں اب ہمارے اندر آپؐ کا کوئی جانشین (خلیفہ) ہونا چاہیے! اور وہاں موجود انصار کا خیال یہ تھا کہ آپ کا خلیفہ ہم انصار میں سے ہی ہونا چاہیئے اگر یہ بات نہ مانی جا سکے تو دو خلیفے ہوں۔ ایک انصار میں سے اور ایک مہاجرین میں سے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ سب باتیں سنیں اور پھر اپنا سلسلہ کلام شروع فرمایا اور سب سے پہلے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ
قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ
انْقَلَبْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ
عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ
وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ (آل عمران: ۱۴۵)

یہ کہ سب سے پہلے آپ نے سنت الٰہیہ کو بیان فرمایا کہ سب رسولوں کے لئے موت مقدر تھی اور سب رسول اس جہان سے اپنے اپنے وقت پر گزر گئے۔ اب کوئی بھی ان میں سے باقی نہیں رہا اور اس سنت کے مطابق ہمارے پیغمبر خدا محمد ﷺ بھی وفات پا گئے ہیں اور اس آیت کو سنکر سب صحابہ کرام خاموش رہے اور کسی نے بھی یہ نہ کہا کہ اے حضرت! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ حضرت خضرؑ بھی زندہ ہیں اور حضرت ادریسؑ بھی زندہ اور حضرت عیسیٰؑ بھی زندہ ہیں! اور اس طرح تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آنحضرت ﷺ اور آپ سے پہلے آنے والے جملہ انبیاء کرام عیسیٰ ہوں یا موسیٰ ادریس ہوں یا خضر (علیہم السلام) کی وفات پر اجماع ہو گیا! اس کے بعد آپ نے انصار کو سمجھایا کہ دو خلیفے مقرر کرنے والی بات درست نہیں۔ خلیفہ ایک ہی ہو گا! باقی سب اس کے اعوان و انصار ہوں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف فرمایا کہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو ہی خلافت کا مستحق دیکھکر حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ تسلیم کر لیا اور آپ کی بیعت کر لی۔ اور یہ دوسرا اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک بات پر ہو گیا کہ خلافت ایک نہایت ضروری نظام ہے اور سب مومنوں پر آپ کی بیعتِ اطاعت کرنا فرض ہے اور یہی (خلافت) ایک ذریعہ ہے۔ جس سے جماعت قائم رہ سکتی ہے اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی تکمیل کر سکتی ہے! نیز یہ کہ خلیفہ ایک ہی ہو سکتا ہے! ایک وقت میں دو خلیفے یا ان سے زیادہ خلیفے کوئی نیک نتیجہ پیدا نہیں کر سکتے!

۴۔ وعدہ خلافت

خدا تعالیٰ کی پاک و کامل کتاب قرآن شریف نے صرف اسی بات پر اکتفا نہیں کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت کا ذکر فرما دیا بلکہ آپ کی ذریت طیّبہ میں بھی خلافت کے بقاء کا بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں واضح طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے بعد آپ کی غیر ظالم اولاد کی امامت اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ اور پھر مسلمانوں کو بھی یہ بشارت دی ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ
لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ
بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ؕ وَمَنْ
كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (سورۃ النور: ۵۶)

کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال (نیک) عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفے بنا دیگا۔ جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفے بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دیگا اور انکے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائینگے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کرینگے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ یہ وعدہ مسلمانوں میں سے ان خوش قسمتوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جو اللہ تعالےٰ کی نظر میں حقیقی مومن اور اعمال صالحہ بجا لانے والے ہیں کہ انہیں اس حال میں (مرنے کے بعد نہیں) اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح اس ذات بابرکات نے پہلی امتوں میں سے اپنے خلفاء بنائے۔ گویا جس قسم اور جس شان کی خلافتیں امت محمدیہ سے قبل گزر چکی ہیں، اسی قسم اور اسی شان کی خلافتیں (روحانی و جسمانی) براہ راست یعنی آسمانی وحی کے ذریعہ اور بالواسطہ یعنی صلحاء امت کے انتخاب کے ذریعہ اور عام خلافت ارضیہ یعنی اس زمین کی وراثت اور ملکیت و سلطنت اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کے ایک خوش نصیب حصہ کو بھی عطا

فرمائے گا۔ اور یہ اس ذات بابرکات کا وعدہ ہے جوٹل نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ ہرگز ہرگز وعدہ خلاف نہیں۔ یہ وعدہ نہیں کہ حالات کے بدل جانے سے ٹل جائے یا منسوخ ہو جائے!! اور خلافت کی جو اس کی طرف سے امت محمدیہ کے بعض افراد کو عطا کی جائے گی ضرورت بھی بیان فرمادی ہے کہ مسلمانوں پر جو ابتلاء دشمنوں کی طرف سے آئیں گے (جیسے حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں کسریٰ شہنشاہ ایران اور قیصر شہنشاہ رُوم کی حکومتیں اور ملکِ عرب کے بے دین لوگ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے) اور مسلمانوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں جو فتور کثرت سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عطا ہونے پر آ جائے گا۔ خلفاء کے ذریعہ ان کو دور کیا جائے گا۔ بالفاظِ دیگر دشمنوں کے حملوں سے امتِ محمدیہ کو بچانے کے لئے اور مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھنے کے لئے سلسلۂ خلافت کی ضرورت ہے: اگر سلسلۂ خلافت مسلمانوں کے اندر قائم نہ کیا جاتا تو اسلام صفحۂ ہستی سے نابود ہو جاتا۔ پس اسلام کے غلبہ و شوکت اور اسلام کے دشمنوں کی ہلاکت و ذلت اور مسلمانوں کے اندر وحدت و الفت پیدا کرنے اور درجِ ذیل ارشادِ باری تعالیٰ:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۷﴾ (الذّٰریٰت: ۵۷)

کہ میں نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے کی تکمیل کے لئے امت محمدیہ میں خلافت کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنے اس انعام اور فضل اور رحمت کو ہمارے اندر تا قیامت باقی رکھے گا۔ کیونکہ امتِ محمدیہ کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور امت محمدیہ اس میدان میں بھی گذشتہ سب امتوں سے سبقت لے جائے گی۔

شعبہ تعلیم

2005ء کے پہلے سہ ماہی امتحان میں 13 مجالس نے حصہ لیا۔ ویسٹن ساؤتھ نے 19 پرچہ جات بھجوائے جبکہ مجلس مسی ساگا نے 67 پرچہ جات بھجوائے۔ اس لحاظ سے سہ ماہی اول کے امتحان میں زیادہ پرچہ جات بھجوا کر مسی ساگا اول رہی۔ اور ویسٹن ساؤتھ دوئم رہی۔

دوسرے سہ ماہی امتحان میں 11 مجالس نے شرکت کی اس امتحان میں بھی مسی ساگا 38 پرچہ جات کے ساتھ دوئم اور ویسٹن نارتھ 43 پرچہ جات کے ساتھ اول آئی۔

دیگر مجالس کی خدمت میں شرکت کی درخواست ہے۔ مندرجہ بالا مجالس کی کامیابی اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور مزید بہتر کارکردگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ان امتحانات میں حسب ذیل انصار بھائیوں نے عمدہ پرچہ جات حل کر کے اعلیٰ نمبر حاصل کئے اور انعام کے مستحق ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ انہیں یہ اعزاز مبارک فرمائے۔ آمین۔

	نام	مجلس	حاصل کردہ نمبر
1 -	مکرم محمود احمد بشیر صاحب	ویسٹن ساؤتھ	45/50
2 -	مکرم ہدایت اللہ چوہدری صاحب	اسکاربرو	45/50
3 -	مکرم رشید احمد باجوہ صاحب	پیس ویلج	45/50
4 -	مکرم ناصر احمد عزیز صاحب	ویسٹن نارتھ	45/50
5 -	مکرم ماسٹر غلام حیدر صاحب	ایڈمنٹن	43/50
6 -	مکرم محمد اسلم بسرا صاحب	پیس ویلج	43/50

خاکسار محمد عبدالماجد صدیقی، قائد تعلیم
مجلس انصار اللہ۔ کینیڈا

خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008 کے لئے دعاؤں اور عبادات کا روحانی پروگرام

1۔ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نمازِ ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3۔﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ. اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ. اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ (سورۃ الفاتحہ: 1-7)۔ (روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں)

(ترجمہ): اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تُو نے انعام کیا۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔

4۔﴿رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (البقرۃ 251)

(ترجمہ) اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

(روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

5۔﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً. اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾

(آل عمران: 9)

(ترجمہ): اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

6۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ.

(ترجمہ): اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

7۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

(ترجمہ): مَیں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا ربّ ہے ہر گناہ سے اور مَیں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔

(روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

8۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(ترجمہ): اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

9۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ. اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔

(ترجمہ): اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جس طرح تُو نے ابراہیم اور ان کی آل پر رحمتیں بھیجیں۔ یقیناً تُو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ برکتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جس طرح تُو نے ابراہیم اور ان کی آل پر برکتیں بھیجیں۔ یقیناً تُو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

جماعت احمدیہ وہ جماعت ہے جس کی انگلیوں میں انقلاب کے تار الجھے ہوئے ہیں۔

مقامِ خلافت اور اسکی برکات

مکرم عبدالحلیم صاحب طیب

ہمارے وجود کا ذرّہ ذرّہ خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے سامنے سر بسجود ہے، کہ آج روئے زمین پر ہم ہی وہ خوش قسمت افرادِ جماعت ہیں جو خدا تعالیٰ کے اِس روحانی نظام سے وابستہ ہیں اور اسکے فیوض و برکات کی وارث ہیں۔

ہم اس یقین پر پختگی سے قائم اور دائم ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا جاری کردہ نظام امامِ آخرالزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے وابستہ تھا۔ اور آج اس بابرکت نظام سے ہم 100 سال کے دور میں کامیاب و کامران داخل ہو چکے ہیں۔ اس زمانہ کے مامور اور آنحضرت ﷺ کے عاشقِ صادق اور آپکے بروز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیا و خلفاء ہیں۔ تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہِ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پائیں۔ خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں"("سبز اشتہار" روحانی خزائن صفحہ 462)

مقامِ خلافت: اس میں ادنیٰ سا بھی شک نہیں کہ مقامِ خلافت در اصل مقامِ ولایت ہے۔ جہاں نبی خلیفۃ اللہ ہوتا ہے، وہاں اس نبی کا خلیفہ، خلیفۃ الرسول کے مقام پر فائز ہوتا ہے۔ اور بعینہٖ اُسی مشن کو لے کر چلتا ہے جو رسول ﷺ کے سپرد ہوا تھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "ضرورت الامام" میں بڑی تفصیل سے ان معاملات کو کھولا ہے فرماتے ہیں:-

☆ اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کرنے والوں کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔ (ص 472)

☆ صرف تقویٰ اور طہارت کی وجہ سے کوئی شخص امام نہیں کہلا سکتا امام کے لئے ایک حقیقت ہوتی ہے جس کی وجہ سے آسمان پر اس کا نام امام ہوتا ہے۔

☆ امام الزمان کے ساتھ دنیا میں ہزارہا انوار ہوتے ہیں۔ (ص 474)

☆ اس کے جھنڈے کے نیچے آنے والوں کو بھی اعلیٰ درجہ کے قویٰ بخشے جاتے ہیں۔ پھر فرمایا:-

"وہ لوگ مصیبتوں ابتلاؤں کے وقت اور نیز اُس وقت کہ جب سخت دشمن سے مقابلہ آپڑے اور کسی نشان کا مطالبہ ہو اور یا کسی فتح کی ضرورت ہو اور یا کسی کی ہمدردی واجبات سے ہو۔ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں کہ ان کے صدق اور اخلاص اور محبت اور وفا اور عزمِ لا ینفک سے بھری ہوئی دعاؤں سے ملکِ اعلیٰ میں ایک شور پڑ جاتا ہے۔ اور ان کی محویت کے تضرعات سے آسمانوں میں ایک دردناک غلغلہ پیدا ہو کر ملائک میں اضطراب ڈالتا ہے۔ پھر جس طرح شدت کی گرمی میں...... برسات کی ابتداء میں آسمان پر بادل نمودار ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اِن کے اقبال الی اللہ کی حرارت یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سخت توجہ کی گرمی آسمان پر کچھ بنانا شروع کر دیتی ہے۔ اور تقدیریں بدلتی ہیں اور الٰہی ارادے اور رنگ پکڑتے ہیں۔ یہاں تک کہ قضاء قدر کی ٹھنڈی ہوائیں چلنی شروع ہو جاتی ہیں۔"

خلفاء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:-

"خدا نے جس مقام پر مقرر کیا، میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس کرتے کو ہرگز اتار نہیں سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔ خدا کے مامور کا وعدہ ہے اور اس کا مشاہدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا"۔ ("خطبات نور" (ص 419))

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے اس محبوب مرید کے بارہ میں کیا خوب فرماتے ہیں:-

"اگر میں نورالدین کو حکم دوں کہ تو پانی میں چلا جا تو وہ پانی میں جانے کے لئے تیار ہے۔ اگر میں اس کو کہوں کہ آگ میں داخل ہو جا تو وہ میرے حکم سے آگ میں جانے کو بھی تیار ہے۔ وہ کسی طرح میرے حکم سے انکار نہیں کرسکتا۔" (تاریخ احمدیت جلد سوئم۔ صفحہ: 567)

اپنے ایک خط میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو عرض کرتے ہیں:-

"حضور عالی! اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ خاکسار کو اس قدر محبت ذات والاصفات کی ہے۔ کہ میرا تمام مال و جان آپ پر قربان ہے اور میں ہزار جان سے آپ پر قربان ہوں۔ میرے بھائی اور والدین آپ پر نثار ہیں..." ("حقیقۃ الوحی"، روحانی خزائن جلد صفحہ:)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مولانا نورالدینؓ کی بابت فرماتے ہیں ۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک از امت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر دل پر از نورِ یقیں بودے

خلیفہ کے لفظ سے مراد کیا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"دیکھنے والوں کو تو یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ کئی لاکھ کی جماعت پر حکومت مل گئی، مگر خدا را غور کرو کیا تمہاری آزادی میں پہلے کی نسبت کچھ فرق پڑ گیا ہے۔ کیا کوئی تم سے غلامی کرواتا ہے یا تم پر حکومت کرتا ہے یا تم سے ماتحتوں، غلاموں اور قیدیوں کی طرح سلوک کرتا ہے۔ کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے۔ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر ان کے لئے نہیں۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے روز وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔ لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اسکو چین نہیں آتا۔ کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو، جس کے ہزاروں نہیں لاکھوں بیمار ہوں پس تمہاری آزادی میں تو کوئی فرق نہیں آیا ہاں تمہارے لئے ایک تم جیسے ہی آزاد پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہو گئی ہیں۔"

(سوانح حضرت فضل عمرؓ۔ از حضرت مرزا طاہر احمد صفحہ: 48 تا 53)

آپ نے مزید فرمایا:-

"میں ایک دفعہ قسم کھا چکا ہوں اور پھر اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے اور جو اس گھر بیت الذکر کا مالک ہے اور میں

اسکی قسم کھا کر کہتا ہوں جو زمین و آسمان کا حاکم ہے۔ جسکی جھوٹی قسم لعنت کا باعث ہوتی ہے۔ اور جسکی لعنت سے کوئی جھوٹا بچ نہیں سکتا۔ کہ میں نے کسی آدمی کو کبھی نہیں کہا ہے کہ مجھے خلیفہ بنانے کیلئے کوشش کرو اور نہ ہی کبھی خدا کو میں نے کہا ہے کہ مجھے خلیفہ بنائیو۔ پس جب کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس کام کے لئے خود اپنے فضل سے چُن لیا ہے تو میں کس طرح اسے ناپسند کرتا؟ کیا اگر تمہارا کوئی دوست تمہیں کوئی نعمت دے اور تم اسے لے کر نالی میں پھینک دو تو تمہارا دوست خوش ہو گا؟ ہر گز نہیں! تو اگر خدا نعمت دے تو کون ہے جو اس کو ہٹا سکے؟" (ایضاً)

پھر فرمایا:۔

"پس مجھے خلیفہ ماننے والے بھی سب کے سب نہ ماننے والے ہو جاتے اور کوئی بھی نہ جانتا اور ساری دنیا میری دشمن اور جان کی پیاسی ہو جاتی۔ جو کہ زیادہ سے زیادہ یہی کرتی کہ میری جان نکال لیتی، تو بھی آخری دم تک اس بات پر قائم رہتا اور کبھی خدا تعالیٰ کی نعمت کے رد کرنے کا خیال بھی میرے دل میں نہ آتا، کیونکہ یہ غلطی بڑے بڑے خطرناک نتائج پیدا کرتی ہے۔" (ایضاً)

"بعض دن تو مجھ پر ایسے ہوتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ شام تک میں زندہ نہیں رہوں گا اس وقت میں یہی خیال کرتا ہوں کہ جتنی دیر میں زندہ رہوں اتنی دیر کام کئے جاتا ہوں جب میں نہ ہوں گا تو خدا تعالیٰ کسی اور کو اس کام کے لئے مقرر کردے گا۔ مجھے اپنی زندگی تک اس کام کی فکر ہے جو میرے سپرد خدا تعالیٰ نے کیا ہے۔ بعد کی مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے ہی چلایا ہے اور وہی اس کا انتظام کرتا رہے گا۔" (ایضاً)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔

"ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے ہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چُنتا ہے جسے وہ بہت حقیر سمجھتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اس کو چُن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے" (روزنامہ الفضل ربوہ 17 مارچ 1967ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ آنے والے خلیفہ کیلئے خوشخبری کا اظہار یوں فرماتے ہیں:۔

"میں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ اب انشاء اللہ خلافتِ احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔ جماعت بلوغت کے مقام کو پہنچ چکی ہے۔ خدا کی نظر میں اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا ایک بال بھی بیکا نہیں کرسکے گی۔ اور خلافتِ احمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشو نما پاتی رہے گی۔ جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدے فرمائے ہیں۔" (روزنامہ الفضل ربوہ 28 جون 1982ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"خلافت کے استحکام کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی اور اس کی برکات سے فیض یاب ہونے کی تلقین کرتے رہیں۔ اور سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کی تعمیل میں برکاتِ خلافت کے تذکرے اپنی محفلوں میں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل فرمائے۔ اور یہ کہ اخلاص اور وفا میں مزید اضافہ کرے اور ہمیشہ اپنے فضلوں سے حصہ وافر عطا فرماتا رہے۔ آمین اللہ آپ کیساتھ ہو۔" (روزنامہ الفضل ربوہ 30 مئی 2003ء)

خلافت کی اطاعت کی برکات:

جماعت احمدیہ کا ہر دن خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ احمدیہ کے طفیل پہلے سے بڑھ کر تاباں اور روشن تر ہے۔ ہم آج اگر قرآن کریم کی عدیم المثال خدمت اس کے تراجم کی صورت میں کر پا رہے ہیں۔ تو یہ کس سبب سے ہے۔ آج اگر ہم 100 سے زائد زبانوں میں احادیث نبویہ کے ذریعہ پیغام حق لوگوں تک پہنچا رہے ہیں تو اس کا کیا سبب ہے آج ہم 181 ممالک میں دعوتِ الیٰ اللہ کی توفیق پا رہے ہیں تو یہاں تک ہمیں خدا کے فضل سے لے جانے والا وجود خلافت ہی تو ہے اور اور آج ہم گھڑیوں کی سوئیوں کے ساتھ ساتھ دن کے چوبیس گھنٹے MTA (مسلم ٹیلیویژن احمدیہ) کی برکت سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ اور روئے زمین تک پیغام حق کی منادی ہو رہی ہے تو کیونکر؟ یہ سب اس وجود کے سبب سے ہے جسے خدا نے خود اپنے ہاتھ سے کھڑا کیا ہے۔

وہ نور دینؓ تھا۔ یا وہ فضلِ عمرؓ اِک محمود بندہ ترا یا ناصر دینؒ یا طاہرؒ و مسرور۔ یہ محض اُس رحیم و رحمان کے پاک بندے ہیں۔ جو تاجِ خلافت پہنائے گئے، آج کل عالم اِن کے وجود سے وابستہ فیوض و برکات حاصل کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ اور تا قیامت یہ نعمت جاری و ساری ہے۔ انشاء اللہ العزیز

خدا تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اولاد در اولاد اس نعمت کی قدر اور اطاعت کی توفیق بخشے اور اس سے وابستہ برکات حاصل ہوتی رہیں۔ آمین

درد دل سے کہی ہوئی بات

(حضرت سیدنا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زبان مبارک سے)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درس القرآن میں فرمایا:

"فاختلف الاحزاب من بینھم۔ تم میں اگر اس قسم کی بحثیں ہوں کہ خلیفہ اور فلاں میں کیا تعلقات ہیں؟ اور پھر اس پر فیصلہ کرنے لگ جاؤ تو مجھے سخت رنج پہنچتا ہے۔ تم مجھے خلیفۃ المسیح کہتے ہو۔ میں تو اس خطاب پر کبھی پھولا نہیں۔ بلکہ اپنی قلم سے کبھی لکھا بھی نہیں۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس بیہودہ بحثیں کرنے والے لوگوں کو اپنی جماعت میں نہیں سمجھتا۔ میں تمام جماعت کے لئے دعا کرتا ہوں مگر ایسے لوگوں کے لئے دعا بھی پسند نہیں کرتا۔ ان کو کیا حق ہے کہ تفرقہ انگیزی کی باتیں کریں؟ آگ پہلے دیا سلائی سے پیدا ہوتی ہے مگر آخر کار گھر، پھر محلہ، پھر شہر کے شہر کو جلا دیتی ہے۔ ایسے لوگ اگر میری مدد کے خیال سے ایسا کرتے ہیں تو سن رکھیں کہ میں ان کی مدد پر تھوکتا بھی نہیں۔ اگر مخالفت میں کرتے ہیں تو وہ خدا سے جا کر کہیں جس نے مجھے خلیفہ بنایا"۔

"سنو! میرا صدیق اکبرؓ کی نسبت یہی عقیدہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ نے خلیفہ نہیں بنایا، نہ اس وقت منبر پر لوگوں نے بیعت کی، نہ اجماع نے انہیں خلیفہ بنایا بلکہ خدا نے بنایا۔ خدا نے چار جگہ قرآن میں خلافت کا ذکر کیا ہے۔ اور چار بار اپنی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ حضرت آدمؑ کے بارہ میں فرمایا "انی جاعل فی الارض خلیفہ" (البقرہ:۳۱)۔ پھر حضرت داؤدؑ کی نسبت ارشاد کیا "یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض" (ص:۲۷)۔ پھر صحابہ کرامؓ کے لئے فرمایا "لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم" (النور:۵۶)۔ پھر سب کے لئے فرمایا "جعلنا کم خلائف فی الارض" (یونس:۱۵)۔ پس میں بھی خلیفہ ہوا تو مجھے خدا نے بنایا اور اللہ کے فضل سے ہی ہوا جو کچھ ہوا اور اس کی طاقت کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا ...."

"ہم نے آج جو کچھ سمجھایا وہ درد دل سے سمجھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سمجھ دے۔ اسی کے قبضہ میں سب کے دل ہیں۔ تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ اتفاق بڑی نعمت ہے اور مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے۔ وہ نہ تو جوان ہے اور نہ اس کے علم میں اتنی وسعت جتنی اس زمانہ میں چاہئے۔ لیکن خدا نے تو موسیٰ کے عصا سے جو بے جان لکڑی تھی اتنا کام لے لیا تھا کہ فرعونیت کا قلع قمع ہو گیا اور میں تو اللہ کے فضل سے انسان ہوں۔ پس کیا عجیب ہے کہ خدا مجھ سے یہ کام لے لے! تم اختلافات اور تفرقہ اندازی سے بچو!! نکتہ چینی میں حد سے بڑھ جانا بڑا خطرناک ہے!!! اللہ سے ڈرو!!! اللہ کی توفیق سے سب کچھ ہو گا"۔

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۶۶، ۶۷)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زریں نصائح

مرتبہ: مکرم محمد عبدالماجد صدیقی - پیس ولیج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جانؓ کے مکان پر بیعت اولیٰ لی جس میں چالیس مخلصین حضور کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔
حضور علیہ السلام نے اپنی ساری حیات طیبہ میں التزام فرمایا کہ جماعت کے افراد کی تربیت ہوتی رہے۔ اس تعلق میں حضور نے جماعت کے لئے ملفوظات و نصائح کا ایک لازوال خزانہ چھوڑا تا جماعت کا ہر فرد ان سے اپنی صلاحیت اور طاقت کے مطابق فائدہ اٹھا سکے۔

جماعت کے قیام کی دو بنیادی اغراض: اس جماعت کے قیام کی حضور نے دو بنیادی اغراض بیان فرمائی ہیں۔ اول خدا کی توحید کو دنیا میں قائم کرنا۔ دوم یہ کہ بنی نوع انسان کی خدمت کی جائے۔ چنانچہ ان ہر دو مقاصد میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں روشنی اور بھرپور رہنمائی ملتی ہے۔ اور ہر دو جہانوں میں کامیابی کی ضمانت بھی عطا فرمادی گئی۔ حضور علیہ السلام جس زمانے اور ماحول میں تشریف لائے وہ توحید سے خالی اور ہر قسم کے اخلاق سے عاری تھا اور ہندوستان میں مختلف مذاہب میں جنگ جاری تھی اور ہر مذہب کے پیروکار اپنے آپ کو سچا اور دوسرے مذاہب کو جھوٹا قرار دے رہے تھے۔ چنانچہ اسلام کے ماننے والوں کا بھی حال دیگر مذاہب کے ماننے والوں سے مختلف نہ تھا۔ خاص طور پر ہندوستان میں ہندوؤں کی اکثریت تھی اور مسلمان ان کے ساتھ برسوں سے رہ رہے تھے اسطرح بہت سی رسوم جو ہندوؤں کی تھیں مسلمانوں نے اپنالیں بلکہ ان کو بڑی حد تک اپنے مذہب کا حصہ بنا لیا۔ اس زمانہ میں مسلمان علماء کہلانے والوں نے کم علم اور ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کو اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم سے محروم رکھا۔

علماءِ زمانہ کا نقشہ: حضور علیہ السلام نے ان علماء کا نقشہ اپنی تصنیف لطیف ''تذکرۃ الشہادتین'' میں بھی بیان فرمایا اور اپنی جماعت کو بھی نصیحت فرمائی:۔
''اے میری جماعت! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرت کے لئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کیلئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائیگی۔ **اے سعادتمند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کیلئے مجھے دی گئی ہے** ۔تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے **الگ** ہو جاؤ۔ انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدگیاں ہوتی ہیں مگر سب سے **زیادہ تکبّر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبّر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔** سو تم دل کے مسکین بن جاؤ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو جب کہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو۔ سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چند روزہ دنیا میں انکی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجالاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو تا تمہیں خدا اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے۔ ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اسکے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں''
(تذکرۃ الشہادتین صفحہ: ۸۸۔۸۹)

حضور علیہ السلام نے مزید فرمایا:۔
''اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا تا وہ پیشگوئی پوری ہوتی جو آیت غیر المغضوب علیھم کے اندر مخفی ہے۔ کیونکہ خدا نے منعم علیھم کا وعدہ کر کے اس آیت میں بتا دیا ہے کہ اس اُمت میں وہ یہودی بھی ہونگے جو یہود کے علماء کے مشابہ ہونگے جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو سولی دینا چاہا اور جنہوں نے عیسیٰؑ کو کافر اور دجال اور ملحد قرار دیا تھا۔ اب سوچو کہ یہ کس بات کی طرف اشارہ تھا۔ اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود اس اُمت میں سے آنے والا ہے اس لئے اس کے زمانہ میں یہود کے رنگ کے لوگ بھی پیدا کئے جائیں گے۔ جو اپنے زعم میں علماء کہلائیں گے۔ سو آج تمہارے ملک میں وہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اگر یہ علماء موجود نہ ہوتے تو اب تک تمام باشندے اس ملک کے جو مسلمان کہلاتے ہیں **مجھے قبول کر لیتے** ۔ پس تمام منکروں کا گناہ ان لوگوں کی گردن پر ہے۔ یہ لوگ راستبازی کے محل میں نہ آپ داخل ہوتے ہیں نہ کم فہم لوگوں کو داخل ہونے دیتے ہیں۔ کیا کیا مکر ہیں جو وہ کر رہے ہیں اور کیا کیا منصوبے ہیں جو اندر ہی اندر ان کے گھروں میں ہو رہے ہیں مگر کیا وہ خدا پر غالب آ جائیں گے اور کیا وہ اس قادر مطلق کے ارادہ کو روک لیں گے جو تمام نبیوں کی زبانی ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ اس ملک کے شریر امیروں اور بدقسمت دولت مند دنیاداروں پر بھروسہ رکھتے ہیں مگر خدا کی نظر میں وہ کیا ہیں صرف ایک **مرے ہوئے کیڑے** '' (ایضاً صفحہ ۹۱۔۹۲)

صحبتِ صالحین کے نیک اثرات: صحبت صالحین کے اختیار کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:۔
''اکثر لوگ اگرچہ ہمارے سلسلہ میں داخل تو ہیں مگر بوجہ اس کے کہ ان کو صحبت کم نصیب ہوتی ہے ان کے دل بکلی دنیا کے گند سے صاف نہیں ہیں۔ امر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آخر کار وہ گند سے صاف ہو جائیں گے اور یا خدا تعالیٰ ان کو اس پاک سلسلہ سے کاٹ دے گا اور ایک مردار کی طرح مریں گے۔ بڑی غلطی انسان کی دنیا پرستی ہے یہ بدبخت اور منحوس دنیا کبھی خوف دلانے سے اور کبھی اُمید دینے سے اکثر لوگوں کو اپنے دام میں لے لیتی ہے اور یہ اُسی میں مرتے ہیں۔ نادان کہتا ہے کہ کیا ہم دنیا چھوڑ دیں۔ اور یہ غلطی انسان کو نہیں چھوڑتی جب تک کہ اس کو بے ایمان کر کے ہلاک نہ کر دے۔ اے نادان کون کہتا ہے کہ تو اسباب کی رعایت چھوڑ دے۔ مگر دل کو دنیا اور دنیا کے فریبوں سے الگ کر ورنہ تو ہلاک شدہ ہے۔ اور جس خیال کے لئے تو حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا کے فرائض کو بھی چھوڑتا ہے اور طرح طرح کی مکاریوں سے ایک شیطان بن جاتا ہے۔ اس عیال کے لئے تُو بدی کا بیج بوتا ہے اور ان کو تباہ کرتا ہے اسلئے کہ خدا تیری پناہ میں نہیں کیونکہ تو پارسا نہیں۔ خدا تیرے دل کی جڑھ

کو دیکھ رہا ہے سوتو بے وقت مرے گا۔ اور عیال کو تباہی میں ڈالیگا۔ لیکن وہ جو خدا کی طرف جھکا ہوا ہے۔ اس کی خوش قسمتی سے اسکے زن و فرزند کو بھی حصہ ملے گا۔ اور اس کے مرنے کے بعد بھی وہ تباہ نہیں ہونگے"

دین کو پس پشت ڈالنے والے کیلئے انتباہ: پھر فرمایا:

"میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت اُن لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اُٹھ کر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا قبول کرے گا اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں لیکن وہ لوگ جن کی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور جن کے دل پاخانہ سے بدتر ہیں اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہیں ہے۔ میں اور میرا خدا اُن سے بیزار ہیں۔ میں بہت خوش ہونگا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کر لیں۔ کیونکہ خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں۔ اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ پھر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جائیں کہ صرف دنیا ہی دنیا ان کے دلوں میں ہوتی ہے۔ نہ انکی نظر پاک ہے اور نہ انکا دل پاک ہے اور نہ انکے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ ان کے پیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہیں............ جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آ جائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینک دے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خود داری کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہو لے۔ میں اس شخص کو اس کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے اور جہاں سڑے گلے مُردوں کی لاشیں ہوتی ہیں" (ایضاً صفحہ ۱۰۷ ۔ ۱۰۸)

اللہ تعالیٰ ہمیں امام آخرالزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان نصائح پر عمل کرنے اور ان انذار سے بچنے کی بچی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"اے امیرو اور بادشاہو! اور دولتمندو!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اس کی تمام راہوں میں راستباز ہیں- اکثر ایسے ہیں کہ دُنیا کے ملک اور دنیا کے املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے- ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپرواہ ہے- اُس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اُس کی گردن پر ہے- ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے- اُس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں- اے عقلمندو یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ- تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو- ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو- انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون- گانجہ- چرس- بھنگ- تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے- وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے- سو تم اس سے بچو- ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں- اور آخرت کا عذاب الگ ہے- پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ- حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے- حد سے زیادہ بدخُلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے- حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے- ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ- پس کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کرکے بکلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بے باکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کیلئے حلال ہے۔ غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا یہاں تک کہ مریگا۔ (کشتی نوح صفحہ 94-95 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 70-71)

پیام شاہجہانپوری

خلافت کی موجودگی میں مجدّد کی ضرورت؟

"خلافت راشدہ قیامت تک جاری رہے گی" (شاہ اسماعیل شہیدؒ)

خلیفہ راشد رسولِ خدا کا فرزند اور ولی عہد ہوگا

ایک مجلس میں گفتگو ہو رہی تھی کہ خلافت راشدہ ختم نہیں ہوئی بلکہ قیامت تک جاری رہے گی۔ بات غلط بھی نہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشاد مقدس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے' چنانچہ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے جن کا زمانہ قریباً پونے دو سو سال قبل تھا اپنی کتاب "منصب امامت" میں رسول اقدس ﷺ کی حدیث درج کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "تم میں نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا' پھر اسے اٹھا لے گا' اور پھر خلافت ہوگی جو نبوت کے طریق پر جاری ہوگی اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا جاری رہے گی' پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لے گا' پھر بادشاہی ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لے گا پھر (ظلم و) زیادتی والی بادشاہت ہوگی اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا رہے گی پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لے گا' پھر طریق نبوت پر خلافت قائم ہوگی۔ پھر آپؐ چپ ہو رہے۔" (ص ۷)

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ صرف خلفائے اربعہ تک محدود نہیں بلکہ زمانے کے طویل وقفے کے بعد پھر امت میں جاری ہو جائے گی اور اس کے بعد یہ منقطع نہیں ہوگی کیونکہ رسول اقدس ﷺ یہ خوشخبری سنا کر خاموش ہو گئے اور اس کے منقطع ہونے کا اعلان نہیں فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ اسماعیلؒ شہید نے اپنی اسی گرانقدر تصنیف میں آگے چل کر ایک بار پھر فرمایا کہ:

"اور یہ خیال کرنا درست نہیں کہ خلافت راشدہ کا زمانہ صرف خلفائے اربعہ تک محدود ہے یا آخر زمانے تک اور ان دونوں زمانوں کے درمیان یہ منقطع ہو جائے گی ایسا نہیں"۔ (منصب امامت (فارسی) ص ۸۷)

اس خلافت کی عظمت و اہمیت واضح کرتے ہوئے حضرت شاہ اسماعیلؒ شہید نے امت مسلمہ کو بشارت دی کہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں سے جس خلافت کا وعدہ کیا ہے وہ معمولی چیز نہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں:

"خلیفہ راشد کا مرتبہ رسول ﷺ کے فرزند اور ولی عہد کے برابر ہے اور دوسرے امامین اس کے دوسرے بیٹوں کی مانند ہیں"۔ (منصب امامت ص ۸۷)

شاہ صاحبؒ نے خلیفہ راشد کی ایک اور صفت بیان فرمائی اور اس کی ذات سے وابستگی کو مسلمانوں کے لئے بہت بڑی روحانی نعمت قرار دیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے امام حقیقی کی ذات بابرکت میں نبوت تامہ کی صفت رکھی ہے"۔ (منصب امامت ص ۹۱)

اس طرح شاہ صاحبؒ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ جب تم میں خلیفہ راشد ظاہر ہو تو تمہارے اکابر علماء اور بزرگوں کا فرض ہے کہ وہ اس کی اطاعت فرزند رسول ﷺ اور ولی عہد رسول ﷺ کے طور پر کریں اور اس سے پوری طرح تعاون اور اس کی اطاعت کریں تاکہ زمین پر آسمان کی بادشاہت قائم ہو جائے۔ شاہ صاحبؒ کو اس نعمت کے حصول میں کامیابی کی ایسی قوی امید تھی کہ وہ مسلمانوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ:

"خلافت راشدہ کے ظہور سے مایوس نہیں ہونا چاہیے اور دعائیں قبول کرنے والی ہستی کی بارگاہ میں اس کی طلب جاری رکھنی چاہیے اور امید کرنی چاہیے کہ یہ دعا ضرور قبول ہوگی اور ہر وقت خلیفہ راشد کی تلاش میں کمربستہ رہنا چاہئے"۔ (منصب امامت ص ۹۱)

شاہ اسماعیلؒ قرآن کریم کے بہت بڑے عالم اور شارح تھے۔ یقیناً ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہوگا کہ وعد اللّٰہ الذین امنوا منکم و عملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ الخ (سورۃ النور آیت ۵٦) (اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اعمال صالح انجام دیئے کہ وہ ان میں سے زمین میں اپنے

خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے پہلی امتوں میں خلیفہ بنائے)۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے پچھلی امتوں مثلاً حضرت نوحؑ کی امت، حضرت ابراہیمؑ کی امت اور حضرت موسیٰؑ کی امت میں خلفاء مقرر کئے اسی طرح اس نے مسلمانوں سے وعدہ کیا کہ وہ ان میں بھی مومن اور صالح بندوں کو خلیفہ مقرر کرے گا۔ قرآن کریم کے اس ارشاد سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی خلافت جس کے ساتھ بہت سی بشارات وابستہ ہیں صرف خلفائے اربعہ تک محدود نہیں رہے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک پیدا ہونے والے مومنوں اور اعمال صالح انجام دینے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان میں سے دنیا میں خلیفہ مقرر کرے گا۔ اگر امت مسلمہ میں صاحب ایمان اور اعمال صالح انجام دینے والے لوگ صرف عہد صحابہ تک تھے اور اس کے بعد مسلمانوں میں منافق، بے ایمان اور بدعمل لوگ ہی پیدا ہوں گے پھر تو خلافت، خلفائے اربعہ تک محدود ہو جاتی ہے لیکن اگر اعمال صالح انجام دینے والے قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ خلافت راشدہ کی نعمت عظمیٰ بھی قیامت تک باقی رہے گی۔

یہاں پہنچ کر بعض لوگ ایک عجیب سوال اٹھاتے ہیں اور رسول خدا ﷺ کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ "ہر صدی کے سرنے پر مجدد مبعوث ہوا کرے گا"۔ یہ حدیث پیش کرکے سوال کیا جاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مجددین کی آمد کو چند صدیوں تک تو محدود نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ کے اس ارشاد کی روشنی میں مجددین کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ وہ سوال کرتے ہیں کہ جب مجدد آ جائے گا تو خلافت کی ضرورت کہاں باقی رہے گی۔ اس طرح یہ حضرات قرآن شریف کی اس بشارت کا انکار کرتے ہیں جس کے تحت مسلمانوں کو خوشخبری دی گئی کہ ان میں قیامت تک خلفاء پیدا ہوتے رہیں گے۔ دراصل یہ غلط فہمی اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ خلافت کے مقام کا صحیح ادراک نہیں کیا جاتا۔ خلافت اپنے اندر بڑا وسیع مفہوم رکھتی ہے۔ خلیفہ نائب ہوتا ہے نبی کا اور اس کا کام نبی کے مشن کو آگے بڑھانا ہوتا ہے۔ نبوت پر زمانہ دراز گزر جانے کی وجہ سے دین میں جو بعض غلط باتیں شامل ہو جاتی ہیں اور الٰہی تعلیمات کے روشن چہرے پر جو گرد و غبار چھا جاتا ہے خلیفہ اسے دور کرکے دین کا روشن چہرہ پھر دکھاتا ہے اسی کا نام تجدید دین ہے۔ یہی کام مجددین کا ہوتا ہے۔ گویا خلیفہ بجائے خود مجدد ہوتا ہے اس کی موجودگی میں کسی مجدد کے آنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ خلیفہ خود مجدد کا کام کر رہا ہوتا ہے۔ عقلاً بھی بیک وقت دو قابل اطاعت شخصیتیں بطور مامور کھڑی نہیں ہو سکتیں ورنہ بڑا فساد پیدا ہو جائے گا۔ ایک طرف خلیفہ ہوگا جو لوگوں سے اپنی بیعت لے گا اور لوگ اس کی اطاعت کا عہد کریں گے دوسری طرف مجدد ہوگا وہ بھی لوگوں سے بیعت اور اپنی اطاعت کا عہد لے گا۔ اس طرح لوگ دو گروہوں میں بٹ جائیں گے، جس سے فساد عظیم پیدا ہوگا اور دونوں کی صفوں میں شیطان صفت لوگ داخل ہو کر ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے خلاف ورغلانے اور آمادۂ فساد کرنے کی کوشش کریں گے جس طرح ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ اور امیر المومنین سیدنا علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ ہوا تھا۔ گویا یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی وقت میں ایک صاحب خلیفہ ہونے کا دعویٰ کریں اور دوسرے صاحب مجدد ہونے کا۔ کچھ لوگ ایک کی پیروی اختیار کریں کچھ دوسرے کی۔ خود ان دو مدعیوں کے لئے سخت مشکل پیش آئے گی کہ کون کس کی اطاعت کرے؟ جو بھی دوسرے کی اطاعت کرے گا وہ اپنے پہلے مرتبے سے گر جائے گا اور معزول ہو جائے گا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ مجدد تو مبعوث اس لئے ہوتا ہے کہ دین کے بارے میں جو اختلافات پیدا ہو چکے ہیں انہیں ختم کرے اور جو بدعات در آئی ہیں انہیں مٹائے نہ کہ اس کی وجہ سے ایک اور فتنہ پیدا ہو، گویا مجدد نہ ہوا فتنوں کا پنڈورا بکس کھولنے والا ہوا۔ پس اس کی ایک ہی صورت ہے کہ جماعت مومنین میں ایک وقت میں قابل اطاعت ایک ہی شخص ہو اور اگر وہ صدی کے سر پر ظاہر ہو تو وہی تجدید دین کا فریضہ ادا کرے گویا صدی کے شروع میں آنے والا خلیفہ ہی مجدد ہوگا۔ خلیفہ کی موجودگی میں کسی مجدد کا دعویٰ کرنا سخت فتنے کا موجب ہوگا۔

ایک صاحب نے یہ نقطۂ نگاہ پیش کیا کہ جب مجدد مبعوث ہوگا تو خلیفہ خود بخود معزول ہو جائے گا کیونکہ مجدد مامور ہوتا ہے۔ یہ خیال نہایت غلط اور خطرناک ہے اور تاریخ کو جھٹلانے کے مترادف ہے بلکہ خود قرآن شریف کے ارشاد کی تکذیب کرتا ہے۔ تاریخ کہتی ہے کہ دو مواقع ایسے آئے جب خلافت کا تقدس پامال کرنے اور اسے بچوں کا کھیل بنانے کی کوشش کی گئی۔ ایک وقت وہ تھا جب مفسدوں اور فتنہ پردازوں نے امیر المومنین سیدنا حضرت عثمانؓ سے مطالبہ کیا کہ آپ خلافت سے معزول ہو جائیں۔ اس وقت آپؓ نے بڑی جواں مردی کا مظاہرہ کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ "اے عثمان! اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا لوگ کہیں گے کہ اسے اتار دو تم اسے ہرگز نہ اتارنا"۔ سیدنا عثمانؓ کا استدلال تھا کہ وہ قمیص یہی خلافت ہے جو میں ہرگز نہیں اتاروں گا۔ آپؓ نے جان دینا گوارا کر لیا مگر خلافت سے معزولی گوارا نہ کی۔ اس طرح آپؓ نے خلافت کے تقدس کو پامال ہونے سے بچا لیا۔ دوسرا وقت وہ تھا جب امیر المومنین سیدنا حضرت علیؓ بن ابی طالب سے کہا گیا کہ آپ کو خلافت سے معزول کیا جاتا ہے۔ سیدنا علیؓ نے بھی وہی موقف اختیار کیا جو حضرت عثمانؓ نے اختیار کیا تھا اور فرمایا کون ہے جسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ مجھے خلافت سے معزول کرے۔ آپؓ نے بھی جان دیدی مگر خلافت کے تقدس پر آنچ نہیں آنے دی۔ گویا عہد رسالت کی ان دو ممتاز ترین اور مقدس شخصیتوں نے اپنے قول اور فعل دونوں سے ثابت کر دیا کہ خلافت بچوں کا کھیل نہیں، یہ ایک مقدس امانت ہے، یہ ایک الٰہی منصب ہے اس منصب پر جو ایک بار فائز ہو جاتا ہے وہ زندگی کے آخری لمحے تک اس پر فائز رہتا ہے۔ اسے کوئی معزول نہیں کر سکتا جب اس کا مشن پورا ہو جاتا ہے خدا اسے اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ خود قرآن شریف، شہادت دیتا ہے کہ خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔ سورہ نور میں جہاں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بشارت دی ہے کہ وہ ان میں خلیفہ مقرر کرے گا وہاں اس نے اس فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ وہ خلیفہ مقرر کرے گا۔ کوئی بتائے کہ خدا کے مقرر کئے ہوئے شخص کو کون اس کے منصب سے معزول کر سکتا ہے پس ثابت ہو گیا کہ مجدد کے آنے سے خلیفہ کے معزول ہو جانے کا خیال خلاف قرآن اور نادانی کا خیال

ہے- کوئی ایسا مجدد نہیں آسکتا جس کے آنے سے خلافت پر آنچ آئے- جب ایسا کوئی مجدد نہیں آسکتا جو خلیفہ کو معزول کرنے کا باعث بن سکے تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ جب بھی مجدد آئے گا وہ خلیفہ کی صورت میں آئے گا- وہی خلیفہ اور وہی مجدد ہوگا کیونکہ جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا گیا ہے کہ مجدد تجدید دین کا کام کرتا ہے، تقویت دین کا کام کرتا ہے اور یہی کام خلیفہ کا ہوتا ہے پس خلیفہ کی موجودگی میں کسی کا بطور مجدد کھڑا ہونا اور لوگوں سے اپنی بیعت کا مطالبہ کرنا سخت فتنہ پردازی کا موجب ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ایسا خیال منسوب کرنا سراسر نادانی بلکہ گناہ عظیم ہے کہ اس نے خلیفہ کی موجودگی میں ایک مجدد کھڑا کردیا تاکہ مومنوں کے درمیان اختلاف وانتشار پیدا ہو-

(بشکریہ ہفت روزہ ''تقاضے'' لاہور-۳۱ مئی ۱۹۹۶ء)

خلافت بزرگانِ دین کی نظر میں

علامہ الشیخ الطنطاوی الجوہری اپنی کتاب ''القرآن والعلوم العصریہ'' صفحہ ۲۱ پر آیت استخلاف کو درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں-

''هٰذِهِ الْاٰيَةُ ذَكَرْنَاهَا مَرَّةً اُخْرٰى فِي الْكِتَابِ وَاَعَدْنَاهَا هٰهُنَا بَعْدَ اَنْ بَيَّنَّا طَرِيْقَ الْاِتِّحَادِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ تِلْكَ الطَّرِيْقُ الَّتِيْ هَدَانَا اللّٰهُ لِاسْتِخْرَاجِهَا مِنَ الْكِتَابِ الْعَزِيْزِ لَاسَبِيْلَ اِلٰى اِسْعَادِ الْمُسْلِمِيْنَ بِغَيْرِهَا وَلَاسَبِيْلَ لِاِرَاحَتِهِمْ وَتَمْكِيْنِهِمْ فِي الْاَرْضِ وَاسْتِخْلَافِهِمْ فِيْهَا وَتَبْدِيْلِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا اِلَّا بِهٰذِهِ السَّبِيْلِ وَحْدَهَا (الخلافة)

یعنی اس آیت کو ہم نے اس کتاب میں دوبارہ ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا طریق بیان کرنے کے بعد ہم نے پھر اس آیت کو دُہرایا ہے کیونکہ اس طریق کا علم ہمیں کتاب عزیز سے ہوتا ہے اور اس کے بغیر مسلمانوں کی کامیابی کا اور کوئی طریق نہیں- نہ ہی انہیں زمین میں خوشحالی اور طاقت حاصل ہوسکتی ہے اور نہ ہی حکومت میسر آسکتی ہے اور نہ ہی ان کا خوف امن سے تبدیل ہوسکتا ہے مگر صرف اور صرف اس (خلافت) کے ذریعہ-'' (الفرقان مئی، جون ۱۹۶۷ء صفحہ ۲۵)

حضرت سید محمد اسماعیل صاحب شہید اپنی تصنیف ''منصب امامت'' (جو کہ فارسی زبان میں ہے اور گیلانی پریس لاہور نے اس کا ۱۹۴۹ء میں اردو ترجمہ شائع کیا تھا) میں مسئلہ خلافت کی اہمیت کے متعلق لکھتے ہیں-

''خلافتِ راشدہ کے ظہور کے لئے دعائیں کی جائیں: نزول نعمتِ الٰہی یعنی ظہور خلافت راشدہ سے کسی زمانہ میں مایوس نہ ہونا چاہئیے اور اسے مجیب الدعوات سے طلب کرتے رہنا چاہئیے اور اپنی دعا کی قبولیت کی امید رکھنا اور خلیفہ راشد کی جستجو میں ہر وقت ہمت صرف کرنا چاہئیے شاید کہ یہ نعمت کاملہ اسی زمانہ میں ظہور فرمادے اور خلافت راشدہ اسی وقت ہی جلوہ گر ہو جائے...... جیسا کہ کبھی کبھی دریائے رحمت سے کوئی موج سربلند ہوتی ہے اور ائمہ ہدیٰ میں سے کسی امام کو ظاہر کرتی ہے ایسا ہی اللہ کی نعمت کمال تک پہنچتی ہے تو کسی کو تختِ خلافت پر جلوہ افروز کر دیتی ہے اور وہی امام اس زمانہ کا خلیفہ راشد ہے اور وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ خلافتِ راشدہ کا زمانہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تیس سال تک ہے اس کے بعد سلطنت ہوگی- اس سے مراد یہ ہے کہ خلافت راشدہ متصل اور تواتر طریق پر تیس سال تک رہے گی اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قیام قیامت تک خلافت راشدہ کا زمانہ وہی تیس سال ہے اور بس- بلکہ حدیث مذکورہ کا مفہوم یہی ہے کہ خلافتِ راشدہ تیس سال گزرنے کے بعد منقطع ہوگی نہ یہ کہ اس کے بعد پھر خلافتِ راشدہ کبھی عود ہی نہیں کرسکتی بلکہ ایک دوسری حدیث خلافتِ راشدہ کے انقطاع کے بعد پھر عود کرنے پر دلالت کرتی ہے...... امامتِ تامہ کو خلافتِ راشدہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اور خلافتِ رحمت بھی کہتے ہیں- واضح ہو کہ جب امامت کا چراغ شیشہ خلافت میں جلوہ گر ہوا تو نعمتِ ربانی بنی نوع انسان کی پرورش کے لئے کامل تک پہنچی اور کامل روحانی اسی رحمت ربانی کے کمال کے ساتھ نورٌ علیٰ نور آفتاب کی مانند چمکا-''

(منصب امامت بحوالہ الفرقان مئی، جون ۱۹۶۷ء صفحہ ۹-۱۰)

؏ ذکر اُس کا چلا نم ہوا کی طرح

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیرت کے جستہ جستہ واقعات

(زیر نظر مضمون حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بھانجے مکرم سیّد طارق شاہ صاحب نے مسجد بیت الاسلام ٹورنٹو میں جلسہ یوم خلافت کے موقع پر پڑھا)

میں جب نو دس سال کا تھا اس وقت مجھے یاد ہے کہ حضور ہر سال دو دفعہ سندھ تشریف لاتے تھے ۔ وہ موسم شکار کا ہوتا تھا ۔حضور اپنے ساتھ پوائنٹ ٹو رائیفل لاتے تھے ۔اس رائیفل کے اوپر دوربین بھی لگی ہوتی تھی۔ ہر روز صبح فجر کی نماز کے بعد اور شام کوعصر کی نماز کے بعد ہم شکار کے لئے نکلتے تھے۔حضور کو شکار کا کافی شوق تھا ۔ اور حضور کا نشانہ بھی بہت اچھا تھا ۔ چنانچہ اکثر ہم تھیلے بھرے ہوئے شکار سے واپس لوٹتے تھے۔ ان دنوں شکار بے تحاشا ہوتا تھا اور گنز یعنی بندوقوں والے شکاری بہت کم ہوتے تھے۔میرا اور میرے بڑے بھائی کا کام شکار کو پکڑنا اور ذبح کرنا ہوتا تھا۔بعض اوقات جب شکار گولی لگ کر گرتا تھا تو اس کو کافی بھاگ کر پکڑنا پڑتا تھا۔ایک دفعہ مجھے ذبح کرنے میں کچھ دیر ہوگئی تو حضور رحمہ اللہ تعالی نے مجھے سمجھایا کہ جانور کو جلدی سے ذبح کردینا چاہئے تا کہ اسے تکلیف نہ ہو۔

ربوہ کی ایک مشہور شخصیت نعیم ہے جو ذہنی طور پر معذور ہے۔نعیم پانچوں وقت مسجد مبارک میں نماز پڑھتا تھا۔اگر کوئی بچہ ادھر ادھر دیکھ رہا ہوتا تھا تو اسے نماز میں ہی ڈانٹ دیتا تھا۔بعض اوقات نماز میں کسی بچے کو باتیں کرتے دیکھ لیتا تھا تو تھپڑ بھی مار دیتا تھا۔ ایک اور مشہور شخصیت مولوی بشیر احمد صاحب قادیانی تھے ۔ وہ بھی اکثر نمازیں مسجد مبارک میں پڑھتے تھے۔ وہ چونکہ نعیم کو اس کی ان حرکتوں پر ٹوکتے رہتے تھے ۔جسکی وجہ سے نعیم کو ان سے شدید چڑ تھی۔ ایک دفعہ عصر کی نماز کا وقت تھا ۔ نماز کھڑی ہو چکی تھی۔ نعیم تیسری صف میں دائیں ہاتھ کی طرف سب سے آخر میں کھڑا تھا۔ اتنی دیر میں مولوی بشیر صاحب قادیانی مسجد میں داخل ہوئے ۔ان کے پیچھے پیچھے میں داخل ہوا اور میرے پیچھے پیچھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالی داخل ہوئے۔نعیم جس صف میں نماز پڑھ رہا تھا وہ بڑی صف تھی اور اس کے پیچھے بالکل محراب کی سیدھ میں ایک اور صف چند نمازیوں کی بن گئی تھی۔قدرتی طور پر مولوی بشیر قادیانی صاحب اسی طرف بڑھے جس طرف نعیم کھڑا تھا۔ بجائے سامنے دیکھنے کے نعیم کی نظریں انہی کی طرف تھیں اور انہیں گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ جب مولوی صاحب قریب پہنچے تو حسب عادت انہوں نے نعیم کو ٹوکا اور اشارے سے اور آہستہ سے اسے کہا کہ سامنے دیکھو میری طرف نہ دیکھو۔ اس سے یکدم نعیم کا پارہ آسمان پہ چڑھ گیا ۔وہ نماز چھوڑ کر ان کی طرف لپکا اور ان کا بازو پکڑ کر دو تین دفعہ ان کو آگے پیچھے دھکیلا اور پھر پوری طاقت سے پچھلی صف کی طرف دھکیل دیا۔ مولوی صاحب اس کے دھکے سے بالکل محراب کے پیچھے پہنچ گئے اور وہیں فوراً ہی انہوں نے نماز شروع کردی۔ نعیم نے بھی اس کاروائی سے فارغ ہو کر مطمئن ہو کر نماز شروع کردی ۔ اسے یہ علم نہیں ہوا کہ حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ تعالی اس کی یہ حرکت دیکھ چکے ہیں۔ حضور جب نماز سے فارغ ہو کر باہر جانے لگے تو نعیم بھی کچھ فاصلے سے ساتھ ساتھ نکلا۔ حضور نے اسے اور کچھ نہیں کہا۔ صرف یہ فرمایا نعیم ! بڑی جان ہے تمہارے میں۔ یہ سنتے ہی نعیم اس قدر شرمندہ ہوا کہ اس سے پہلے میں نے کبھی اسے اتنا شرمندہ ہوتے نہیں دیکھا تھا۔ بلکہ اس سے پہلے میرا خیال تھا کہ شائد نعیم کبھی شرمندہ ہوتا ہی نہیں ہے۔

حضور کی بیٹی کی شادی چھوٹی عید کے بعد ہونی تھی ۔ جہیز کے لئے کپڑے وغیرہ تیار کروانے تھے۔ ایک غیر احمدی درزی تھا درمیانی عمر کا جس کی کوئی باقاعدہ دکان نہیں تھی ۔ اپنے گھر میں کپڑے سیتا تھا۔ اس سے حضور نے بات طے کروائی کہ وہ اپنی سلائی مشین اور باقی سامان لے کر ان کے گھر آجائے۔باہر کی طرف ایک علیحدہ کمرہ اسے دے دیا۔ وہیں اس نے جہیز کے لئے کپڑے تیار کرنے شروع کردیئے۔ رمضان کا مہینہ تھا ۔حضور نے اپنے باورچی سے کہا کہ اس سے پوچھ کر جس طرح کی وہ سحری کرنا چاہے اسے کروا دیا کرے۔ اس درزی نے سحری کے وقت گھی سے تر بتر موٹے موٹے پراٹھے اور کٹورا بھر کر دہی کھانی شروع کی اور دو تین چائے کے کپ سحری کے وقت پینا شروع کردیئے۔ شام کو افطاری اور رات کا کھانا علیحدہ۔ کچھ ہی دن میں اس کی طبیعت بگڑ گئی۔ حضور کو اس نے پیغام بھیجا کہ مجھے ”انرجی“ ہو گئی ہے کچھ دوائی دیں۔ لفظ الرجی کی بجائے اس نے انرجی استعمال کیا۔حضور نے اسے دوائی بھجوائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ جتنا کھانا تم کھا رہے ہو اور سارا دن بیٹھے رہتے ہو اور کوئی ورزش بھی نہیں کرتے اگر ”انرجی“ نہیں ہوگی تو اور کیا ہوگا..........!؟

حضورؒ کے گھر مہمان کثرت سے آتے تھے اور کئی دفعہ بغیر کسی پہلے سے طے شدہ پروگرام کے آتے تھے۔بعض اوقات عین کھانے کا وقت ہوتا تھا۔حضور کے گھر ایک قدرے بڑی عمر کی خاتون کام کرتی تھیں ٹھیٹ پنجابی میں بولتی تھیں۔ سب اسے اماں کہتے تھے ۔حضور بھی اسے اماں کہتے تھے۔ وہ اس بات سے خوش نہیں ہوتی تھیں کہ مہمان بغیر اطلاع کے آجاتے ہیں اور وہ بھی عین کھانے کے وقت۔ ایک دفعہ رات کے کھانے کا وقت تھا۔ کچھ مہمان آگئے۔ حضور نے خلوص نیت سے انہیں کھانے کی پیشکش کی جو انہوں نے قبول کرلی۔ گھر میں اس وقت صرف اتنا ہی کھانا تھا جو گھر کے چار پانچ افرد کے لئے گھر میں تیار ہوا تھا۔وہی کھانا ان کے سامنے پیش کردیا گیا۔ ان مہمانوں کو اس صورت حال کا علم نہیں تھا۔ انہوں نے اپنے حساب سے سالن ڈالا ۔تھوڑی ہی دیر میں سارا سالن ختم ہو گیا۔ حضور کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ گھر میں جتنا بھی سالن تھا وہ مہمانوں کو بھجوادیا گیا ہے۔ انہیں خیال تھا کہ شاید کچھ بچوں وغیرہ کے لئے رکھا ہوگا ۔ اور فی الحال وہی استعمال کر لیتے ہیں ۔ان کے لئے بعد میں کچھ اور بندوبست کر لیں گے ۔ حضور نے اماں کو بلایا اور فرمایا کہ سالن اور لے آؤ۔ اماں پہلے ہی بھری بیٹھی تھیں ۔سب مہمانوں کے سامنے کہنے لگیں کہ جتنا بھی کھانا تھا وہ تو میں پہلے ہی لے آئی تھی ۔ بچے بھوکے سو گئے۔ بی بی بھی بھوکی بیٹھی ہے۔ اور مجھے کہہ رہے ہیں کہ اور کھانا لے کر آؤں۔حضور اماں کی ان باتوں پر کبھی اسے ڈانٹتے نہیں تھے۔اکثر ہنس پڑتے تھے۔مہمانوں کی یہ صورت حال حضور کے گھر میں اکثر پیش آتی تھی۔حضور انتہائی مہمان نواز تھے۔حضور کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ مہمان کچھ نہ کچھ کھا پی کر جائیں۔

ایک دفعہ شام کا وقت تھا۔تین چار مہمان آگئے ۔ اماں حضور سے پوچھنے آئیں کہ چائے لیکر آؤں یا کافی۔حضور نے فرمایا کہ چائے لے آؤ۔ ابھی اماں وہاں سے گئی نہیں تھیں کہ حضور کا ارادہ بدل گیا اور حضور نے اماں سے کہا کہ چائے رہنے دو ۔کافی لے آؤ۔اماں نے حضور کی یہ بات کہ چائے رہنے دو بالکل سنی ان سنی کر دی اور لفظ ”کافی“ اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیا ۔اندر جا کر دو چائے دانیاں (یعنی ٹی پاٹس) اپنے گھر سے لیں ایک ہمارے گھر سے لے گئیں ۔ ایک ہماری خالہ کے گھر سے لے لی

۔ چار چائے دانیاں چائے سے پوری بھر کر ٹرالی میں دوسری چیزوں کے ساتھ حضور کے پاس لے گئیں۔ حضور نے ایک چائے دانی کا ڈھکنا اٹھا کر دیکھا تو اس میں چائے تھی۔ دوسری کا ڈھکنا اٹھا کر دیکھا تو وہ بھی چائے سے بھری ہوئی تھی۔ تیسری کو دیکھا اس میں بھی چائے اور چوتھی بھی چائے سے بھری ہوئی۔ حضور نے اماں سے کہا۔ اماں! میں نے تو کہا تھا کافی لانا۔ تم تو چائے لے آئی ہو۔ اماں کہنے لگیں۔ ہمارے گھر میں دو چائے دانیاں تھیں۔ ایک میں (ہمارے گھر کا حوالہ دیا کہ) ان کے گھر سے لے کر آئی۔ ایک (ہماری خالہ کا بتایا کہ) ان کے گھر سے لائی۔ چار چائے دانیاں پوری چائے سے بھری ہوئی لے کر آئی ہوں۔ اب بھی آپ کہہ رہے ہیں کہ ''کافی'' (زیادہ) نہیں لائی اور آپ حسب معمول ہنس پڑے۔

ایک دفعہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کراچی سے ایک ریوالور خرید کر لائے۔ پہلے ان کے پاس ایک پستول تھا جس سے ایک وقت میں ایک ہی گولی نکلتی تھی۔ نیا ریوالور جو انہوں نے خریدا تھا اس سے یکے بعد دیگرے گولیاں نکلتی جاتی تھیں۔ حضور نیا ریوالور ہمیں دکھانے کے لئے لائے اور بتایا کہ اس کو ہر دفعہ لوڈ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ یہ آٹو میٹک ہے۔ اس کے بعد اس ریوالور سے سب نشانے لگانے لگے۔ ہم سب گھیرا ڈال کر کھڑے تھے۔ حضور باری باری سب کو ریوالور دیتے تھے نشانہ لگانے کے لئے۔ میرے ایک بھائی نے نشانہ لگایا۔ گولی صحیح نشانے پر نہیں لگی۔ پستول ابھی اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔ حضور کچھ بتا رہے تھے۔ اسی اثناء میں میرے بھائی نے بے دھیانی میں دو دفعہ ٹرائیگر دبا دیا۔ جس سے دو گولیاں ہمارے دائیں بائیں سے گزر گئیں۔ یہ دیکھ کر حضور پستول واپس لے گئے۔

حضور اکثر نماز پڑھنے سائیکل پر جاتے تھے۔ ہم جب نماز کے لئے جا رہے ہوتے تھے بعض اوقات اچانک کمر پہ ہلکا سا تھپڑ لگتا تھا۔ چونک کر دیکھتے تھے تو حضور پاس سے مسکراتے ہوئے گزر رہے ہوتے تھے۔ بعض اوقات صبح فجر کی نماز سے پہلے اچانک منہ پر پانی کے چھینٹے پڑتے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے بارش ہونے لگی ہے۔ جلدی سے اٹھ کر دیکھتے تھے تو حضور پانی کے چھینٹے پھینک کر جا رہے ہوتے تھے۔

ایک انتہائی واضح وصف حضور کا غریبوں اور مشکل میں پھنسے ہوئے لوگوں کی مدد تھا۔ بے شمار افراد تھے جن کی حضور نے سالہا سال تک مدد کی یہاں تک کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوگئے۔

ستر کے عشرے میں قادیان سے ایک بزرگ آئے تھے جو سانپ سے ڈسے جانے کا دم کرتے تھے۔ یہ دم انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی نے سکھایا تھا۔ اس کی فیس ایک روپیہ تھی اور اس فیس میں کوئی اضافہ کرنے کی انہیں اجازت نہیں تھی۔ حضور نے اپنے پر بھی دم کروایا اور اپنے بچوں پر بھی۔ ہمارے گھر میں ہم میں سے جو موجود تھا ہم پر بھی دم کروا دیا۔ اس کے بعد احمد نگر کی زمین سے حضور بعض سانپ پکڑ بھی لیتے تھے اور بعد میں چھوڑ دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک سپیرا آیا حضور کے گھر۔ بعض اوقات جب اس قسم کے لوگ آتے تھے حضور ہمیں بھی بلوا لیتے تھے۔ اس سپیرے نے بہت سے سانپ دکھائے۔ ایک سانپ کے بارے میں اس نے کہا کہ یہ سانپ خطرناک ہے۔ حضور نے اسے کہا کہ لاؤ مجھے دکھاؤ۔ وہ اصرار کرنے لگا کہ اس کو ہاتھ نہ لگانا۔ لیکن حضور نے اسے آرام سے پکڑ لیا اور وہ اسی طرح سر نیچے ڈالے پڑا رہا۔ سپیرا کافی حیران ہوا۔

بھٹو کے زمانے میں ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق بحیثیت جماعت پیپلز پارٹی کو ووٹ نہیں دیئے گئے تھے۔ اس کا اس کو کافی غصہ تھا۔ پھر اس کے بعد بھٹو کے خلاف ایجی ٹیشن شروع ہوگئی۔ ہمیں پتہ چلا کہ بھٹو نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی نگرانی کے لئے بھی کچھ خفیہ سروس کے آدمی مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اس سے قدرتی طور پر ہمیں کچھ تشویش ہوئی۔

لیکن ان دنوں میں جب میں حضور رحمہ اللہ کو دیکھتا تھا تو مجھے بالکل ایسا لگتا تھا جیسے واضح طور پر کوئی غیر مرئی طاقت اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ لگا دی ہے جو ان کی حفاظت کر رہی ہے۔ اور اس سے مجھے بڑی تسلی ہوتی تھی۔

آخر میں اپنی ایک خواب میں سنانا چاہتا ہوں۔ جس دن حضور رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفہ منتخب ہوئے ہیں اسی دن میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اسلام آباد پاکستان کی مسجد میں ہوں اور ہم لوگ جمعے کا خطبہ سننے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ جمعے کا خطبہ حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں لیکن خود حضور وہاں موجود نہیں ہیں بلکہ کسی بہت دور جگہ پر ہیں۔ حضور کی آواز ہم تک ہوا کی لہروں سے ہوتی ہوئی پہنچ رہی ہے۔ سب لوگوں کا رخ محراب کی طرف ہے البتہ ایک آدمی جس کی شکل سے غصہ اور کینہ ٹپک رہا ہے وہ محراب کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھا ہے۔ اچانک اس نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔ انکو روکو۔ پہلے تو یہ حال تھا کہ پورے پینسٹھ سال میں صرف چار لاکھ احمدی ہوئے تھے۔ اب ہر روز ان کی تعداد میں نسلوں کی نسلیں کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ پر اپنی بے تحاشا رحمتیں اور فضل نازل فرمائے۔ آمین

بیادِ طاہرؒ

عہدِ رفتہ میں محترم ٹھہرا
پورے عالم میں بُقعہ نور بھی تھا

عزم اُس کا پہاڑوں جیسا تھا
اور نسبت میں کوہِ طُور بھی تھا

ہر کوئی اس کو اپنا جانتا
پیار کرنے میں وہ مشہور بھی تھا

غمِ دوراں میں اِک کوہِ گراں
غمِ جاناں سے وہ رنجور بھی تھا

رختِ سفر باندھ لیا صبح دم
جانا اُس کو بڑی دور بھی تھا

اُس کا یکتا بلا رہا تھا اُسے
جس کے ماتھے کا وہ سندھور بھی تھا

میرا محسنِ میرا غرور بھی تھا
کمال یہ کہ وہ میرا شعور بھی تھا

﴿نثار احمد باجوہ۔ مسی ساگا﴾

محمود احمد ملک --- سکاربرو

نماز قربِ الٰہی کا وسیلہ

مِلتا ہے کیا نماز میں سجدے میں جا کے دیکھ
ملاقات ہے خدا سے سجدے میں جا کے دیکھ

نماز اسلام کا دوسرا اہم رکن ہے۔اور مسلمان کا امتیازی نشان ہے۔ کافر اور مسلمان میں حد فاصل صرف نماز ہے۔ اخلاق کی پاکیزگی۔ حقوق اللہ کی بنیاد اور حقیقی زندگی کا سرچشمہ ہے۔ زندگی کو پُر سکون بناتی ہے اور قیامت میں نجات دلانے والے دروازے کی چابی ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے بندہ سے خدا تعالیٰ فرض نمازوں کا حساب لے گا۔ اس کے ذریعے خدا تعالیٰ کا قرب اور ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ نماز سے روح کو سکون اور آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں تقریباً 700 بار اس کے قائم کرنے کا ذکر آیا ہے۔ سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر 45 ترجمہ: نماز قائم کرد بے شک نماز بے حیائی اور ناشائستہ باتوں سے روکتی ہے۔ سورۃ مومنون میں ایک سے نو آیات میں مومن کے جو چھ اوصاف بیان ہوئے ہیں ان کا آغاز نماز سے ہی ہوتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات میں سب سے پہلے نماز اور صبر کی تعلیم دی گئی ہے سورۃ البقرہ اور سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (ترجمہ) اللہ ہی سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو۔ ان دونوں آیات سے پتہ چلتا ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کے اس درجہ قریب ہے کہ گویا وہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی قائم مقام ہے۔ چنانچہ حضرت رسول کریم صلی اللہ صلعم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی یا کوئی دعا کی درخواست کرتا تو آپ فوراً نماز ادا کرتے اور اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ صلعم نے نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص پانچ وقت کی نماز باجماعت اور تہجد کا پابند ہو تو جنت میں اس کا چہرہ، بازو اور پاؤں چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہو گا اور فرمایا کہ اگر لوگ جانتے کہ صبح کی نماز اور عشاء کی نماز کا کیا ثواب ہے تو وہ بہت محبت سے نماز ادا کرنے آتے۔ نماز عشاء اور نماز فجر با جماعت پڑھنے کا مطلب ہے کہ گویا اس شخص نے تمام رات نماز ادا کی۔ آنحضرت صلی اللہ صلعم نے ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ ایک شخص کو امام نماز بنا کر ان لوگوں کو تلاش کروں جو عشاء کی اور فجر کی نماز با جماعت ادا نہیں کرتے نیز اُن لوگوں کے متعلق جو عشاء کی نماز مسجد میں پڑھنے نہیں آتے۔ اُن کے متعلق سخت تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ لکڑیوں کا ایک گٹھا لوں اور اُن کے گھروں کو آگ لگا دوں (مفہوم)۔ با جماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے سے 27 درجہ بہتر ہے۔ نماز خدا تعالےٰ کی طرف سے مسلمانوں کے لئے ایک تحفہ ہے۔ جس طرح موسم خزاں میں درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں اسی طرح نماز پڑھنے سے انسان کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ نماز کی شان میں مرکب اور جامعیت پائی جاتی ہے۔ اس میں تسبیح و تمہید۔ تقدس و تعظیم۔ قرأت و سلام و دعا سب جمع کر دیئے گئے ہیں۔ سارے فرائض اور احکام خدا تعالیٰ سے زمین پر مسلمان پر فرض ہوئے مگر نماز کا تحفہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی ملاقات میں عرش الٰہی پر عطا کیا۔ تمام مخلوقات خدا تعالیٰ کی حمد اور نماز میں ہر وقت مشغول ہوتی ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں رَبّ کُلِ شَیْءٍ خَادِمُكَ۔ دنیا کی ہر چیز اللہ کی خادم اور تعریف کر رہی ہے اور خدا کے آگے سجدہ ریز ہے۔ نماز میں نماز کے علاوہ باقی تمام عبادات کا لطف بھی حاصل ہو جاتا ہے جیسے کہ روزہ انسان کو صرف کھانے پینے اور جماع سے روکتا ہے نماز میں اس کے علاوہ چلنے پھرنے، بولنے ہنسنے اِدھر اُدھر دیکھنے کا بھی روزہ ہے۔ نمازی چونکہ اپنا رخ خانہ کعبہ کی طرف کر کے نماز ادا کرتا ہے اس لئے اس کو حج کی برکات بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔

اعتکاف میں ایک عرصہ کے لئے تمام گناہوں سے انسان اپنے آپ کو روکتا ہے مگر نماز میں مسلسل گناہوں سے روکنے کی خدا تعالیٰ سے درخواست کرتا رہتا ہے۔ قربانی کی حقیقت ہے کہ اپنے آپ کو فنا کر دینا نماز میں آپ وقت اور اپنے نفس کی قربانی کرتے ہیں۔ اس طرح قربانی کرنے کا ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔ نماز میں زکوٰۃ کا ثواب بھی ملتا ہے کیونکہ نمازی اپنے وقت اور کاروبار کو چھوڑ کر نماز ادا کر رہا ہوتا ہے نماز سے قرآن کی تلاوت کے فضائل بھی حاصل ہوتے ہیں نمازی قرأت بھی کرتا ہے۔ تسبیح بھی رکوع اور سجدہ بھی خدا تعالیٰ کی شان بھی سجدہ میں بیان کرتا ہے سبحان ربی الاعلیٰ کہنے سے نمازی کو اذکار کے فضائل بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ سورۃ فاتحہ میں جامع دعا ہے نماز میں درود سلام ہے۔ رسولِ کریم ﷺ فرشتوں اور نمازیوں پر سلام ہے۔ فرشتوں کی عبادات کا ثواب ہے اس کے بدلہ میں فرشتے نمازی کے حق میں رحم اور مغفرت کی دعا خدا تعالیٰ سے کرتے ہیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ وسلم کا فرمان ہے کہ اپنے رب کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر اس سے عاجز ہو تو یہ تصور میں ضرور رکھو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ انسان کو نماز پڑھنے سے انکساری اور عاجزی حاصل کرنے کا موقع بھی ملتا ہے اپنے چہرے سر اور ماتھا کو خدا کے قدموں میں رکھ دیتا ہے پھر خدا فرماتا ہے اپنا سر اٹھا ہم نے تیرے سارے گناہ معاف کر دیئے کیونکہ وہ معاف کرنا پسند کرتا ہے خدا تعالیٰ ہم سب کو نماز پڑھنے کا پابند بنائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تعجّب ہے

محترم مولانا محمد صدّیق صاحب امرتسری مرحوم

تجھے نماز کی فرصت نہیں، تعجب ہے — خُدا سے اپنے محبّت نہیں، تعجّب ہے
نماز موجبِ تسکینِ قلبِ مومن ہے — تجھے گر اس کی ضرورت نہیں، تعجّب ہے
یہ کیا کہا، نہ لگاؤ نہیں مجھے اس سے — ادھر رجوعِ طبیعت نہیں، تعجّب ہے
خدا کا عبد ہے تُو اور وہ تِرا معبُود — پسند اس کی عبادت نہیں، تعجّب ہے
نجات نوعِ بشر ہے اسی سے وابستہ — تجھے جو اس سے بھی رغبت نہیں، تعجّب ہے
غذائے خاص ہے یہ رُوحِ ہر بشر کے لئے — اسی میں گر کوئی لذّت نہیں، تعجّب ہے
صلہ نماز کا دونوں جہانوں میں جنّت ہے — تجھے ضرورتِ جنّت نہیں، تعجّب ہے
کیا تھا رُوح نے تیری جو عہد خالق سے — اُسے نبھانے کی ہمّت نہیں، تعجّب ہے
نماز کافر و مومن میں حدِّ فاصل ہے — اگر یہ تجھ میں علامت نہیں، تعجّب ہے
یہی تو موجبِ معراجِ مردِ مومن ہے — تجھے اسی سے محبّت نہیں، تعجّب ہے

جو نیکی تجھ کو بچاتی ہے فحش و منکر سے
اسی کے کرنے کی فُرصت نہیں تعجّب ہے

("دل کی دُنیا")

ذاتی محاسبہ ۔ ایک آزمودہ نسخہ

ع پڑی اپنی برائیوں پہ جونظر، تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا!

محمد عبدالحی صدیقی ۔ پیس ولج

معاشرے میں ایک دوسرے کے بارے میں قیاس آرائی ایک عام رویہ ہے۔خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ایک بے ضرر تفریح کا ذریعہ ہے۔افواہوں کو ایجاد کرنا اور پھیلانا ایک فن بن چکا ہے۔نجی محفلوں میں دوسرے کی عیب جوئی کرنا اور نکتہ چینی کرنا گفتگو کی ابتداء کا اور سکوت کو توڑنے کا عام طریق ہے۔یہ برائی بعض حضرات کی فطرتِ ثانیہ بن چکی ہے۔اور بعض لوگ تفریحِ طبع کیلئے اور محض محفل میں جان ڈالنے کیلئے ایسی باتیں کرتے ہیں۔

معاشرے میں اور برائیوں کے علاوہ ایک برائی یہ بھی ہے اور اسکو اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے سخت ناپسند کیا ہے۔ہم سب جانتے ہیں کہ کسی کی غیبت کرنے والا یا پیٹھ پیچھے برائی کرنے والا شخص ایسا ہی ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔حضرت عیسیٰ کا ایک واقعہ بھی ہم نے سن رکھا ہے کہ جب آپؑ حواریوں کے ساتھ راستہ چلتے ہوئے ایک متعفن گدھے کی لاش کے پاس سے گزرے تو اس کی بدبو اور دوسری خرابیوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے کہا کہ دیکھو اس کے دانت کس قدر سفید اور خوبصورت ہیں۔

اللہ تعالیٰ عیبوں کی پردہ پوشی کرتا ہے اور مومن خدا کی صفات کا عکس ہوتا ہے۔اور محدود طریق پر خدا تعالیٰ کی صفات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔جیسے صفتِ ربوبیت، رحمانیت اور رحیمیت وغیرہ۔مومن اپنے دائرہ عمل میں ان تمام صفات کو ظاہر کرتا ہے اور اسی لئے حضرتِ انسان زمین پر خلیفتہ اللہ ٹھہرے۔اس برائی سے بچنے کے طریق ہمیں اسلام نے سکھائے ہیں۔چند بنیادی باتیں جن پر عمل کیا جائے تو اس برائی سے بچا جاسکتا ہے۔اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ ایسی محفل جہاں اس قسم کی باتوں کا ذکر چل رہا ہوتو دائرہ اخلاق میں رہتے ہوئے اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو عیب جوئی اور نکتہ چینی سے منع کرنا چاہیے۔اگر کسی صاحب کے بارے میں گفتگو کرنا ہی ہوتو ان کی بہتر عادات اور نیک صفات کا ذکرِ خیر ہو۔انسان کمزور، ضعیف اور خطاؤں کا پتلا ہے۔اس لئے اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرنا مومن کا طریق ہے۔ بلکہ ہر شریف النفس اور نیک فطرت اس بات سے نفرت کرتا ہے کہ اس کے سامنے کسی کی برائی کی جائے۔ اگر منع کرنے کے باوجود اس برائی کا سلسلہ جاری رہے تو معذرت کے ساتھ اس محفل سے اٹھ جانا چاہیے۔معاشرے میں نیکی کی تشہیر تواتر کے ساتھ جاری رہے تا کہ صحت مند معاشرے کی بنیادیں مضبوط ہوں۔احباب میں بجائے برائیوں اور کمزوریوں کے ان کی خوبیوں پر نظر رہے اور نیکی اور تقویٰ میں مسابقت کی روح کارفرما ہو۔اپنے بھائیوں کی کمزوریاں اور عیب اگرچہ بالکل سچ اور برحق ہوں، پھر بھی اسلامی تعلیم یہی ہے کہ ایسی باتوں کا ذکر دوسروں کے سامنے کرنا غیبت اور عیب جوئی کے زمرے میں داخل ہے۔اگر تعمیری تنقید کرنا ہی مقصود ہوتو براہِ راست اس بھائی سے گفتگو کی جائے اور نہایت پیار و محبت سے شرافت اور اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنا مشورہ دیا جائے اور اس بات کا صرف مقصد بھلائی اور اصلاح ہو نہ کہ دل آزاری، سبکی یا شرمندگی۔------

مغربی ادب میں تین بندروں کی کہانی مشہور ہے جس کو ہم میں سے اکثر نے پڑھا اور سنا ہوگا۔ان کے مجسمے بھی بنائے گئے ہیں۔ یہ تین بندر زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں کہ ”نہ برائی دیکھو، نہ برائی سنو اور نہ برائی بیان کرو“ دوسروں کے بارے میں گندگی پھیلانا اور غلط باتیں منسوب کرنا، ایک مکروہ فعل ہے۔جس کے بارے میں یہ حرکت کی گئی ہے، ہم اس کی زندگی میں زہر گھولنے والے ہوں گے۔اور ہو سکتا ہے کہ ہمارے اس فعل سے کسی معصوم بے گناہ کا مستقبل تباہ ہو جائے۔یہ نہایت ہی گھناؤنا فعل ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس برائی سے ہمیشہ محفوظ رکھے (آمین)۔

۲۔ اپنے گھروں میں ہمیں اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ خاندان میں میاں بیوی، بچے اور تمام افرادِ خانہ کبھی کسی کی برائی نہ کریں۔نہ انفرادای نہ اجتمائی۔ یہ نہ صرف صدرِ خاندان کی ذمہ داری ہے بلکہ ہر فردِ خانہ کی، کہ اس برائی سے ہر فرد کو روکیں۔ تربیتِ اولاد کے سلسلے میں یہ عمل بے حد کارگر، نہایت بابرکت اور کامیاب ثابت ہوگا۔اور بچوں کو شروع ہی سے یہ بات ذہن نشین ہو جائے گی کہ نہ کسی کی برائی کی جائی اور نہ سنی جائے۔ماں باپ بچوں کے لئے ایک بے مثال نمونہ ہوتے ہیں۔ اگر گھر میں والدین ہر قسم کی برائی سے پاک ہوں تو یقیناً بچے (اکثریت) اپنے والدین کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ بہتر معاشرے کی ابتداء گھر سے ہوتی ہے۔اس لئے معاشرے کی اصلاح وتربیت کا کام بھی گھر کی چاردیواری سے ہی شروع ہوگا۔

۳۔ اس برائی سے بچنے کا سب سے بہتر اور آزمودہ نسخہ یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ کسی کے بارے میں اپنی زبان کھولی جائے انسان اپنی حالت کا محاسبہ کرے۔ اپنے دل کو ٹٹولے اور اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہے۔انسان نحیف، عیوب میں ڈوبا ہوا اور غلطیوں کا پتلا ہے۔ہر انسان سے غلطیاں ہوتی ہیں۔غالب نے کیا خوب کہا ہے ۔

روک دو گر غلط چلے کوئی، بخش دو گر خطا کرے کوئی

کوئی ہے جو نہیں حاجت مند، کس کی حاجت روا کرے کوئی

اس لئے اپنے بھائیوں کی کمزوریوں اور کوتاہیوں سے درگزر کرنا، غلطیوں کو معاف کرنا اور عیبوں کی پردہ پوشی کرنا مومن کا شیوہ ہے۔اور خدا کو یہ بات بے حد پسند ہے کہ ہم اس کی صفات کا مظہر بنیں۔ بہادر شاہ ظفر نے بھی اس مضمون کو بڑے خوبصورت پیرائے میں شعری قالب پہنایا ہے۔ ع

پڑی اپنی برائیوں پہ جونظر، تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

خداخوفی اور عمل پیہم شرط ہے۔ہر تقریر اور تحریر بے سود ہے اگر اس کے پیچھے عملِ صالح نہ ہو۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ دوسری برائیوں کے ساتھ ساتھ خدا ہمیں اس برائی سے بھی محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ہم اپنی گناہوں کی گٹھڑی کے بڑا کرنے والے نہ بنیں۔ہم ایک دوسرے سے محبت، مروت اور تعلق میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہو جائیں۔ ہمارا ہر قول و فعل اور ہر حرکت و سکون خدا کی رضا کی خاطر ہو جائے۔(آمین)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو (بے یار و مددگار) چھوڑتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں ہوتا ہے اللہ اس کی ضرورتیں پوری فرماتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان سے کوئی مصیبت دور فرماتا ہے اللہ اس سے اس کے سبب قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت کو دور فرماتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا (مُتَّفَق عَلَیهِ).

غوغائے رقیباں

مقالہ خصوصی (قسط دوم)

ناصر وینس

نحن انصار اللہ کے گذشتہ شمارے میں ٹورنٹو سے چھپنے والے ایک ماہواری جریدے آفاق (جس نے فکرِ اقبال کا خوشہ چیں ہونے کے ناطے خود کو بزعمِ خویش ''اقبال اکیڈمی'' کا درجہ بھی دے رکھا ہے) کے بابت نومبر 2004ء کے اداریے میں جماعت احمدیہ سے روائتی تعصب و مخاصمت کی بناء پر احمدیت پر اچھالے جانیوالے (مغالطہ آرائیوں کے) کیچڑ کو صاف کرتے ہوئے تاریخ، حقائق اور صداقتوں کا مصفّا قلمی چہرہ دکھلانے کی سعی کی گئی تھی۔
زیرِ نظر سطور میں ڈاکٹر سر اقبالؔ پر احمدی علم الکلام کے نمایاں اثرات اور جماعت احمدیہ سے اقبال کے قریبی تعلقات کا مختصر جائزہ ہدیۂ قارئین ہے۔

اقبال اور احمدیت

''مصنف ''زندہ رُود'' جناب جسٹس جاوید اقبالؔ کے مطابق:-
''کئی احمدی علامہ اقبالؔ کے قریبی دوست رہے۔ علامہ اُن کے ساتھ مِل جل کر علمی یا مُلکی مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار بھی کرتے تھے۔ علاوہ اس کے علّامہ نے بعض فقہی معاملات میں مولانا حکیم نورالدین کی رائے بھی لی۔'' (ص ۵۷۵)

دستاویزی حقائق یہ ہیں کہ علّامہ کے احمدیوں سے صرف قریبی تعلقات ہی نہیں تھے....آپ احمدیہ عقائد سے متاثر بھی تھے۔ مثلاً:-

وفاتِ مسیحؑ

سلسلہ احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام (وفات ۱۹۰۸ء) نے قرآن مجید کی متعدد آیات.... خصوصاً آیت ''یا عیسیٰ انی متوفیک'' (اے عیسیٰ میں تجھے طبعی موت دوں گا) اور آیت ''فلما توفیتنی'' سے حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت کی تو مُلک بھر میں آپ کے خلاف مخالفت کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔ برّصغیر کے علماء نے کُفر کے فتوؤں کی بھر مار کر دی۔ بلادِ اسلامیہ سے بھی فتوے منگوائے گئے۔

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام لکھتے ہیں...''قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق وعدہ تھا کہ:

''یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعکِ الیّ'' اور ''توفی'' موت دینے کو کہتے ہیں''
(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۷۵)

پھر آپ یہ اعلان کرتے ہیں''...میرے دعوے کی جڑ حضرت عیسیٰ کی وفات ہے''
(لیکچر سیالکوٹ ص ٦٧)

علّامہ اقبال کا عقیدہ: اور علّامہ اقبالؔ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ''انی متوفیکَ'' سے طبعی موت مراد ہے.... چنانچہ ذکرِ اقبالؔ کے مصنف اور علّامہ کے گہرے دوست مولانا عبدالمجید سالک لکھتے ہیں:- ''سرسید کی وفات کی خبر سُن کر علّامہ نے اس آیت شریفہ ''انی متوفیکَ'' سے سرسید کی وفات کی تاریخ نکالی۔ ذکی شاہ نے یہ تاریخ شاہ صاحب و علّامہ اقبال کے استاد مولانا (میر حسن) کو جا کر سُنائی تو انہوں نے فرمایا:- بہت خوب'' (ذکرِ اقبال ص ۱۹).
اپنی وفات سے تین سال قبل ۱۹۳۵ء میں بھی علّامہ اقبالؔ نے اس واقعہ کا ذکر کیا .... ''ملفوظات اقبال'' (صفحہ: 75) میں ہے...... ایک مرتبہ سید جمال الدّین افغانی اور سرسید کا تذکرہ چل پڑا تو اقبالؔ نے فرمایا:- میں نے سرسید کی وفات پر تاریخ کہی تھی جو اُن کی قبر پر کندہ ہے۔ انی متوفیك ورافعك اليّ

مسیحؑ کی آمدِ ثانی: حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:
''....یہ گمان بداہت.... باطل ہے کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔''
(ضمیمہ براہین احمدیہ نمبر ۵ ص ۲۳۱)

علامہ اقبال کا عقیدہ ....ڈاکٹر سعیداللہ ایم۔اے پی۔ایچ ڈی اس ضمن میں علّامہ کا عقیدہ یُوں بیان کرتے ہیں۔'' میں نے علّامہ سے کہا....'' مسلمان عام طور پر مسیح کی آمدِ ثانی کے منتظِر ہیں'' علّامہ نے فرمایا:- ''میں اس کا قائل نہیں ہوں''
(ملفوظات اقبال ص ۱۴۱)

عیسائی خیالات کی مسلمانوں میں سرایت

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے نزدیک:-
''تیسری صدی کے بعد ''حیاتِ مسیحؑ'' کا اعتقاد مسلمانوں میں شامل ہوا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ نئے نئے عیسائی مسلمان ہو کر ان میں ملتے گئے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ایک نئی قوم کسی مذہب میں داخل ہو تو اپنے مذہب کی رسوم اور بدعات جو وہ ہمراہ لاتی ہے۔ اس کا کچھ حصّہ نئے مذہب میں بھی جاتا ہے۔ ایسے ہی عیسائی جب مسلمان ہوئے تو یہ خیال ہمراہ لائے اور رفتہ رفتہ وہ مسلمانوں میں پختہ ہو گیا—'' (روحانی خزائن نمبر ۲ ص ۳٦٦)

علّامہ اقبالؔ کا مسلک: اس ضمن میں علّامہ کا مسلک محمد حسین صاحب عرشی کی زبانی ملاحظہ ہو عرشی صاحب بیان کرتے ہیں:- ''۱۴/اپریل ۱۹۳۵ء حاضر خدمت ہوا۔ میرے ساتھ حکیم طالب علی تھے۔ حکیم طالب علی کے سوال پر مسیحؑ کی معجزات سے بھری ہوئی زندگی۔ ولادت، وفات، کے متعلق فرمایا:'' نومُسلم عیسائیوں نے اپنے غیر معقول اور خرافاتی عقائد مسلمانوں میں شامل کر دیئے۔ سادہ لوح مسلمانوں نے ان کو اجزاءِ اسلام سمجھ کر سر آنکھوں پر اُٹھا لیا''
(ملفوظاتِ واقبالؔ ص ۷۲)

حضرت عیسیٰؑ کا رفع سماوی

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اس ضمن میں لکھتے ہیں:-
''قرآن شریف میں کہیں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰؑ کو مع جسم عنصری دوسرے آسمان پر بٹھایا گیا''
(براہین احمدیہ ص ۵۵)

علّامہ اقبال کا عقیدہ: ۱۲/اپریل ۱۹۳۵ء کی ملاقات میں حضرت مسیحؑ کی معجزانہ ولادت اور رفعِ سماوی آسماں پر اٹھائے جانے کا ذکر ہوا تو علّامہ نے فرمایا:- ''یہ دو چیزیں ''نومسلم عیسائیوں'' کی بدولت اسلامی عقائد میں داخل ہوئیں'' (ملفوظاتِ اقبالؔ ص ۷۰)

مسئلہِ جہاد

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا نظریہ:- ''اس حکم (حکم جہاد - ناقلؔ) کی اصل عبارت جو قرآن مجید میں اب تک موجود ہے یہ ہے۔........ یعنی خدا تعالیٰ نے ان مظلوم لوگوں کو جو قتل کئے جاتے ہیں اور ناحق اپنے وطن سے نکالے گئے فریاد سُن لی اور ان کو مقابلہ کی ''اجازت'' دی گئی۔'' (رسالہ ''جہاد'' ص ۴) نیز لکھتے ہیں:- ''اسلامی جنگوں میں اوّل سے آخر تک دفاعی رنگ مقصود ہے''
(روحانی خزائن نمبر ۲ ص ۱۰۱)

علّامہ اقبالؔ کا نظریہ: ''قرآن کی تعلیم کی رو سے جہاد یا جنگ کی صرف دو صورتیں ہیں'' محافظانہ اور مُصلحانہ''------- پہلی صورت میں یعنی اس صورت میں جب کہ مسلمانوں ''پر ظلم'' کیا جائے اور ''ان کو گھروں سے نکالا جائے'' مسلمان کو تلوار اُٹھانے کی ''اجازت'' ہے (نہ کہ حکم) دوسری صورت جس میں جہاد کا حکم ہے ۴۹:۹ میں بیان ہوا ہے .... جنگ کی مذکورہ بالا دو صورتوں کے سوائے میں کسی اور جنگ کو نہیں جانتا-----''
(اقبال نامہ حصّہ اوّل ص ۲۰۱ مکتوب ۱۲/دسمبر ۱۹۳٦ء)

جبراً اشاعتِ اسلام حرام ھے

حضرت بانیِ سلسلہ احمدیہ لکھتے ہیں:-"اس زمانہ میں جنگ اور جہاد سے "دینِ اسلام" کو پھیلانا ہمارا عقیدہ نہیں ہے" (روحانی خزائن جلد ۸ص ۳۰۰)

علاّمہ اقبال کا نظریہ: "------ جوع الارض کی تسکین کے لئے جنگ کرنا دین اسلام میں "حرام" ہے علیٰ ہذالقیاس دین کی اشاعت کے لئے تلوار اٹھانا بھی "حرام" ہے" (مکاتیبِ اقبال حصہ نمبر ا ص ۲۰۳)

خروج یا جُوج ما جُوج

حضرت بانیِ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-"یاجُوج ماجُوج "**من کل حدبِ ینسلون**" کا نظارہ دکھا رہے ہیں" (الحکم ۔۳۱/اکتوبر ۱۹۰۲ء)

جماعت احمدیہ "یاجُوج ماجُوج" سے روس، انگریز، اور امریکن اقوام مراد لیتی ہے۔ ان قوموں پر وہ تمام علامات صادق آتی ہیں جو یاجوج ماجوج کے بارے میں قرآن مجید اور احادیث میں وارد ہیں۔اس لحاظ سے جماعت کے نزدیک یہی زمانہ مسیح موعودؑ کی بعثت کا زمانہ متعین ہوتا ہے۔

علاّمہ اقبالؔ کا (اس بارے میں) مشہور شعر ہے۔

کھل گئے یا جوج اور ماجوج کے لشکر تمام ☆ چشمِ مسلم دیکھ لے تفسیرِ حرفِ 'ینسلون'

سب سے بڑا دینی مفکر

حضرت بانیِ سلسلہ احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ ..."میں قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے" (ضرورت الامام ص ۴۰)

علامہ اقبالؔ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں :-"موجودہ ہندی مسلمانوں میں مرزا غلام احمد قادیانی غالباً سب سے بڑے دینی مفکّر ہیں۔" (رسالہ انڈین اینٹی کویری) ستمبر ۱۹۰۰ء)

اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ

حضرت بانیِ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے اعلان کردہ دس شرائط بیعت کی چھٹی شِق یہ ہے کہ بیعت کنندہ سچّے دل سے اس بات کا عہد کرے گا: "یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواو ہوس سے باز آ جائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے اوپر قبول کرے گا۔ اور قال اللہ وقال الرسولؐ کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا" (ازالہ اوہام ص ۳۴۷)

علامہ اقبال: حضرت بانیِ سلسلہ احمدیہ کی وفات کے دو سال بعد علامہ اقبالؔ نے علی گڑھ کے لیکچر (ملّتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر) میں فرمایا:-"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں----" (لیکچر ۱۹۱۰ء)

ایک نئے مسیح یا پیغمبر کی ضرورت

حضرت بانیِ سلسلہ احمدیہ کا ایک مشہور شعر ہے ۔

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت ☆ میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

اقبال کا نظریہ: ایک مغربی دانشور پروفیسر مکینزیؔ نے اپنی کتاب "انٹروڈکشن ٹو سوشیالوجی" کے آخری دو پیراگرافس میں درج ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے:-

"کامل انسانوں کے بغیر سوسائٹی معراجِ کمال تک نہیں پہنچ سکتی اور اس غرض کے لئے محض عرفان اور حقیقت آگاہی کافی نہیں بلکہ ہیجان اور تحریک کی قوّت بھی ضروری ہے ...... ہمیں معلّم بھی چاہئیں اور پیغمبر بھی .... غالباً ہمیں ایک "نئے مسیح" (A NEW CHRIST) کی ضرورت ہے اس عہد کے پیغمبر کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس ہنگامہ زار میں وعظ و تبلیغ کرے"

علامہ اقبال اپنے مکتوب بنام ڈاکٹر نکلسنؔ (جنہوں نے "اسرار خودی" کا انگریزی ترجمہ کیا تھا) میں پروفیسر مکینزیؔ کے مذکورہ بالا دو پیراگرافس کو لفظ بلفظ نقل کر کے لکھتے ہیں:-

" How very true the last two paragraphs of professor Mackenzie's introduction to social philosophy"

یعنی پروفیسر میکنزیؔ کی کتاب کے یہ دو آخری پیراگرافس کس قدر صحیح ہیں۔اپنے اس خط (بنام مسٹر نکلسنؔ) میں مزید لکھتے ہیں:-

"ہمارے عہد نامے، ہماری لیگیں، ہماری پنچائتیں اور کانفرنسیں، جنگ و پیکار کو صفحہ حیات سے ختم نہیں کرسکتیں۔کوئی بلند مرتبہ شخصیت (یعنی نئے مسیح یا پیغمبر کی شخصیت ۔ناقل) ہی ان مصائب کا خاتمہ کرسکتی ہے۔اور اس شعر میں میں نے اسی کو مخاطب کیا ہے ۔

باز در عالم بیاد ایامِ صلح ☆ جنگ جویاں رابدہ پیغامِ صلح"

علماء کا کہنا ہے کہ قرآنی ہدایت موجود ہے۔ اب ہم خود ہی دنیا کی بگڑی سنوار لیں گے۔مگر علامہ کے نزدیک بحر و بر میں اتنا عظیم فساد برپا ہے کہ اسے رفع کرنے کی خاطر غائت درجہ بلند مرتبہ روحانی شخصیت کی ضرورت ہے۔

جلالی اور جمالی شان کا ظھور

حضرت بانیِ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے نزدیک جہاں صحابہؓ اور بعد کے مسلمان، جلالی شان کی بناء پر اسمِ محمد صلی علیہ وسلم کے مظہر تھے وہاں آنیوالے مسیح موعود کو اسمِ احمدؐ کا مظہر بنایا گیا اور اسے جمالی صفات کیساتھ مبعوث فرمایا گیا۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو "اعجاز المسیح" صفحہ 87 تا 124)

اقبال کا نظریہ: علامہ کا بھی بعینہٖ یہی کہنا ہے کہ۔

ہو چکا گو قوم کی شانِ جلالی کا ظہور ☆ ہے مگر باقی ابھی شانِ جمالی کا ظہور

نورِ محمدیؐ کا ظھور ثانی

علامہ جب دیکھتے کہ موجودہ زمانہ روحانیت کے اعتبار سے بالکل تہی دست ہے اور اخلاص، محبّت، مرّوت اور یکجہتی کا کہیں نام و نشان نہیں رہا۔ آدی آدمی کے خون کا پیاسا ہے اور قوم قوم کی دشمن ہے تو فرماتے:-

"لیکن تاریکی کا انجام سفید ہے کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ جلد اپنا فضل کرے اور بنی نوع انسان کو پھر ایک دفعہ نورِ محمدیؐ عطا کرے۔۔۔ بغیر کسی بڑی شخصیت کے اس بدنصیب دنیا کی نجات نظر نہیں آتی۔" (علامہ کا خط اپنے والد محترم کے نام بحوالہ "مظلوم اقبال" ص ۲۹۳)

اسی طرح اپنے ایک مشہور شعر میں کہتے ہیں ۔

یہ دور اپنے ابراہیمؑ کی تلاش میں ہے ☆ صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الااللہ

حضرت مسیحؑ کا بروزی ظھور

حضرت بانیِ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا مسلک تھا کہ مسیح و مہدی (**لامهدی الا عیسیٰؑ**) کی حدیث کے مطابق ایک ہی وجود ہے اور ابنِ مریم کی آمد ہے "مثیل ابنِ مریم" کی آمد مراد ہے۔**یعنی ابنِ مریم کا بروز**۔ علامہ اقبالؔ اس مسلک کی مخالفت کرنے کی بجائے اسے کسی حد تک معقول قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ پنڈت نہرو کے مضمون کے جواب میں اقبالؔ لکھتے ہیں:-

"جہاں تک میں اس (احمدیہ) تحریک کا مفہوم سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ قادیانیوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰؑ ایک فانی انسان کی طرح جامِ مرگ نوش فرما چکے ہیں۔ نیز یہ کہ اُن کے دوبارہ ظہور کا مقصد ہے کہ روحانی اعتبار سے اُن کا ایک **مثیل** (یا بروز LIKE UNTO HIM ۔ناقل) پیدا ہوگا' کسی حد تک معقولیت کا پہلو لئے ہوئے ہے۔" (مضمون: پنڈت نہرو کے جواب میں۔ رسالہ "اسلام" مورخہ 22 جنوری 1936ء)

اقبال و خاندانِ اقبال کی احمدیت سے گہری وابستگیاں:

مندرجہ بالا موازنہ سے جہاں یہ بات واضح ہے کہ فکرِ اقبال درحقیقت احمدیہ علم الکلام کا ہی پرتو ہے وہاں اِن تاریخی حقائق وشواہد سے انکار ممکن نہیں کہ اقبال سمیت خاندانِ اقبال کی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور احمدیہ جماعت سے گہری وابستگی رہی ہے۔ چنانچہ اپنے پہلے طویل دور (1935ء تک) میں:

☆ علامہ اقبال احمدیت کو اسلام کی تشکیل نو میں اسلامی سیرت کا ایک ''ٹھیٹھ نمونہ'' قرار دیتے ہیں۔

☆ اپنے بڑے بیٹے آفتاب اقبال کو دیوبند یا ندوہ جیسے دینی اداروں کی بجائے قادیان میں دینی تعلیم وتربیت کیلئے داخل کراتے ہیں۔

☆ بعض فقہی معاملات میں امام جماعت احمدیہ (قادیان) سے فتویٰ منگواتے ہیں۔

☆ علامہ کی والدہ اپنے بڑے بیٹے شیخ عطاء محمد صاحب کے ہاں اولادِ نرینہ کیلئے بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کو دعا کیلئے خصوصی خط لکھواتی ہیں اور جب عطاء محمد صاحب کو اللہ تعالیٰ بیٹے سے نوازتا ہے تو علامہ اقبال اپنے نومولود بھتیجے کا نام ''اعجاز احمد'' رکھتے ہیں یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کی دعاؤں کا اعجاز!

☆ علامہ اقبال اپنے احمدی مسلک والے بھتیجے شیخ اعجاز احمد (مصنف ''مظلوم اقبال'') کو نہ صرف نہایت ''صالح'' نوجوان قرار دیتے ہیں بلکہ انہیں اپنے نابالغ بچوں (جاوید اور منیرہ) کا گارڈین بھی مقرر کرتے ہیں۔

☆ اقبال جب ایف اے کے طالب علم تھے تو حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے ایک شدید مخالف مولوی سعداللہ لدھیانوی کی جانب سے بانیٔ جماعت احمدیہ کے خلاف دریدہ دہنی کے جواب میں ایک نظم لکھتے ہیں جو قادیان کے اخبار میں شائع شدہ ہے۔ اقبال اپنا دوسرا کلام بھی بغرض اشاعت قادیان سے چھپنے والے اخبارات کو بھجواتے رہے۔

☆ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اولین اجلاس منعقدہ 25 جولائی 1931ء بمقام شملہ میں علامہ اقبال امام جماعت احمدیہ (حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ) کا نام بطور صدر کمیٹی تجویز کرتے ہیں اور قبل ازیں ایک خط بھی امام جماعت کے نام لکھ چکے ہیں جو شائع شدہ ہے۔

☆ اقبال لاہور میں ایک ایسے جلسے کی صدارت کرتے ہیں جسکے فاضل مقرر (بعنوان: ''سائنس اور مذہب'') امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ ہیں۔ تقریب کے اختتام پر اقبال اپنے اختتامی کلمات یہ کہہ کر مختصر کر دیتے ہیں کہ: ''ایسی پُر از معلومات تقریر بہت عرصہ بعد لاہور میں سننے میں آئی ہے جو قرآن شریف کی آیات سے مرزا صاحب نے استنباط کیا ہے وہ نہایت عمدہ ہے.... تقریر کو زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکتا تا مجھے اس تقریر سے جو لذت حاصل ہو رہی ہے وہ زائل نہ ہو جائے اس لئے میں اپنی تقریر ختم کرنا چاہتا ہوں۔'' (اخبار الفضل قادیان 15 مارچ 1927ء)

☆ لاہور میں ایک مرتبہ اقبال بیمار پڑ جاتے ہیں تو چوہدری سر محمد ظفراللہ خان صاحب کی معرفت امام جماعت کو پیغام بھجواتے ہیں کہ مرزا صاحب سے کہو میرے لئے خصوصی دعا کریں۔ چنانچہ امام جماعت نہ صرف دعا کرتے ہیں بلکہ چوہدری صاحب کی معیت میں سر اقبال کی عیادت کیلئے بھی تشریف لے جاتے ہیں۔ (ماہنامہ ''آتش فشاں'' لاہور، مئی 1981ء)

☆ اقبال لاہور کی احمدیہ جماعت کے افراد کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے اور ان کے جلسوں میں شریک ہوتے ہیں۔ (''زندہ رود'' مصنفہ جسٹس جاوید اقبال ص:575)

ایک اہم سوال یا نقطہ

ان مستند تاریخی وثقہ حقائق کی روشنی میں ایک عام قاری کے ذہن میں ازخود سوال پیدا ہوتا ہے کہ (واضح رہے مصنف ''زندہ رود'' ڈاکٹر جاوید اقبال کے مطابق 1935ء سے قبل، اقبال احمدیوں کو قطع نظر ان کے عقائد کے مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ سمجھتے تھے) 1935ء سے 1938ء (اپنی وفات تک) کے تین سالہ مختصر سے عرصے میں فکر اقبال میں یکدم تبدیلی کیوں آئی؟ اور سیاست احرار کے دور میں اقبال کے نزدیک احمدیہ جماعت، اسلامی سیرت کے ٹھیٹھ نمونہ میں یکا یک ''غیر مسلم'' کیسے بن گئی؟ اور صرف اس تین سالہ دور میں اقبال نے جماعت احمدیہ کو اپنی کڑی تنقید کے نشانے پر کیوں رکھا؟

اس اہم ترین سوال اور نقطہ کے حقیقی اسباب جاننے کیلئے مندرجہ ذیل حقائق اور آراء کا مطالعہ اقبالیات کے ایک سنجیدہ قاری پر علامہ کے سفر زندگی کے اس تضاد کو واضح کر دے گا۔ یعنی فی الحقیقت معاملے کی صورت وہ نہیں جسے عام طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ ٹورنٹو کے ایک مقامی ہفت روزہ کے کالم نگار نے بھی ''نحن انصار اللہ'' میں شائع ہونیوالی گذشتہ قسط پر اپنے گول مول تبصرہ میں (بطور طنز واعتراض) اقبال کا یہ شعر درج کیا ہے

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں ☆ یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

نیز (وکالت اقبال کے جوش میں) جنگ احد میں حضرت خالد بن ولیدؓ جیسے صحابی کا حوالہ دیا ہے کہ وہ بھی جنگ احد تک اسلام کے متعلق مختلف نظریہ رکھتے تھے مگر بعد میں مسلمان ہو کر سیف اللہ کہلائے۔ بظاہر لبرل، روادار اور ایک سینئر قلمکار ہونے کے ناطے موصوف کا راقم الحروف بے حد احترام کرتا ہے۔ تاہم بصد احترام موصوف سے گزارش ہے کہ ذرا اس نقطے پر بھی غور فرمالیں کہ اقبال نے جماعت احمدیہ کی مخالفت حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ کے بعد کس دور میں آ کر کی تھی حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں یا وفات کے بعد؟ تاریخی حقیقت ظاہر وباہر ہے کہ وفات کے بہت بعد میں۔ دریافت طلب نقطہ یہ ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے دعوؤں کے تقریباً 40 سال بعد جا کر 1935ء میں وہ کونسی قیامت ٹوٹ پڑی تھی جس نے علامہ کو یکلخت اپنی رائے بدلنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔؟! معلوم ہوتا ہے موصوف (کالم نگار) حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیع المطالعہ ہونے کے باوجود قطعی لاعلم اور بے بہرہ ہیں بقول غالب ع وہ آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میر نہیں۔

اس ضمن میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کی عارفانہ تحریرات میں سے بطور نمونہ ایک نظم کے چند نعتیہ اشعار درج ذیل ہیں۔ انہیں پڑھ کر مذکورہ کالم نگار یا مدیر آفاق دیانتداری سے بتائیں کہ یہ کلام حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیوفائی کرنے والے ذہن کا نتیجہ فکر ہے یا عشق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبے ایک عاشق صادق سوختہ جاں کا......؟!

عشقِ محمد مصطفیٰ ﷺ بزبان حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے ☆ کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے ☆ یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
مصطفیٰؐ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت ☆ اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام ☆ دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
کافر و مُلحد ودجّال ہمیں کہتے ہیں ☆ نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ ☆ تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ ☆ اپنے سینہ میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے

احمدیت کی بابت فکرِ اقبال میں ''یوٹرن''

نوٹ:- خیال تھا کہ آفاق کے اداریہ کے جواب میں لکھا جانیوالا یہ مقالہ دو قسطوں میں مکمل ہو جائیگا۔ لیکن موضوع کی وسعت کے اعتبار سے **فکرِ اقبال** میں ''**یوٹرن**'' اور علامہ کے سفر زندگی میں (بابت احمدیت) تضاد کا، تاریخی شواہد کیساتھ تجزیہ فقط دو اقساط میں سمیٹنا ممکن نہیں۔ انشاء اللہ اگلی قسط میں تاریخی گواہیوں کیساتھ اس **حیرت انگیز ''یوٹرن''** پر روشنی ڈالی جائے گی جس پر لکیر کے فقیر کی طرح عمل پیرا ہوتے ہوئے جماعت احمدیہ کو درسے سخنے نشانہ ہائے ستم بنانا بعض ''روشن خیال'' دانشورانِ اقبالیات کے ہاں فیشن کا رنگ اختیار کر چکا ہے۔ (مرتب)

''بغلول!'' ''امن کی بستی سے بربط کی پہاڑیوں تک''

﴿قیام پاکستان کے وقت محاذ کشمیر پر دادِ شجاعت دینے والی احمدی رضا کاروں کی بٹالین ''فرقان فورس'' کے ایک مجاہد کی یادداشتیں﴾

یاد نہ کر دل حزیں بھولی ہوئی کہانیاں ☆ یار کی بزمِ ناز میں گزری ہوئی جوانیاں

﴿مکرم سید منیر احمد شاہ - پیس ویلج﴾

لڑکپن کا زمانہ تھا ہم کو حُکم ملا کہ غُلیل کیلئے غُلیلے تیار کرو۔ اُس زمانے میں قادیان میں ہمارے محلّہ میں لوہے کا کارخانہ تھا وہاں سے لوہے کا چورہ بآسانی دستیاب تھا۔ لیکن ہم نہیں جانتے تھے کہ غلیلے بنانے کا حُکم کیوں ملا بڑی عمر کے لوگوں نے ساری حقیقت بتائی کہ یہ سب تدابیر مرکزِ سلسلہ کی حفاظت کی خاطر اختیار کی جا رہی ہیں ہم جو مغرب سے عشاء تک دیگر اطفال کے ساتھ ''لکن میٹی'' کھیلا کرتے تھے اب اسی چھپا چھپائی کا انداز الگ سا ہو گیا تھا۔ محلّہ کے باہر کے علاقہ میں دو دو تین تین بچے مل کر خدام اور انصار بھائیوں کے ساتھ غلیلیں لے کر ڈیوٹی دینے لگے لوہے کے چورے کو چکنی مٹی میں ملا کر گول گول غلیلے بناتے اور یہ غلیلہ اتنا زبردست مار کرتا کہ چھوٹا جانور فوری ہلاک ہو جاتا۔ آوارہ کُتے کیلئے بہت تکلیف دہ زخم بنا دیتا۔ رات بھر ڈیوٹی دے کر علی الصبح واپسی ہوتی۔ سائیکل چلانے والوں کی ڈیوٹی پیغام رسانی اور ڈاک ڈلیوری کی ہوا کرتی تھی۔ اس ڈیوٹی سے جرأت، دلیری اور طبعیت میں خدمت کا ولولہ مزید جاگ اٹھتا۔ بالآخر ۱۴/اگست ۱۹۴۷ میں جب پاکستان بنا تو مجبوراً ہجرت کرنی پڑی۔ کچھ کر گزرنے کا ولولہ جنون کی حد تک پہنچا ہوا تھا ہجرتوں نے ایک جگہ ٹھہرنے نہ دیا بنجاروں کی طرح ادھر اُدھر بھٹکتے ہوئے حافظ آباد شہر میں آ وارد ہوئے۔ گھر سے والد صاحبؓ (المعروف پیر جی) کے ساتھ مسجد آتے جاتے، نیشنل گارڈ کی پریڈ پر بھی نظر پڑتی جو ہماری مسجد کے قریب میدان میں ہوتی تھی طبعیت میں جوش تھا چنانچہ معلومات لے کر اُسے بھی جائن کر لیا۔ ابھی چند ایّام گزرے تھے کہ مسجد میں ایک شخص لانبے قد کے مضبوط جسمانی ساخت کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس سے قبل ایسے بڑے جُثّہ والی شخصیت کو کبھی نہ دیکھا تھا۔ کافی حیرانگی کیساتھ پوچھ لیا آپ کون؟ اور وہ لمبے چوڑے صاحب فرقان فورس کا تذکرہ بھی کرتے تھے۔ فرقان فورس کے متعلق ان سے پوچھا تو فرمانے لگے میں احمد خان نسیم (ہمارے امیر جماعت کینیڈا مولانا نسیم مہدی صاحب کے والد بزرگوار) ہوں اور جماعت کی طرف سے رضا کاروں کو تین ماہ کی مدت کیلئے کشمیر محاذ پر بھجوانے کیلئے مقرر ہوا ہوں۔ میں نے قادیان دارالامان میں ڈیوٹیوں کا ذکر کیا۔ شوق و جذبے کے ہاتھوں نیشنل گارڈ میں شمولیت کا بتایا۔ تو کہنے لگے تم تو فِٹ ہو اس مجاہدانہ زندگی کے لئے گویا ''عزت کی زندگی اور عزت کی موت''۔ جہاں ٹھہرے تھے وہاں شام کو گیا اور فرقان فورس کے متعلق ڈھیر ساری معلومات بمعہ ریلوے پاس لے کر آ گیا۔ رات کو والد صاحبؓ سے ذکر کیا تو والد صاحبؓ نے بھی حامی بھر لی۔ البتہ تاکید کی کہ اپنی ماں کو صبح جاتے ہوئے بتانا۔ ویسے اماں نے سب سُن لیا تھا اور چپکے چپکے آنسو بہا رہی تھیں۔ کہنے لگیں دو بھائی اس سے بڑے ہیں اُن کو تو محاذ پر جانے کا خیال نہ آیا اسے کیسے آ گیا کہ یہ فوری جانے کیلئے تیار ہو گیا ہے جبکہ ابھی تو یہ بچہ ہے میں نہ کہتی تھی میرا منیر ''بغلول'' ہے! اسوقت تو مجھے بغلول کے بارہ میں علم نہ تھا۔ مگر بعد میں پتہ چل ہی گیا کہ نادان اور بھولے کو بغلول کہتے ہیں۔

بذریعہ ٹرین جہلم سٹیشن پر اتر کر ایک فوجی جیپ کے ذریعہ سرائے عالمگیر میں فرقان فورس کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا۔ اگلے روز مجاہد نمبر بھی مل گیا جو آج بھی یاد ہے 6160۔

علی الصبح پریڈ، ٹریننگ اور وردی پہن کر قلبی سکون تھا کہ ہم مجاہد بنکر محاذ پر آ گئے ہیں۔ دلی تمنا پوری ہوئی۔ اب مر گئے تو شہید بچ گئے تو غازی۔ ہم پھولے نہیں سماتے تھے بغلول میاں جو ٹھہرے!! ایک دن شام کے وقت جبکہ سب خوش گپیوں میں مگن تھے ایک نوجوان درخت سے ٹیک لگائے آنسو بہا رہا تھا میں اُس کے پاس گیا رونے کی وجہ پوچھی کہ بتاؤ کیا بات ہے؟ کہنے لگا: ''مجھ کو محاذ پر جانا تھا لیکن یہاں لا کر پھینک دیا'' میں نے حیران ہو کر پوچھا تو کیا یہ محاذ نہیں! کہنے لگا میرے بھولے ساتھی تم نرے بغلول لگتے ہو۔ یہ تم کو کس نے کہا کہ یہ محاذِ جنگ ہے۔ محاذ تو یہاں سے بہت دور باغسر میں پہاڑیوں میں ہے جہاں گولے برستے اور شیلنگ ہوتی ہے۔ دو روز کے بعد وہ جوان وہاں نہ تھا۔ پتہ لگا کہ وہ محاذ پر بھجوا دیا گیا۔ تیسرے روز اُسی درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر ایک اور لڑکا رونے بیٹھا ہوا تھا۔ روتے ہوئے کنکھیوں سے اِدھر اُدھر بھی دیکھ لیتا تھا۔ آہٹ سن کر آواز تیز ہو جاتی اور اگر کوئی نزدیک نہ ہوتا تو خاموش ہو جاتا۔ یہ لڑکا ''بغلول'' میاں تھا!! جوان سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ محاذ کیسا ہو گا۔ لڑائی کس طرح ہو گی۔ کس طرح اتنا لمبا سفر طے ہو گا وغیرہ۔ پاؤں کی چاپ سے سر اُٹھا کر دیکھا تو ایک نوجوان کہہ رہا تھا۔ چلو اُٹھو تم کو میاں صاحب بلا رہے ہیں۔ اس کے ہمراہ خیمہ میں پہنچا تو حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ تشریف فرما ہیں۔ قادیان میں دارالانوار محلّہ میں ان کی بھی رہائش تھی اور مسجد دارالانوار کی ساری کی ساری ذمہ داریاں ہمارے ابا جیؓ کے سپرد تھیں۔ اس ناطے حضرت صاحبزادہ صاحبؒ سے اکثر علیک سلیک رہتی تھی بچپن میں آپ کے نرم نرم ملائم ہاتھ پکڑ کر فخریہ انداز میں ساتھ ساتھ چلنا اچھا لگتا تھا۔ فوراً پہچان کر فرمایا۔ کیا ہوا تمہیں؟ عرض کی محاذ پر جلد جانا چاہتا ہوں۔ فرمایا ٹھیک ہے میں کل لاہور جا رہا ہوں میرے ساتھ تم نے جانا ہے اور وہاں سے تمکو محاذ پر بھیج دیا جائے گا۔ میں تو یہ سن کر خوشی سے اُچھل پڑا۔ حضرت میاں صاحبؒ کی معیت میں سرائے عالمگیر سے لاہور تک کا سفر نہایت خوشگوار گزرا۔ لمبی ڈرائیونگ کی وجہ سے حضرت میاں صاحبؒ کے ہاتھ دکھنے لگ جاتے تو کبھی کبھی میں ان کے دونوں ہاتھوں پر باری باری مساج کر دیتا۔ اس طرح بغلول میاں، حضرت میاں صاحبؒ کی ڈرائیونگ سے لطف اندوز ہوتے ہوئے لاہور پہنچ گئے۔ لاہور میں کچھ دن قیام رہا اور وہاں حضرت مصلح موعودؓ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ کچھ روز بعد ایک ٹرک ہم پچیس رضا کاروں کو لے کر بھمبھر شہر پہنچ گیا۔ جہاں اگلی صبح صوبیدار عبدالمنان صاحب دہلوی مرحوم کی قیادت میں محاذ کی جانب پیدل چل پڑے۔ میدانی راستہ تو شوق کی وجہ سے بآسانی طے کر لیا۔ آگے جب چڑھائی شروع ہوئی تب تھکن سے واسطہ پڑنا شروع ہوا۔ یوں لگتا تھا کہ پاؤں من من کے بھاری ہو چکے ہیں۔ سب سے چھوٹا اور ناتواں اور سب سے پیچھے بھی۔ بہر کیف میری درخواست پر کچھ دیر ستانے کے بعد پتھریلا سفر طے کرتے ہوئے شام کو سوکھا تلا پہنچے۔ وہاں کھانا تیار تھا مگر کھانا کون کھائے، بس پتھر کا تکیہ اور پتھروں کا بستر لیٹتے ہی گہری نیند نے آ لیا۔ رات کو کسی وقت اٹھ کر کھانا کھایا۔ اور پھر سحری کے وقت قافلہ دوبارہ محاذ کی جانب روانہ ہو گیا۔ چونکہ اب تازہ دم تھے لہٰذا بغلول میاں بہادر بنے اب سب سے آگے آگے چل رہے تھے۔ اور باقی لوگ ہماری پھرتی دیکھ دیکھ کر مُسکرا رہے تھے اب دن نکل آیا تھا اور محاذ کی جانب سے بموں کی شیلنگ اور ہوائی جہازوں کی گڑ گڑاہٹ بھی سنائی دے رہی تھی۔ چلتے چلتے بالآخر بربط کی پہاڑیوں میں جا پہنچے وہاں

جاتے ہی تھکے ماندے سو گئے۔ جاگے تو فالن ہونے کا حکم ملا۔ فالن ہوئے۔ ہمکو بانٹ دیا گیا اور ''شوکت کمپنی'' میں صوبیدار عبدالمنان صاحب دہلوی مرحوم ہمارے انچارج تھے بہت بھلے مانس انسان اور ہمارے خاندان کو بھی ایک لمبے عرصہ سے جانتے تھے۔ رائفل تھما کر بتایا اُس بنکر میں دو گھنٹے ڈیوٹی ہو گی۔ یہ پاس ورڈ اور چیک ورڈ ہو گا۔ دو تین دن شام کی ڈیوٹی۔ اب رات کی ڈیوٹی تھی۔ ایک رات بندوق کو کندھے کے ساتھ لگائے نیند میں پہنچ گئے۔ جگائے جانے پر دیکھا کہ ہمارے افسر دہلوی صاحب تھے اپنے آفس میں لے گئے اور فوجی اصول بتائے کہ کوئی ڈیوٹی پر سو جائے تو گولی مارنے کا حکم یا کورٹ مارشل! گولی کی تو سمجھ آئی۔ کورٹ مارشل کیا ہوتا ہے اس سے بے خبر تھے۔ جب سرائے عالمگیر سے روانہ ہوئے تھے تو فائرنگ کیلئے لے کر گئے۔ انسٹرکٹر نے ہدایات دیں کہ کس طرح رائفل کندھے سے لگا کر ٹریگر دبانا ہے۔ دل میں لگن کہ ہم بھی سپاہی بن گئے۔ اب فائر کر کے نشانہ ٹھیک لگا کر پہلا انعام لینگے۔ ابھی ہمارا انسٹرکٹر ہدایات دے کر دوسرے مجاہد کی طرف گیا ہی تھا اور ہم بہت بڑے نشانے باز کی طرح سب ہدیات کو پرے پھینکتے ہوئے ایک آنکھ بند کرنی نہ آئی تو دونوں آنکھوں کو بند کر کے گولی چلا دی اور زمین سے فُٹ بھر اوپر اُچھلے اور زمین بوس ہوئے تو جسم دکھنے لگا انسٹرکٹر فوراً میری طرف لپکا اور کہا یہ تم نے کیا کر دیا۔ گولی کہاں جا کر لگی۔ کسی کو کوئی پتہ نہ چل سکا اب اس انچارج صاحب نے میری پیٹھ پر بیٹھ کر بتایا کہ آنکھ کونسی بند کرنی ہے کندھے میں کس طرح رائفل جمانی ہے اور جبتک ٹارگٹ ٹھیک سے نشانے پر نہ آ جائے ٹریگر نہیں دبانا۔ اب نشانہ منزل مقصود تک تو نہ پہنچا البتہ رائفل کا دھکا نہ لگا نیز رائفل سنبھالنی پکڑنی آ گئی۔

یہاں جب ان برنبط کی پہاڑیوں پر آئے تو یہ بھی حکم تھا اگر جہاز بمباری کرتے ہوئے نیچے کی طرف آئے اور تمہاری بندوق کی زد میں ہو تو گولی چلا دینا ڈر خوف اب تقریباً ہمارا ختم ہو گیا تھا۔ نیچے پہاڑ سے اُتر کر پانی لینے جاتے۔ کھانا بھی لاتے اور جو نہ جا سکتے اُن کی خدمت بھی کرتے۔ ایک شام ہمکو فالن کر کے بتایا گیا۔ پٹرولنگ پر جانا ہے۔ یہ کیا ہوتا ہے۔ سمجھایا بتایا اور رات کے اندھیرے میں دشمن کی طرف بڑھ رہے ہیں ہم کو گائیڈ بنایا گیا۔ سب سے آگے رائفل پکڑے شان سے آگے اور آگے کہ یکا یک فائر کی آواز سے چونکے اور پوزیشن لے کر لیٹ گئے۔ نجانے کیا کیا ہوا۔ کہ افسر نے کہا اُٹھو اور ہم واپس ہوئے۔ چشمہ کے کنارے بیٹھ کر ہمارے انچارج نے بتایا کہ جنگلی سؤر کو دیکھ کر کسی مجاہد نے گولی چلا دی تھی۔ اور دشمن نے موقعہ سے فائدہ اُٹھا کر ہمکو نشانہ بنا کر شیلنگ شروع کر دی۔ جو دیر تک ہوتی رہی۔ واپسی پر کمانڈنگ افسر کے سامنے ہمارے انچارج کی پیشی ہوئی۔ ایسی چھوٹی موٹی غلطیاں اکثر ہوتی تھیں۔

مجھے بخار نے آ لیا۔ ہسپتال دوائی لینے گیا تو ہسپتال انچارج ڈاکٹر قاضی عبدالرحمان صاحب نے دوا دی فائدہ نہ ہوا۔ دوسرے تیسرے روز پھر گیا تو بتایا تم کو ٹھنڈ لگی ہے نمونیہ ہو گیا ہے۔ دوا دی تو عرض کی۔ آپ نے فرمایا نمونیہ ہے۔ تیز بخار اور سینہ میں درد بھی مگر یہ دوا تو نمونیہ کی نہیں ہے۔ اگر دوا نمونیہ کی دینی ہے تو 760 گولی 693 گولی دیں۔ اور آئنٹمنٹ ٹربن سفید تیل سینہ پر لگانے کیلئے۔ کہنے لگے تم ان ادویات کے بارہ میں کیسے جانتے ہو؟ میں نے عرض کیا محترم قاضی صاحب آپ کو یاد ہو گا۔ آپ جب قادیان آیا کرتے تھے دوالمیال سے، تو نسیم میڈیکل ہال ریتی چھلہ قادیان سے ادویات لیتے تھے۔ کہنے لگے ہاں، تم وہاں کام کرتے تھے۔ اب یاد آ گیا پھر کہنے لگے کل سے تمہارا یونٹ میں جانا بند مجھے ہیلر کی ضرورت ہے میرے ساتھ کام کرو اور یوں ہم ایک لمبا عرصہ مکرم و محترم ڈاکٹر قاضی عبدالرحمان صاحب کے ساتھ فرقان فورس میں رہے۔ اور ہمارا یہ ساتھ فرقان فورس کے بعد ربوہ تک رہا۔ وہ ہمارے مہربان بھی مشفق بھی۔ رہبر اور قابلِ احترام بزرگ بھی۔ ہم خوش نصیب تھے جو ان کے زیرِ تربیت رہے اور فائدہ حاصل کیا۔ لڑائی ہوتی رہی۔ گنیں آگ اُگلتی رہیں۔ مجاہدین آتے رہے اور جاتے رہے اور ہم کامیاب اسسٹنٹ ہسپتال بن گئے۔ ایک دن بٹالین کمانڈر صاحبزادہ کرنل مرزا مبارک احمد صاحب تشریف لائے، مجھے جانتے تھے۔ کہنے لگے منیر تم پکّے ہو جاؤ۔ یہ پکے کیا ہوتا ہے۔ بتایا گیا کہ نرسنگ حوالدار ہو گے۔ 50 روپے ماہوار ملینگے اور یوں ہم کل وقتی فرقان فورس کے ملازم ہو گئے۔ اماں جی نے وصیت کرائی تھی ان کا چندہ واجب الادا تھا۔ اسکی ادائیگی کی اور جب وصیت کرائی تو آمدن دس روپے بھی نہ تھی اب پچاس روپے ماہوار!۔ جیسے ہمارے والد صاحبؒ کی قبول احمدیت سے پہلے والی خاندانی خانقاہی گدی نشینی مل گئی ہو۔ الغرض زندگی فرقان فورس نے سنوار دی۔ اسی کی برکت سے فضلِ عمرؓ ہسپتال ربوہ میں عرصہ تک کام کیا۔ فرقان فورس میں سب مجھ کو کاکا کہتے اور لگتا بھی کاکا تھا۔ اور ماں کہتی تھی ''میرا منیر بغلول ہے'' ہوش بھی انہیں برنبط کی پہاڑیوں میں آیا ایک دن آرڈر ملا کہ پانچ سو پونڈ کا ایک بم (جو قلعہ پر گرایا گیا مگر پھٹ نہیں سکا تھا) اب اسے ڈسپوز کرنا ہے اُس دن ہم کپڑے دھونے جھیل پر دیگر مجاہدوں کے ساتھ تھے نیز داڑھی کا پہلا پہلا شیو کرنے کا ارادہ تھا۔ مشورہ بھی کیا۔ کہ کس طرح شیو بنائی جاتی ہے۔ نئی نئی شیو اور بلیڈ بھی تیز۔ جیسے ہی بلیڈ داڑھی پر رکھا یکلخت بم پھٹا اور زور دار ارتعاش سے بلیڈ نے خون کی دھار گال سے نیچے کی طرف بہا دی۔ خون پانی میں گرا اور درد سے ہائے نکلی تو احساس ہوا بغلول کو۔ یہ کمبخت بم آج ابھی اسی وقت ہی پھٹنا تھا بعض دوسرے لوگ بھی اِدھر اُدھر بھاگے لیکن جب معلوم پڑا تو سب دبی دبی ہنسی ہنسنے لگے۔ ہسپتال کے عین سامنے ہی لنگر تھا جہاں کھانا پکتا۔ ہم نے طبع آزمائی کر کے آٹے کے پیڑے بنانے سیکھے۔ جب اماں پیڑہ بناتی تھیں تو حیران ہوتے اتنا خوبصورت کیسے بن گیا۔ اب شوقِ پیڑہ نے ہم کو بھی سکھلا دیا ہنڈیا میں چمچہ گھمانا بھی آ گیا۔ روٹی گول کرنی سیکھ لی۔ لڑائی زوروں پر تھی۔ دور کہیں بم گرا آم کا درخت درمیان سے دو ٹکڑے ہو گیا مجھ کو خبر ہوئی۔ اکیلا سٹریچر لے کر جانے لگا اٹھایا نہ گیا۔ بوٹ نیا ملا تھا۔ ایک تسمہ باندھا دوسرا ابھی ادھورا تھا کہ سٹریچر کو گھسیٹتے ہوئے لنگڑاتا جا رہا ہوں۔ اور دوسرا بوٹ پاؤں میں چُبھ رہا ہے۔ وہاں دو مجاہد زخمی تھے پہاڑ کے اوپر سے نیچے کی طرف آتے ہوئے ایک مجاہد نے آواز دی میں بھی آ رہا ہوں اور وہ پہنچا۔ دوسرا حصہ سٹریچر کا اُس نے تھاما۔ دلیری، ہمت، شجاعت کے سبھی مجسم نمونہ تھے۔ مدد گار ثابت ہونا اور فدا ہو جانا انہیں کا کام تھا۔ چار پائی کہیں سے مل گئی ہسپتال میں بچھا دی۔ شدید بیمار کو اس پر لٹاتے اور پیشاب پاخانہ کیلئے پائنتی کی طرف رسیوں کو تھوڑا کھُلا کر کے بیلچہ پر راکھ ڈال کر نیچے رکھ دیتے۔ یہ پاخانہ کرنے کی جگہ بن گئی۔ ایسا ہی ایک مریض تھا اور اُس نے جب فراغت حاصل کی اور میں بیلچہ دور جا کر گندگی کے ڈھیر پر لے جا رہا تھا تو دیکھا کہ سامنے سے ایک ہجوم آ رہا ہے وہ اور میں آمنے سامنے ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ یہ سر ڈگلس گریسی ہے جو پاکستانی فوج کا کمانڈر انچیف ہے اس کو سب بتایا گیا۔ تو وہ دیکھتا رہ گیا اور یہ بھی کہ یہ پاخانہ کا بیلچہ اُٹھانے والا ذات کا سیّد ہے۔ فرقان بٹالین حضور اقدس المصلح موعودؓ کے احمدی نوجوانوں فدائیوں اور مجاہدوں کی رضا کار فوج تھی جو صرف ملک و قوم کیلئے بے لوث قربانی کا بے پناہ جذبہ لے کر محاذ جنگ پر آئی تھی۔ کھانے کی پرواہ نہیں وردی میں جوئیں، سر میں جوئیں موٹی موٹی کالی سیاہ جوئیں۔ کنگھی سے ہی نہیں ہاتھوں کی انگلیاں بھی سر پر پھیرو تو بے شمار جوئیں نیچے گرنے لگتیں۔

ہمارے آفیسر لڑائی کے بعد سکون و اطمینان سے شام کو خوش گپیوں کی محفل لگاتے چوہدری نور محمد کیپٹن۔ عطاء اللہ دو کی کمپنی کمانڈر۔ صوبیدار عبدالوہاب سٹور کے انچارج۔ روز شام کو بیٹھتے چائے پیتے۔ عطاء اللہ صاحب دو کی نت نئی شرارتوں میں ماہر تھے نئی نئی حرکتیں عادت بن چکی تھی۔ میرے پاس آئے اور پوچھا کوئی بچھو ہے؟ ان ایام میں بچھو بہت کاٹتے تھے۔ ہمارے پاس لائے جاتے کہ دیکھو اس نے کاٹا ہے اسے تھوڑی دیر رکھ کر سپرٹ متھلیٹیڈ میں ڈبو دیتے اور بچھو کا کاٹا آتا تو روئی بھی بھگو کر لگاتے مریض مطمئن ہو جاتا بعد میں انجکشن مارفیا۔ اٹروپین۔ اڈرلین کے آ گئے تھے عطاء اللہ صاحب

دو کی کو بچھو تازہ آیا دیا گیا۔ انہوں نے ماچس میں بند کر لیا اور چلے گئے۔ چند منٹ بعد صوبیدار عبدالوہاب چیختے ہوئے آئے جو دو کی کو کوس رہے تھے۔ ہوا یوں کہ صوبیدار صاحب نے سگریٹ کے لئے ماچس مانگی جھٹ بچھو والی ماچس دو کی صاحب نے پیش کر دی۔ مونہہ میں سگرٹ ہاتھ ماچس کی طرف اور یک دم چیخ نکلی۔ بچھو نے اپنا کام کر دیا۔ ماچس پھینک ہائے ہائے کرتے میرے پاس آئے اُن کے سٹور اور ہسپتال کا فاصلہ چند قدموں کا تھا۔ الغرض وقت، محاذ، دشمن سے جنگ اور محاذ سے پیچھے آپس میں دلچسپ شرارتوں میں کٹتا رہا۔ ان ہی ایام میں بعض واقف زندگی نوجوانوں کو کوئٹہ سے فوجی ٹریننگ دے کر لیفٹیننٹ کے عہدہ پر فائز کر کے بھجوایا گیا۔ جن میں عبدالقدیر شاہد (حال مسی ساگا)، عبدالمالک چوہدری مرحوم (جن کی اہلیہ اور کچھ بچے آجکل ٹورنٹو اور پیس ولیج میں مقیم ہیں)، فائز قریشی (ٹورنٹو ایسٹ) کے والد محترم فیروز محی الدین صاحب اور مشتاق ظہیر صاحب انچارج بٹالین تھے یہ سب کے سب واقفِ زندگی بھی اور ماشاء اللہ جذبہ جہاد سے سرشار قربانی میں بھی پیش پیش تھے۔ انہیں ایام میں شیر خان پٹھان بھی آئے وہ اپنی طرز کا الگ بہادر اور گوریلا جنگ کا ماہر تھا۔ انہوں نے چھپ چھپا کر جیسا علاقہ ویسا اپنے آپ کو کیموفلاج کر کے دشمن تک پہنچنے کے کئی نمونے پیش کئے فرقان فورس یکجہتی، اتحاد، اتفاق محبتوں کی ایک ایسی ٹیم تھی کہ جس کی مثال فی زمانہ ملنی ناممکن ہے وطن اور قوم پر آپڑنے والے آڑے وقت میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس خالص احمدی رضا کار فورس میں اپنے صاحبزادوں کو بھی شریک جہاد فرمایا۔ میں سوچتا ہوں جماعت احمدیہ پر جہاد کی منسوخی کا بہتان لگانے والے وہ آلۂ کار قسم کے سیاسی ملّاں جنہوں نے جہاد کے مقدس نام پر ہزاروں غریب والدین کے بچے (کیمونزم اور کیپیٹل ازم نامی دو ہاتھیوں کی لڑائی کے دوران) افغانستان میں مروا ڈالے۔ کیا انہوں نے بھی اپنے بیٹوں کو (امریکن/روسی) "جہاد" کا ثواب دارین کمانے بھیجا تھا....؟ حقائق وشواہد کی زبان کا کہنا ہے کہ اپنے جگر گوشوں کو اگرچہ بھجوایا تو ضرور مگر افغانستان نہیں....؟! تو پھر کہاں؟ اعلیٰ تعلیم کیلئے امریکہ و یورپ.....!! فرقان بٹالین ایک ایسی رضا کار فورس تھی جو جماعتِ احمدیہ نے اپنے خرچ پر حکومتِ پاکستان کو پیش کی تھی۔ جبکہ جہادِ افغانستان کے سرخیل مذہبی لیڈروں نے امریکی ڈالروں کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹا اور اپنی تجوریاں خوب چھلکائیں۔ مثلاً پشاور کے ایک مولانا جنکی وہاں ادویات کی ایک چھوٹی سی دکان تھی اب کروڑوں میں کھیلتے ہیں۔ کیونکہ صرف نیم مذہبی سیاسی پارٹی کو امریکی امداد افغان مہاجرین کے کیمپوں تک پہنچانے کی سرکاری اجازت تھی جبکہ بظاہر اوپر سے ضیائی مارشل لاء کی مخالفت میں دھواں دار سیاسی بیانات بھی اخباروں میں بطور خاص چھپواتی تھی۔

جب فرقان فورس کو آخری وقت میں فارغ کیا گیا۔ تو ریل گاڑی بھر کر سرائے عالمگیر سے ربوہ تک نعروں کی گونج میں لایا گیا۔ ہر اسٹیشن پر شاندار استقبال، تحفے، پھول پیش کئے گئے۔ ربوہ کے اسٹیشن پر لوگوں کا بے پناہ ہجوم اور بعدہٗ حضرت مصلح موعودؓ کا ایمان افروز خطاب۔ الگ بیرکیں بنا کر جگہ دی گئی اور کئی ماہ وہاں رکھا گیا آہستہ آہستہ مجاہدین فرقان فورس سرٹیفکیٹس اور تمغہ جات وغیرہ کے ساتھ اپنے کاموں پر اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہم کو خدا کے فضل سے ربوہ میں فضلِ عمرؓ ہسپتال میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔ الحمد للہ۔

آج جب "نحن انصار اللہ" والوں کی خواہش پر یادوں کے دیپ جلانے بیٹھا ہوں تو ماضی کے دھندلکے روشن ہوتے چلے گئے..... ربوہ کی پہاڑیوں کے نظارے، سبزہ، شجر، حجر، پانی کے جھرنے، پھل، آموں کے درخت اور کچھ شہیدوں کی قبریں ایک ایک کر کے سبھی یادیں قلب ونظر کو اپنی گرفت میں لیتی چلی گئیں۔ آج بھی فرقان فورس کے زخمی مجاہد اچھے دوستوں کی طرح ملتے ہیں جنکا علاج ہم نے کیا۔ پرانے مجاہد ملتے ہیں تو کہتے ہیں تم وہاں کہاں تھے؟ اچھا یاد آیا۔ تم تو اسوقت بہت چھوٹے تھے۔ عرض کی ہاں، افسر لوگ مجھ کو کاکا کہتے تھے اور میری مرحومہ ماں کہتی:

"میرا منیر تو بغلول ہے......!"

جبکہ یادوں کے اس دیپ کی لو اور رکاب وقت کی سرسراہٹ مجھے کچھ یہ پیغام دیتی محسوس ہوتی ہیں ؎

اجاڑ ہو گئے عہدِ کہن کے مے خانے
پرانے بادہ پرستوں کی یادگار ہوں میں

فرقان بٹالین

"حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ فرقان بٹالین کے فوجی افسروں کے ساتھ (17 جون 1950ء)

کرسیوں پر۔ بائیں سے دائیں: 1۔ لیفٹیننٹ کرنل شیر ولی صاحب 2۔ ؟ 3۔ صاحبزادہ کرنل مرزا مبارک احمد صاحب 4۔ بریگیڈیئر کے ایم شیخ 5۔ فاتح الدین حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب 6۔ کرنل محمد حیات صاحب قیصرانی 7۔ میجر چوہدری مشتاق احمد صاحب ظہیر

کھڑے ہوئے " " : 1۔ لیفٹیننٹ شیر احمد خاں صاحب 2۔ لیفٹیننٹ فیروز الدین صاحب امرتسری 3۔ کیپٹن محمد صدیق صاحب فاضل 4۔ کیپٹن مشتاق احمد صاحب 5۔ میجر عبدالوہاب صاحب 6۔ کیپٹن ڈاکٹر قاضی عبدالرحمن صاحب 7۔ کیپٹن عبدالمنان صاحب دہلوی 8۔ کیپٹن عطاءاللہ صاحب بنگوی 9۔ لیفٹیننٹ عبداللطیف صاحب فاضل 10۔ لیفٹیننٹ چوہدری عبدالمالک صاحب فاضل (پیچھے جمعدار حفیظ احمد صاحب)

نیچے بیٹھے ہوئے " " : 1۔ میجر ملک محمد رفیق صاحب 2۔ کیپٹن نور احمد صاحب 3۔ کیپٹن فقیر محمد صاحب 4۔ لیفٹیننٹ عبدالقدیر صاحب فاضل

وِنڈسر کی مسجد بننے سے پہلے دعاؤں کا انداز

زمین وِنڈسر ہو، اور دریا کا کنارا ہو
ہجومِ قدسیاں، مسجد کی زینت، اک منارا ہو
اگر مقصد ہو کوئی تو، یہی مقصد ہمارا ہو
عطا کر ایک گھر اپنا، بہت جو پیارا پیارا ہو
کوئی سر سبزوادی ہو، جہاں حق کی منادی ہو
جسے ہم نے سنوارا ہو، بڑا خوش کن نظارا ہو
بنائیں اک حسیں مسجد ہم اس وادی کے سنٹر میں
غلامانِ مسیحؑ ہیں ہم، خدا حامی ہمارا ہو
حسیں مسجد وہ ہے جس میں اقامت کی صدا گونجے
رُخِ روشن پہ اِک محراب، ماتھے کا ستارا ہو
ہو نقشہ ہوبہو اسکا، کہ جیسے مسجدِ اقصیٰ
ہجومِ عاشقاں ہو۔ حُسنِ فطرت آشکارا ہو
بنیں داعی الی اللہ، ونڈسر سارا مسلماں ہو
اگر مقصد ہو کوئی تو، یہی مقصد ہمارا ہو
ہمیں توفیق دے یا رب، سدا اعمالِ حسنہ کی
نہ دنیا میں ہمیں دکھ ہو، نہ عقبیٰ میں خسارا ہو

ونڈسر کی مسجد بن جانیکے بعد دعاؤں کا انداز

الٰہی اس ملک میں ایک مسجد تو نہیں کافی
بہت سی مسجدیں تعمیر ہوں۔ غلبہ ہمارا ہو
خدایا تیرے آگے بات انہونی نہیں کوئی
ہر اک بستی میں مسجد ہو اگر تیرا اشارا ہو
ہم اپنی سادگی پر اے خدا خود ہی پشیماں ہیں
کہ کیوں مانگا قلیل اتنا کہ جس سے بس گزارا ہو
الٰہی تیری رحمت کی تو سرحدیں نہیں کوئی
تو پھر ایسی طلب کیوں ہو کوئی جسکا کنارا ہو
ہم اس دیس کو لیجائیں خوشحالی کی منزل تک
رہے بھوکا یہاں کوئی نہ کوئی بے سہارا ہو
مسلماں ہیں ہم اہلِ قادیاں ہیں، اہلِ ربوہ ہیں
زوالِ دیں، مصطفےٰؐ پھر ہمیں کیونکر گوارا ہو
دعا عبدلؔ کی ہے یا رب ہزاروں مسجدیں بن جائیں
"اللہ اکبر" گونجے ہر طرف، توحیدِ خالص آشکارا ہو

(مسجد ونڈسر کے افتتاح کے بابرکت موقع پر پڑھی گئی)

عبدالغفور عبدل۔ ونڈسر۔ اونٹاریو

المساجد للہ

مسجد کی اہمیت کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:۔

○۔۔۔ "ہمیں ہر اہم جگہ پر ہی نہیں ہر جگہ مسجد بنانی ہوگی۔"

○۔۔۔ "ہمارے ذمہ بہت بڑا کام ہے اور ہم نے تمام غیر ممالک میں مساجد بنانی ہیں۔ یہاں تک کہ دنیا کے چپہ چپہ سے اللہ اکبر کی آواز آنے لگ جائے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں تمام غیر ممالک داخل ہو جائیں۔"

○۔۔۔ "یورپین ممالک میں مسجد تبلیغ کا ایک ضروری حصہ ہے۔"

○۔۔۔ ممالک بیرون، تعمیرِ مساجد صدقہ جاریہ ہے۔"

○۔۔۔ "پس ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ وہ غیر ممالک میں مساجد کے قیام کی اہمیت کو سمجھے اور اس کے لئے ہر ممکن جد و جہد اور قربانی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کرے۔۔۔۔۔۔۔۔ جب تک ہماری جماعت اپنے اس فرض کو نہیں سمجھتی اس وقت تک اس کا یہ امید کرلینا کہ وہ اسلام کو دنیا میں غالب کرنے میں کامیاب ہو جائے گی غلط ہے۔"

ایک اک ذرہ سے پھوٹے گی سحر، دیکھو گے تم

غیرتِ دیں قابلِ صد آفریں ہے آپ کی
لاکھ تدبیروں پہ بھاری اک نہیں ہے آپ کی
روک لو سیلِ اذاں کو جذبۂ بےباک سے
کیوں اٹھے آخر صدائے لا الہ اس خاک سے
کس طرح ہم عظمتِ توحید کے نخچیر ہوں؟
ہم جہاں ہوں اس زمیں پر مسجدیں تعمیر ہوں؟
جذبۂ مردِ مسلماں سو نہیں سکتا کبھی!
احمدی مسجد بنائیں؟ ہو نہیں سکتا کبھی!
رقص کرتے ہو ابھی تم ساحروں کے ساز پر
دوستو تم کان رکھو وقت کی آواز پر
دیکھ لینا موم کی صورت پگھل جائیں گے دل
وقت آئے گا نئے سانچوں میں ڈھل جائیں گے دل
ایک اک ذرہ سے پھوٹے گی سحر، دیکھو گے تم!
اک نئی مسجد بنی ہوگی جدھر دیکھو گے تم!

(پروفیسر ڈاکٹر ناصر احمد پرویز پروازی)

قانون توہینِ رسالت کا جائزہ ......قرآن و سنتِ رسول ﷺ کی روشنی میں

﴿مکرم عبدالحکیم شیخ صاحب - ویسٹن ساؤتھ﴾

پاکستان میں ۹۸ فیصد مسلمان اور ۲ فیصد غیر مسلم ہیں۔ مسلمان ہر نماز میں کئی دفعہ حضرت نبی کریم ؐ پر درود بھیجتے ہیں اس لئے وہ توہینِ رسالت کا تصور بھی نہیں کر سکتے اور کسی غیر مسلم نے بھی نبی کریم ؐ کی شان میں کبھی گستاخی کے کلمات نہیں کہے اسلئے پاکستان میں اس قانون کی ضرورت ہی نہ تھی اسکے باوجود ضیاء الحق کے دور میں بغیر کسی بحث مباحثہ کے عجلت میں یہ قانون پاس کر لیا گیا جسمیں توہینِ رسالت کی کوئی تعریف بیان نہیں کی گئی اور نہ ہی توہینِ رسالت کا جھوٹا الزام لگانے والے کے لیئے ہی کسی سزا کا ذکر ہے بلکہ مبہم سے الفاظ میں یہ لکھا ہے کہ اشارتاً یا کنایۃً بھی توہینِ رسالت کرنا جرم ہو گا۔ جسکی سزا پہلے عمر قید مقرر کی اور بعد میں سزائے موت مقرر کر دی گئی۔

چنانچہ ایک عرصہ سے اس قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔ جس سے بے گناہ شریف لوگوں کو اسکا نشانہ بنایا گیا یعنی دوسرے مسلک کے لوگوں کو یا جس سے کسی کی ذاتی دشمنی ہو ان کے خلاف یہ ہتھیار استعمال ہوتا ہے اور پھر جلوس نکال کر عدالت پر دباؤ بھی ڈالا جاتا ہے کہ ملزم کی ضمانت بھی نہ ہونے پائے اور عدالت دباؤ میں آ کر اس بیگناہ کو سزا ضرور دیوے۔ اور اگر عدالت کسی ملزم کو بری کر دے تو صاحبِ عدالت کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے چنانچہ عارف اقبال صاحب بھٹی جج ہائیکورٹ نے دو کرسچن کو بے نظیر کے دور میں بری کر دیا تو کسی انتہا پسند نے لاہور میں اسکو قتل کر دیا۔ اس قانون میں چونکہ توہینِ رسالت کی واضح تعریف نہیں ہے اسلئے جسکا دل چاہے وہ کسی بھی شہری کے خلاف توہینِ رسالت کا الزام لگا کر اسکو گرفتار کروا دیتا ہے۔ اور یہ سارے کیس سو فیصد ہی جھوٹے ہوتے ہیں۔ اسکی ایک مثال عرض ہے کہ ایک صاحب نے اپنے پیر و مرشد کا ذکر اپنی تحریر میں ان الفاظ میں کیا کہ حضور نے یہ فرمایا۔ تو حضور کے لفظ کو بنیاد بنا کر اسکے خلاف FIR درج کروا دی گئی کہ اس نے اپنے پیر و مرشد کو حضور کہہ کر نبی کریم ؐ کی توہین کی ہے اور اسکو گرفتار کر لیا گیا۔ حالانکہ ہم ایک دوسرے کو ہر روز حضور کہہ کر بلاتے ہیں۔ اور اس بیچارے کی ہائی کورٹ سے تب خلاصی ہوئی جب اسکے وکیل نے ریڈیو پر بجنے والے پنجابی کے اس نغمے کا حوالہ دیا۔

کیوں دور دور رہندے او حضور میرے کولوں
مینوں دس دیو ہویا کی قصور میرے کولوں

ایک اور افسوس ناک مقدمے کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ بستی سیّداں شاہ کے رہائشی تیس سالہ سموئیل مسیح ولد عمانوئیل مسیح خاکروب نے اپنے کوڑے کی ٹوکری گلی میں مسجد کی دیوار کے ساتھ رکھ دی۔ لارنس گارڈن لاہور کے امام مسجد نے مقدمے نمبر 350/3 کے تحت 295/F دفعہ لگا کر FIR سموئیل مسیح کے خلاف تھانہ سول لائن میں درج کروائی کہ اس نے گلی میں مسجد کے ساتھ ٹوکری رکھ کر جرم کیا ہے۔ اسکو گرفتار کر کے فریاد علی کانسٹیبل کی نگرانی اور حفاظت میں دے دیا۔ کانسٹیبل ایم۔ اے پاس بیان کیا جاتا ہے۔ اس تعلیم یافتہ شخص نے لوہے کی ہتھوڑی سے مار مار کر اسکو ہلاک کر دیا۔ اس لئے ایک عرصہ سے اس قانون کو منسوخ کرنے کے لئے انسانی حقوق کی تنظیموں کی طرف سے آواز اُٹھائی جا رہی ہے اور یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ آئینِ پاکستان میں یہ بھی درج ہے کہ پاکستان کا ہر قانون قرآن و سنت کے مطابق کیا جائے تو ضروری ہے کہ قانون توہینِ رسالت کا بھی قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لیا جائے۔ کیونکہ قرآن ایک مکمل ضابطہٗ حیات ہے تو قرآن و سنت کی روشنی میں عرض کیا جاتا ہے کہ اللہ کریم نے قرآن مجید میں ہر ضرورت کو پورا کیا ہے۔ بیاہ شادی کے قانون۔ طلاق، وراثت، طریق عبادات، وضو، حج، نماز، روزہ کی تفاصیل موجود ہیں غذا کے حلال حرام کا بیان شراب، قماربازی اور ان کے نفع نقصان کا بھی ذکر موجود ہے اور سود کی حرمت اور لین دین کے طریق کار کا بھی ذکر موجود ہے۔ نیز حکومت اور رعایا کے حقوق و فرائض کا مکمل ذکر اور حکومت کو روٹی کپڑا مکان علاج اور عوام کی حفاظت کا ذمہ دار قرار دیا اور خاص کر غیر مسلم رعایا کے عبادت خانوں اور ان کی جان مال عزت کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت کے فرائض میں شامل کر دی گئی نیز جرائم قتل، زنا، چوری اور ان کی سزاؤں کا بھی ذکر ہے۔ پھر اگر کبھی دو مسلمان ملکوں کے درمیان اختلاف ہو جائے اور ایک مسلم ملک دوسرے مسلمان ملک پر حملہ کر دے تو سب مسلم ممالک مل کر ان کے اختلاف دور کروائیں اور اگر حملہ آور ملک نہ مانے تو اسکے خلاف سب مسلمان ملک اکٹھے ہو جائیں پھر اگر جنگ ہو جائے تو سول آبادی پر حملہ نہ کرنے کی تاکید ہے اور اگر فتح ہو تو مفتوحہ ملک کے بچوں عورتوں بزرگوں اور ان کی عبادت خانوں کی حفاظت کی ذمہ داری بھی مسلمان حکومت کے لیئے ضروری ہو گی اور مذہبی امن کے لیے کسی دوسرے مذہب کے بزرگوں بلکہ ان کے بتوں کو گالی دینے سے بھی منع کیا ہے۔ اور مفتوحہ ملک کے قیدیوں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کا ذکر ہے۔

رحمت العالمین ؐ کا اسوۂ مبارکہ

اب قرآن اور سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق عرض ہے کہ جب اللہ کے نبی نے اعلان کیا کہ میں آپ کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں تو مکہ والوں نے جواب میں جو کہا اُسکا ذکر خدا نے قرآن میں کر دیا۔

اے محمدؐ آپ ہم کو تلاشی دے کر آسمان پر چڑھ جائیں اور وہاں سے لکھی لکھائی کتاب لے کر آئیں تب ہم آپ کو سچا نبی مان لیں گے ورنہ قرآن میں ہے کہ کافروں نے کہا کہ آپ سچے نبی نہیں بلکہ جادوگر ہیں اور آپ سے ہنسی اور ٹھٹھا سے پیش آتے۔ ایک بڑھیا ہر روز گھر کا کوڑا اکٹھا کر کے چھت پر لے آتی جب آپ کا گزر ہوتا تو آپ پر ڈال دیتی۔ آپ ؐ کی سگی چچی آپ کے راستے میں کانٹے بکھیر دیا کرتی۔ بلکہ آپ ؐ کا 33 ماہ تک مکمل سوشل بائیکاٹ کر کے شعبِ ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔ آپ مکہ سے طائف جا کر لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے لگے تو لوگوں نے آپ کو پتھر مار مار کر زخمی کر دیا آپ کے قتل کا پروگرام بنایا گیا۔ ایک دن آپ درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے کہ ایک کافر جسکے ہاتھ میں تلوار تھی اس نے چاہا کہ اچھا موقع ہے ان کو قتل کر دوں مگر خیال آیا کہ ان کو جگا کر مارتا ہوں، سوئے ہوئے پر حملہ کرنا بزدلی ہے۔ آپ کو جگایا اور کہنے لگا اب بتاؤ کہ کون تم کو بچائے گا۔ آپ نے زور سے کہا کہ اللہ بچائے گا اس پر اسوقت اسکے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور آپ نے اٹھالی اور فرمایا کہ اب بتاؤ تمہیں کون بچائے گا۔ اس نے کہا! کہ آپ ہی مہربانی کر دیں، تو آپ نے اسکو معاف کر دیا۔

ایک یہودی عورت نے آپ کی دعوت کی۔ جسکو آپ نے منظور کر لیا، مگر اس نے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اللہ نے آپ کو بتا دیا تو آپ ؐ نے کھانا نہ کھایا اور اسکو بھی معاف کر دیا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول جو کہ آپ ؐ کا سخت دشمن تھا، اسکا بیٹا مسلمان ہو گیا تو اسکے بیٹے نے حضور ؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا باپ آپ کو گالیاں دیتا ہے۔ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اسکو قتل کر دوں۔ تو آپ نے کہا کہ بالکل نہیں صبر اور دعا سے کام لیں۔

ایک دن ایک مہمان آیا رات کو اسکو کھانا دیا بستر دیا۔ مگر اس نے آپ کے دیئے ہوئے بستر پر بھی پاخانہ کر دیا اور صبح ہونے پر ڈرتے ہوئے اُٹھ کر چلا گیا۔ اسکی ایک تلوار جس پر سونے کا دستہ تھا، وہ وہیں رہ گئی۔ راستے میں اسکو یاد آیا اور وہ واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضور اپنے ہاتھ سے اس غلاظت والے بستر کو صاف کر رہے ہیں مگر آپ نے اس سے کوئی شکایت نہ کی۔

ایک بڑی عمر کی عورت اپنے سر پر سامان اٹھائے جا رہی تھی۔ آپ کا ادھر سے

گزر ہوا تو آپ نے محسوس کیا کہ اسکا سامان اٹھا کر چلنا مشکل نظر آرہا ہے۔ آپ نے اسکو کہا کہ میں آپ کا سامان خود اٹھا کر آپ کو گھر چھوڑ آتا ہوں۔ اسنے سامان حضور کو دیدیا اور ساتھ چل پڑی اور یہ کہنے لگی آپ مجھے ایسے رستے سے نہ گزارنا جہاں محمدؐ نام جادوگر کا گھر ہے ورنہ مجھ پر وہ جادو کر دے گا۔ حضور خاموشی سے چلتے رہے۔ جب اس کا گھر آ گیا تو اسنے آپ کا شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی یہ کہنے لگی آپ بھی اس جادوگر سے بچ کر رہنا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ محمدؐ تو میں ہی ہوں۔ تو اس نے کہا تیرا جادو چل گیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔

ایک یہودی لڑکا مسجد میں آ کر پیشاب کرنے لگ گیا صحابہؓ اسکو ڈانٹنے لگے۔ تو آپؐ نے فرمایا اسکو پیشاب کر لینے دو، اگر اسکا پیشاب بند ہو گیا تو بیمار ہو جائے گا۔ جب پیشاب کر چکا تو آپؐ نے اس کو بلا کر سمجھایا اور صحابہؓ سے کہا گدال لے کر وہ مٹی باہر پھینک دو، تا کہ جگہ صاف ہو جائے اسوقت مسجد میں اینٹوں کا فرش نہیں تھا حضورؐ کا اخلاق دیکھ کر وہ بھی مسلمان ہو گیا۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ ایک بڑھیا ہر روز کوڑا آپؐ پر پھینکتی تھی۔ ایک دن جب حضور کا گذر ہوا تو اسوقت وہ بڑھیا وھاں پر نہ تھی۔ حضورؐ کے دریافت کرنے پر لوگوں نے کہا کہ وہ بڑھیا آج بیمار ہے تو حضورؐ نے اسکے گھر کا پتہ معلوم کیا اور اسکی تیمار داری کے لیئے تشریف لے گئے۔ تو وہ حضورؐ کو دیکھ کر شرمندہ ہوئی اور مسلمان ہو گئی۔

اسلام کی ترقی کفارِ مکہ کے لیئے ناقابلِ برداشت تھی اور انہوں نے مشورہ کر کے منصوبہ بنایا کہ حضورؐ کو قتل کر دیا جائے اور انہوں نے حضورؐ کے مکان کا گھیراؤ کر لیا۔ اللہ کریم نے حضورؐ کو اطلاع دے دی اور ہجرت کرنے کا حکم نازل ہوا اور آپ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود گھیراؤ کرنے والوں کے سامنے ہی مکان سے نکل کر حضرت ابوبکرؓ کو ہمراہ لیا اور کچھ فاصلہ پر جا کر ایک غار میں داخل ہو گئے۔ مگر کفار کو علم ہوا تو وہ بھی آپ کے پیچھے غار کے قریب تک پہنچ گئے۔ مگر ان کے ذہن میں حضورؐ کے غار میں ہونے کا خیال تک نہ آیا۔ 3 دن غار میں قیام کے بعد دونوں مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مدینہ جا کر یہود اور نصاریٰ اور دیگر قبائل سے مل کر ایک معاہدہ کیا جسے میثاقِ مدینہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جب مکہ والوں کو حضورؐ کے مدینہ چلے جانے کا علم ہوا تو وہ لوگ مدینہ جا کر بھی حضورؐ کے ساتھ لڑائیاں کرتے رہے۔ 10 سال تک آپ مدینہ میں رہے اور پھر 10 ہزار مسلح صحابہؓ کو لے کر مکہ واپس آئے۔ آپ کو دیکھ کر گھبراہٹ میں مکہ والے انتقام کے خوف سے مکہ سے بھاگنے لگ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں انتقام کے لئے نہیں آیا، اسلئے آپ سب لوگ آرام سے اپنے گھروں میں ہی قیام کریں اور آپ نے ان سب کو معاف کر دیا۔

حضور نبی کریمؐ نے 13 سال تک مکہ والوں کے ظلم برداشت کئے اور وحی کا نزول بھی جاری رہا۔ مدینہ میں آپ کی اسلامی حکومت قائم ہوگئی۔ اور بقیہ قرآن مدینہ میں نازل ہوا اور فتح مکہ کے بعد تو آپ کو مکمل طاقت حاصل ہوگئی۔ قرآن مکمل ضابطۂ حیات کی شکل میں مکمل اور قرآن میں بھی ارشادِ الٰہی ہے کہ آج ہم نے دین مکمل کر دیا۔ جسمیں تمام جرائم کی سزاؤں کا ذکر ہے۔ کہ کان کے بدلے کان اور آنکھ کے بدلے آنکھ وغیرہ۔ بعض جرائم کی سزا کوڑے لگانے کی مقرر ہے۔ مگر سارے قرآن میں یہ آیت کہیں بھی نہیں آئی کہ جو لوگ آپ کو جادوگر کہتے ہیں یا ٹھٹھا کرتے ہیں یا گالیاں دیتے ہیں یا اشارتاً یا کنایتہً گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں ان کو سزائے موت یا عمر قید یا کوڑوں کی سزا دی جائے بلکہ یہی حکم آیا کہ آپ ان کو اللہ کی طرف حکمت سے بلائیں اور مواعظِ حسنہ سے کام لیں اور ان کے لئے دعا کریں اور آپ نے اسی پر عمل کیا جس سے جو آپ کے جانی دشمن تھے وہ بھی آپ کے جان نثار غلام بن گئے اور انہوں نے آپؐ کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دیں اور اللہ کریم نے بھی آپ کو رحمۃ للعٰلمین کے لقب سے نوازا ہے۔

سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں

نعت النبی ﷺ

ہم نے بادل کبھی سایہ کبھی دریا لکّھا
غم کے صحرا میں تجھے جانئیے کیا کیا لِکّھا
گُھپ اندھیرا تھا مگر تیرے قلمکاروں نے
شب کے چہرے پہ ترے نُور کا نامہ لکّھا
تُو تو سب کا ہے سبھی جاننے والے تیرے
پھر بھی میں نے تجھے اپنا فقط اپنا لکّھا
دِن کو لکّھا ہے ترا حُسن تِرا فیض جمال
شب کو بھی تیری محبّت کا قرینہ لکّھا
ختم تُجھ پر ہیں سبھی حرف و معانی کے رمُوز
ہم نے تو مصحفِ دل پر ترا لکّھا، لکّھا
پھر بھی مُجرم کہ مُحیط دل و جاں تُجھ کو کہا
جرم اِتنا ، تُجھے دنیا، تجھے عقبیٰ لکّھا
اُنگلیاں کٹ گئیں اپنی بھی تو کیا غم ہے رشید
ہم نے پلکوں سے غمِ یار کا قصّہ لکّھا

رشید قیصرانی

قیامت کی تیاری

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا: تُو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا: مَیں نے کثرت سے نماز، روزہ اور صدقہ کے ذریعہ تو کوئی تیاری نہیں کی۔ البتہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا: تُو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔
(صحیح بخاری کتاب الأدب علامة حب الله)

حریفانِ صداقت
ایڈیٹر

ع چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی !

''جب کعبے سے ہی کفر برآمد ہو رہا ہو تو باقی مسلمانی کہاں رہے گی'' (اقبالؔ)

لندن کے احراری باوا کی یاوہ گوئیاں.....اور .....مکہ کے ''سرکاری بادہ'' کی فتاوی گوئیاں

☆☆☆ تاریخِ ''کافر گوئیاں'' کے آئینے میں ☆☆☆

اقبال کے ایک فارسی مصرعہ کو بطور عنوان باندھتے ہوئے مندرجہ ذیل خبریہ آرٹیکل لکھنے کا محرک بنی۔ جو کہ ہفت روزہ پاکستان پوسٹ ٹورنٹو میں جماعتِ اسلامی کے ایک پروردہ اخبار روزنامہ امت کراچی کے حوالے سے بایں الفاظ شائع ہوئی ہے:-

''قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، سعودی حکومت نظر رکھے، امام کعبہ''

''ختم نبوت کے عالمی مبلغ مولانا عبدالرحمٰن (باوا) کی امام کعبہ مفتی محمد بن عبداللہ السبیل سے ملاقات، دستخطوں پر مشتمل فتویٰ حاصل کیا''

''کراچی (پاکستان پوسٹ) امام کعبہ مفتی محمد بن عبداللہ السبیل نے قادیانی مرزائی عقائد اور قادیانی جماعت کو ان کے عقائد کی بنیاد پر خارج اسلام قرار دیتے ہوئے سعودی حکومت کو پیغام دیا ہے کہ وہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھے اور دنیائے اسلام کو اس جماعت سے دور رکھنے کیلئے اقدامات کرے۔ کراچی سے شائع روزنامہ اُمت کے مطابق محمد بن السبیل نے یہ فتویٰ سعودی حکومت کی جانب سے 10 ہزار غیر ملکیوں کو سعودی شہریت دینے کے فیصلے کے تناظر میں ختم نبوت اکیڈمی لندن کی جانب سے پوچھے گئے سوال کی بنیاد پر جاری کیا ہے۔ واضح رہے کہ سعودی حکومت نے گذشتہ ماہ فیصلہ کیا تھا کہ سعودی حکومت 10 ہزار تعلیم یافتہ اور ہنر مند غیر سعودی شہریوں کو سعودی عرب کی شہریت دے گی جس کے بعد لاکھوں درخواستیں سعودی حکومت کو موصول ہوئیں۔ ختم نبوت کے عالمی مبلغ مولانا عبدالرحمٰن باوا نے اس ضمن میں خطیب مکہ مفتی امام محمد بن عبداللہ السبیل سے ملاقات کی اور ان سے قادیانی جماعت کی سرگرمیوں پر بات کی۔ انہوں نے اس موقع پر ایک فتویٰ بھی خطیب مکہ سے حاصل کیا۔''

(بحوالہ ہفت روزہ پاکستان پوسٹ؛ ٹورنٹو۔ 2 تا 8 جون 2005ء صفحہ: ۳ کالم: 1,2)

ہندو کانگرس کی گود میں پل کر مسلمانانِ ہند کے مشترکہ اجتماعی مفاد سے غدّاری کرنے والے قیام پاکستان کے شدید مخالف اور اب استحکامِ پاکستان کے درپے ایک در پردہ دشمن طائفے احرار (جس نے اپنی اصلیت چھپانے کی خاطر ''تحفظِ ختم نبوت'' کا اوورکوٹ پہن رکھا ہے) کے اس مذکورہ کل پُرزے یعنی لندنی باوا کی، قیام و استحکام پاکستان کی من حیث الجماعت واحد مؤید جماعت (جماعت احمدیہ) کے خلاف یاوہ گوئی کی وجوہات تو سمجھ میں آتی ہیں جو واقفِ حال لوگوں سے قطعاً مخفی نہیں۔ البتہ سعودی شہنشاہیت کے وظیفہ خور شیخِ مکہ کی فتویٰ گری اور کافری سازی کو سمجھنے کیلئے کسی قدر گہرائی میں اتر کر جانچنا اور پرکھنا ازحد ضروری ہے۔

برصغیر کے وہابی اور نجدی عقائد کے حامل ملّاؤں کی جانب سے برصغیر کے نہ صرف مشہور مشاہیر کے خلاف مکہ مکرمہ کے مفتیوں کے انگوٹھے لگے فتوؤں کے حصول کی تاریخ کافی پرانی ہے بلکہ برصغیر میں ریل گاڑی کے سفر اور لاؤڈ سپیکر تک کے استعمال پر ''حرام'' ہونے کے فتوے تو ابھی کل کی باتیں ہیں۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ جمہور مسلمانوں (سوادِ اعظم) کے نزدیک نجدیوں اور وہابیوں کے اپنے عقائد نہ صرف مشکوک بلکہ صریحاً کفریہ ہیں اور ان کے خلاف کفر کے فتوے ریکارڈ پر بھی موجود ہیں۔ تاہم چونکہ قرآن و حدیث جیسی حقیقی سند کے کھُلے کھُلے فیصلوں کے بالمقابل کافر سازی کے ایسے فتوؤں کی تنکے برابر حیثیت بھی نہیں لہٰذا، نجدیت اور وہابیت کی پرچارک سعودی شہنشاہیت کے بھاڑے کے ٹٹوؤں کی جانب سے جماعت احمدیہ پر فتاویٔ کفر کی اصل حقیقت پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔ اس ضمن میں جماعت احمدیہ کے چوتھے امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطاب میں ان پسِ پردہ وجوہات کو خوب کھول کر بایں الفاظ مسلم دنیا کے سامنے رکھا تھا:-

جماعت احمدیہ کی مخالفت ....سعودی عرب و امریکہ کا رخِ کردار

''جہاں بھی جماعت احمدیہ کی مخالفت پھیلائی جا رہی ہے اور بے حد روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ وہاں نمایاں طور پر آپ کو سعودی عرب کا ہاتھ نظر آئے گا۔ گذشتہ بیس سال یا اس سے بھی زیادہ عرصہ سے یہ کام ہو رہا ہے۔ اور سعودی عرب اور احمدیت دشمنی ایک ہی چیز کے دو نام بن گئے ہیں۔ مغربی طاقتوں کیلئے براہِ راست مسلمان ممالک کو قابو میں لانے کی کوشش بہت مشکل کام ہے۔ مگر سعودی نفوذ کے نتیجہ میں کوئی ردّ عمل نہیں پیدا ہو سکتا۔ کیونکہ سعودی عرب کو مسلمان ممالک سے مذہبی تعلق ہے اور مسلمان ممالک ہمیشہ سعودی عرب کی طرف عزت و احترام سے دیکھتے ہیں اور خاص طور پر اس وقت جبکہ ان کو وہاں سے روپے بھی موصول ہو رہے ہوں۔ **حقیقت میں یہ وہ آوازیں ہیں جو مکّہ اور مدینے کے لاؤڈ سپیکروں کی آوازیں ہیں مگر ان کے مائیکروفون واشنگٹن یا دیگر مغربی ممالک کے ان مقامات پر نصب ہیں جہاں اسلام کے خلاف نہایت خوفناک سازشیں ہو رہی ہیں اور سعودی عرب مغرب کا اتنا بے اختیار غلام بن چکا ہے کہ لاکھ کوششیں کر لے وہ اس بندھن سے آزاد نہیں ہو سکتا۔** اس کا تمام اقتصادی سرمایہ مغربی ممالک میں جمع ہے۔ اسکی انٹیلی جینس کا کلیۃً انحصار مغربی طاقتوں کی انٹیلی جینسیز پر ہے جن کے دائرے اسرائیل سے ملتے ہیں اور دنیا اچھی طرح جانتی ہے کہ آج امریکہ کی پالیسی واشنگٹن میں نہیں بلکہ اسرائیل میں بنتی ہے۔ اور امریکہ یہودیت کا غلام بن چکا ہے۔ پس احمدیت کو نشانہ بنا کر مغربی طاقتوں کو سعودی عرب کے نفوذ کا نہایت آسان موقع مل رہا ہے۔ امریکہ کیلئے سعودی عرب کے ذریعے جماعت احمدیہ کی مخالفت، جو عیسائیت کے خلاف سب سے زبردست ہتھیار رکھتی ہے، بڑی سہل ہو گئی ہے۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 3 جون 1989ء)

تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے کسی بھی صاحبِ بصیرت شخص سے حضرت امام جماعت احمدیہ کی بیان کردہ مذکورہ بالا وجوہات سے صرفِ نظر کرنا ممکن نہیں۔ تاہم ایک دلچسپ سوال یا نقطہ یہ ہے کہ مفتیٔ مکہ کا اپنے آقائے ولی نعمت، جسکے وظیفہ پر شیخ کا نان و نفقہ چلتا ہے، کی بابت کیا فتویٰ ہے جنہوں نے ایک ثقہ بند احمدی چوہدری محمد ظفر اللہ خان پر نہ صرف عمرے اور حج کیلئے شاہی مہمان کی حیثیت سے سعودی عرب کے دروازے وا کئے بلکہ ان کی مزید عزت افزائی کرتے ہوئے رحمت العالمین، فخرِ کونین، خاتم النبیین

حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ اقدس کے تالہ بند دروازے بھی کھول دیئے جو فی زمانہ لاریب معدودے چند خوش نصیب اہلِ ایمان کو ہی یہ سعادت حاصل ہوتی ہے کیا فرماتے ہیں شیخِ حرم بیچ اِس مسئلہ کے....!؟ سلطان ابن سعود اور ان کے بیٹے شاہ فیصل مرحوم نے نہ صرف چوہدری صاحب کو بطور پکے مسلمان عمرہ اور حج کروایا بلکہ شاہ فیصل نے چوہدری صاحب کو اسلامی کاز کیلئے ان کی خدماتِ جلیلہ اور عربوں کے مایہ ناز وکیل ہونے کے ناطے ان کی اسلامی خدمات کا بھرپور اعتراف کرتے ہوئے اپنے ایک خط میں زبردست خراج تحسین بھی پیش کیا۔ جس کا عکس ماہنامہ آتش فشاں لاہور کی مئی 1981 کی اشاعت میں چھپ چکا ہے۔ آخر کِس کِس صداقت سے نظریں چرائی جائیں گی....؟

اسلامی اتحاد کی بنیاد پر ہتھوڑا زنی

یہاں ایک بنیادی نقطہ توجہ طلب ہے کہ دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان خواہ وہ کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتے ہوں اور فروعی لحاظ سے آپس میں ایک دوسرے کی نسبت کیسے ہی اختلافات کیوں نہ رکھتے ہوں، بہر حال اسلام کے بنیادی رکن کلمہ طیبہ پر بغیر کسی اختلاف کے ایمان و اعتقاد رکھتے ہیں جن میں احمدی بھی شامل ہیں۔ یہ تمام فرقے یہ یقین رکھتے ہیں کہ جو شخص بھی کلمہ طیبہ پر ایمان و اعتقاد رکھتا ہو وہ مسلمان کہلاتا ہے۔....

چنانچہ 1966ء میں جب شاہ فیصل مرحوم پاکستان کے دورے پر گئے تو موصوف نے ریڈیو پاکستان کو ایک انٹرویو دیا جس کے متعلق ہفت روزہ ''شہاب'' لاہور نے لکھا:-

''شاہ فیصل نے ریڈیو پاکستان کی وساطت سے پاکستانیوں کو یہ جاں بخش اور زندگی نواز پیغام دیا کہ کلمہ طیبہ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ اسلامی اتحاد کی بنیاد ہے۔'' (''شہاب'' لاہور۔ 24 اپریل 1966ء)

یاد رہے اپنے مذکورہ دورۂ پاکستان سے اگلے سال 1967ء میں شاہ فیصل نے نامور احمدی فرد چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان کو مکہ معظمہ میں فریضۂ حج کے موقع پر شاہی مہمان کی حیثیت سے سہولیات بہم پہنچائیں۔ ان حقائق کی روشنی میں لندن کے احراری باوا اور مکہ کے سرکاری ''باوا'' دونوں سے سوال ہے کہ کیا اب اسلام کی اساس اور اسلامی اتحاد کی بنیاد کلمہ طیبہ کی بجائے نعوذ باللہ مشاہرے اور وظیفے کی شکل میں ملنے والا سعودی ریال ہے......؟ جسے ہضم کرنے اور ڈکارنے کی خاطر کلمہ گو احمدیوں کے اقرارِ کلمہ طیبہ کو چیلنج کیا جا رہا ہے اور ان پر کفر کی ناپاک تہمت لگائی جا رہی ہے۔ کلمہ گو احمدی مسلمانوں کو کلمہ طیبہ یا فریضۂ حج جیسے بنیادی ارکانِ اسلام سے جبراً روکنے یا بالفاظ دیگر اِس نوعیت کے ناپاک حملے کرنے کا صاف اور واضح مطلب یہ ہوگا۔ کہ ایک مسلمان کو اس امر پر مجبور کیا جا رہا ہے کہ ''خدا تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کر دو۔ اور اقرار کرو کہ خدا کے علاوہ اور بھی معبود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول اور نبی نہیں ہیں....!''

نعوذ بالله من ذالك۔ پس کیا یہ حضرت امام حسینؓ کے قتل کا فتویٰ دینے والے قاضی شریح کا کردار نہیں تو اور کیا ہے جس نے قتلِ حسینؓ کا فتویٰ مانگے جانے پر ابتداً کہا تھا کہ کیا میں نواسۂ رسولؐ کے قتل کا فتویٰ دوں؟ اور قلمدان اپنے سر پر مارتے ہوئے گھر کو روانہ ہو گیا۔ مگر اسی رات جب دربارِ یزید سے اشرفیوں کی بھری ہوئی تھیلی اسکے گھر پہنچا دی گئی تو اگلی صبح اس نے سابقہ رائے تبدیل کر کے اپنے فتوے میں لکھ دیا کہ میں تمام رات معاملے پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حسین ابن علیؓ کا قتل مباح (جائز) ہے......عصرِ حاضر کا ''قاضی شریح'' بھی آج سعودی ریال کی شکل میں اشرفیوں کی تھیلیاں پا کر احمدیوں کے ایمان پر تو فتوے دے رہا ہے .....مگر اسکی آنکھوں سے اپنے موجودہ آقائے ولی نعمت (سعودی شہنشاہ) کے رنگین کردار کا شہتیر بالکل اوجھل ہے۔ موجودہ ''خادم حرمین شریفین'' کے متعلق یہ رپورٹ مشہور ہفت روزہ اخبار جہاں (زیرِ ادارت محمود شام) 1975ء میں چھپی تھی کہ موصوف نے دیگر سعودی شہزادوں کے ہمراہ سوئٹزر لینڈ کے ایک کیسینو میں فقط ایک رات میں لاکھوں ڈالرز جوئے میں ہار دیئے اور مسلسل شراب، شباب اور کباب سے شغل فرماتے رہے۔ یہ تو تیس سال پہلے شہزادگی کے زمانے کی بات تھی۔ چند سال پہلے یہ خبر بھی اخبارات (مثلاً دی سنڈے ٹائمز۔ لنڈن بتاریخ 10 اکتوبر 1993ء) کی زینت بن چکی ہے کہ موصوف نے بوسنیا کے مظلوم بے خانمانوں کی اشک شوئی کیلئے جو رقم بطور امداد بھجوائی وہ اس رقم کا عشرِ عشیر بھی نہیں جو اس ''خادمِ حرمین شریفین'' نے اپنی ایک سابقہ داشتہ کو تحفۃً بھجوائی جو فرانس کے ایک نائٹ کلب میں کام کرتی ہے۔ مکہ کے مذکورہ شیخِ حرم میں اگر جرأت ایمانی کی رتی بھر بھی رمق ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے آقائے ولی نعمت کے اِس رنگین کردار پر بھی فتویٰ عائد کرے....؟!

مُہرِ کفر ....یا....مُہرِ تصدیق

رہی بات ''بادہ جیؔ'' کی یاوہ گوئیوں پر صاد کرتے ہوئے کلمہ گو احمدیوں کے خلاف مذکورہ بالا ''فتویٰ کفر'' کی مہر ثبت کرنے کی تو فی الحقیقت یہ احمدیوں کے ایمان پر کفر کی مہر نہیں بلکہ بزرگانِ امت کی ان پیشگوئیوں پر ''مہر تصدیق'' کا درجہ رکھتی ہے جو امامِ آخرالزماں علیہ السلام کے متعلق تاریخِ اسلام میں صدیوں سے موجود چلی آتی ہیں۔ چنانچہ ہمیں تو مفتیِ مکہ کے اس فتویِ کفر میں امتِ مسلمہ کے ایک مسلّمہ بزرگ سلطان العارفین حضرت سیدنا محی الدین ابنِ عربیؒ کی یہ پیشگوئی نصف النہار پر چمکتے سورج کی کرنوں کی مانند پوری ہوتی نظر آ رہی ہے کہ:

''ولـمّا خرج هذا الامام المهدی فلیس له عدو مبین الا الفقهاءِ خاصة'' (فتوحاتِ مکیہ جلد نمبر 3 صفحہ: 314 مطبوعہ مصر 1282 ہجری)

''یعنی جب یہ امام مہدی ظاہر ہو گا تو اس کے سب سے بڑے دشمن فقہا یعنی علماءِ وقت ہوں گے۔'' تاریخ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ فتویِ کفر صرف احمدیوں پر ہی نہیں لگا بلکہ مسلمانوں میں جتنی تاریخ ساز شخصیتیں گزری ہیں وہ سب اپنے اپنے زمانے میں فتویٰ فروشوں کی ''کافر گری'' کا نشانہ بنتی رہی ہیں۔

''سجدۂ سہو'' چنانچہ دلچسپی طبع کی خاطر مولانا کوثر نیازی مرحوم کے قلم سے نکلا ایک تاریخی جائزہ پیشِ خدمت ہے جسے کوثر نیازی صاحب کا ''سجدۂ سہو'' بھی کہا جا سکتا ہے کہ موصوف 1974ء میں اپنی محسن جماعت (جماعت احمدیہ) کے خلاف نام نہاد آئینی ترمیم والے سیاسی ڈرامے کا خود بھی ایک اہم ترین کردار رہ چکے ہیں۔ مولانا کوثر نیازی روزنامہ جنگ میں اپنے کالم ''مشاہدات و تأثرات'' میں رقمطراز ہیں:-

''کسی مسلمان کو کافر قرار دے دینا۔ انتہا درجے کی شقاوت اور سنگدلی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف کے اکابر علماء وفقہاء اس سلسلے میں بیحد محتاط تھے۔ مشہور حنفی فقیہہ علامہ شامی نے اپنی کتاب ''ردالمختار'' میں لکھا ہے کہ:- ''ایک مسلمان کے کسی قول اور عقیدے کی ایک سو تاویلیں ممکن ہوں جن میں سے ننانوے کفر کی ہوں اور صرف ایک احتمال ایمان کا ہو تو اس کی تکفیر جائز نہیں۔'' مشہور صوفی بزرگ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تو اس سے بھی آگے بڑھ گئے انہوں نے اپنے مکتوب ''انوارالقلوب'' میں فقہاء کے اس قول کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ ''یہ قول فقہاء ننانوے ''احتمال'' کا تحدیدی نہیں ہے بلکہ اگر کسی کے کلام میں ہزار احتمال ہوں۔ جن میں سے نو سو ننانوے احتمالات کفریہ ہوں۔ اور صرف ایک احتمال ایمان کا ہو تو اس کی بھی تکفیر جائز نہیں۔''

ہمارے مختلف مذہبی مکاتب فکر ان اصولوں کو سامنے رکھتے تو مسلمانوں میں کبھی انتشار و افتراق پیدا نہ ہوتا۔ وہ اختلاف رکھتے ہوئے بھی ایک ملت اور ایک جماعت بن کر رہ سکتے تھے مگر افسوس کہ ہر دور میں بعض غیر محتاط اور جذباتی اہل علم ذاتی اور گروہی تعصّبات کا شکار ہو کر اندھا دھند تکفیر کا لٹھ گھماتے رہے اور انہوں نے یہ غور کرنے کی زحمت ہی گوارا نہیں فرمائی کہ اسلام کی کتنی جلیل القدر ہستیاں اس کی زد میں آ رہی ہیں۔ تاریخ کے اوراق الٹے جائیں تو یہ تماشا نظر آتا ہے کہ مسلمانوں میں جتنی تاریخ ساز شخصیتیں پیدا ہوئیں جن کے تذکرے حذف کر دیئے جائیں تو خدمت اسلام کا باب اپنے سرعنوان ہی سے محروم ہو جائے وہ سب کی سب اپنے اپنے زمانے میں بعض

ظالم فتویٰ نگاروں کی نوازشات کا شکار ہو چکی ہیں ہم نے اس سلسلے میں ''حربہ تکفیر اہل قبلہ'' ''تطہیر الاولیاء''۔ ''مقام جنید''۔ ''تذکرۃ اولیاء''۔ 'حسام الحرمین الحرمین''۔ ''حج الکرامہ''۔ ''سوانح مولانا عبداللہ غزنوی''۔ ''رود کوثر'' اورنظم الدرونی سلک السیر وغیرہ نامی کتابوں کی طرف رجوع کیا تو ایسی ہستیاں جن پر کفر کے فتوے لگائے گئے ان کی فہرست میں یہ نام بھی دکھائی دیتے ہیں:۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۴۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۵۔ حضرت امام حسینؓ، ۶۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ، ۷۔ حضرت امام مالکؒ، ۸۔ حضرت امام احمد ابن حنبلؒ، ۹۔ حضرت امام شافعیؒ، ۱۰۔ حضرت جنید بغدادیؒ، ۱۱۔ حضرت شبلیؒ،
۱۲۔ حضرت ذوالنون مصریؒ، ۱۳۔ حضرت منصورؒ، ۱۴۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ،
۱۵۔ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ، ۱۶۔ حضرت بایزید بسطامیؒ، ۱۷۔ حضرت داتا گنج بخشؒ، ۱۸۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ۱۹۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ،
۲۰۔ حضرت امام غزالیؒ، ۲۱۔ حضرت امام بخاریؒ، ۲۲۔ حضرت ابن حزمؒ، ۲۳۔ حضرت علامہ ابن تیمیہؒ، ۲۴۔ حضرت علامہ ابن القیمؒ، ۲۵۔ حضرت ابوالحسن اشعریؒ،
۲۶۔ حضرت سید محمد جونپوریؒ، ۲۷۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، ۲۸۔ حضرت مظہر جان جاناںؒ، ۲۹۔ حضرت قاضی عیاضؒ، ۳۰۔ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ، ۳۱۔ حضرت فرید الدین عطارؒ، ۳۲۔ حضرت داؤد طاہریؒ، ۳۳۔ حضرت علامہ ابن رشدؒ

جو اصحاب علم تاریخ اسلام میں علمائے سوء کے کردار سے آگاہ ہیں۔ ان پر یہ امر واضح ہے کہ جب کبھی ماضی میں اور حال میں بھی کوئی مجتہد وقت اور احیائے ملت کا طلب گار اوپر کو اٹھا اور ملت کے حضور اپنی دانائیوں، ہوشمندیوں اور افکار عالیہ کا تحفہ نذر لایا، تو علمائے تنگ نظر کا یہ گروہ تکفیر کے مسموم ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اس کے راستے میں آن کھڑا ہوا اور کچھ ایسے نوکیلے کانٹے اور بوجل پتھر اس کے سامنے بکھیرے کہ اس کے پاؤں لہولہان بھی ہوئے اور منزل کا سفر بھی دشوار سے دشوار تر ہو گیا۔

حضرت امام مالکؒ اپنے تقویٰ و طہارت اور پاکیزگی عمل کی رو سے دوسری صدی ہجری کے امام اور مجتہد عصر تسلیم کئے گئے ہیں وہ حدیث کے پہلے مجموعے موطا امام مالکؒ کے مرتب و مولف ہیں انہوں نے اپنی ساری عمر مسجد نبوی میں گزاری وہ مدینہ کی گلیوں کو جنت کی روشنیوں سے بھی بہتر جانتے تھے انہوں نے اس خاک پاک سے آنکھوں کا نور بڑھایا تھا جو حضور سرور کون و مکاں کے قدموں کو برابر دس سال تک چومتی رہی تھی۔ علماء اور ابنائے وقت کے نزدیک ان کا پہلا جرم یہ تھا کہ انہوں نے ابو جعفر منصور اور ابو العباس سفاح کے ظالم ہاتھوں پر بیعت نہ کی تھی اور حضرت امام حسنؓ کے ایک بزرگ پوتے کو خلافت کا مستحق جانا تھا۔ حضرت امام مالکؒ کا دوسرا جرم ان علماء کے نزدیک یہ تھا کہ انہوں نے فکر نو کی شمع جلائی تھی اور ملت بیضا کو نئی روشنی عطا کی تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اونٹ پر بٹھا کر شہر بھر میں ان کی تشہیر کرائی گئی۔

حضرت امام شافعیؒ فقہ اسلامی کے روشن چراغ ہیں مگر یار لوگوں نے انہیں ''اضر من ابلیس'' (شیطان) سے بڑھ کر خطرناک قرار دیا پہلے ان پر بغداد شہر کی وسعتیں تنگ کی گئیں پھر مصر کی فضاؤں میں ان کے خلاف خوفناک بارود اچھالا گیا۔ اس سے برا سلوک امام احمد بن حنبلؒ کے ساتھ روا رکھا گیا ان کی تکفیر کے فرمان پر علمائے سوء نے دستخط ثبت کئے تو ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہنا دی گئیں۔ ان کو اونٹ کی ننگی پیٹھ پر سوار کیا گیا اور ان کے جسم پر کوڑے برسائے گئے۔ علماء کا یہ تنگ نظر گروہ رئیس المحدثین امام بخاریؒ کے خلاف بھی اٹھا کھڑا ہوا۔ کیونکہ امام المحدثین نے ان کی وضعی حدیثوں کے چہروں سے نقاب الٹ دیئے تھے۔

اس گروہ نے اپنی کوتاہ نظری اور کج نگاہی کے مظاہرے احیائے اسلام کے داعی حضرت امام غزالیؒ کے خلاف تو اس قدر کئے تھے کہ حضرت امام کو ان کے اندر اپنی راہ بنانے میں مدتیں لگ گئیں۔ انہوں نے طب جدید اور فکر نو کے موجد اول جابر ابن حیان کے چہرے پر بھی تکفیر کا پتھر پھینکا۔

انہوں نے امام رازیؒ فارابی، حکیم ابن رشد، ابن سینا اور طب قدیم میں سب سے بڑے سرجن ابنِ الہیثم اور ابن الواحد پر تو کفر کے پتھر کچھ اس طرح برسائے تھے کہ سارا ماحول پتھروں سے بھر گیا تھا۔

غرضیکہ علماء کا یہ گروہِ تنگ نظر بنو امیہ۔ بنو عباس، سلجوقیوں، فاطمیوں، صفویوں، ساسانیوں، غزنویوں، غوریوں اور مغلوں کے ادوار میں ہمیشہ ہر اس روشنی کی کرن کا دشمن رہا ہے جس سے ملت کے اندھیرے چھٹنے کا اسے گمان ہوا انہوں نے کبھی اجالوں کو سینے سے نہیں لگایا انہوں نے کبھی فکری آفتابوں اور ماہتابوں کو خوش آمدید نہیں کہا۔ انہوں نے افق ملت پر نمودار ہونے والے کسی بھی ستارے کے پھوٹنے والے نور سے عوامی دھندلکے دور کرنے میں مدد نہیں لی۔

کوئی شبہ نہیں کہ ان اکابر اسلام کی تکفیر تاریخ اسلام کا ایک الم ناک سانحہ ہے۔ مگر اس میں خوشی کا ایک پہلو ضرور نظر آتا ہے کہ کفر کا فتویٰ لگانے والے معدودے چند تنگ نظر اور متعصب افراد تھے جنہیں کبھی قبول عام حاصل نہیں ہو سکا مذکورہ بزرگان دین نے نہ انہیں کوئی اہمیت دی اور نہ ہی جوابی کاروائی میں الجھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ فتوے صابن کی جھاگ اور پانی کے بلبلوں سے زیادہ حیثیت حاصل نہ کر سکے۔

یہ تو پہلے ادوار کی بات تھی انگریزوں کے عہد غلامی کا جائزہ لیا جائے یا خود اپنے عہد آزادی کا تو اس میں زوال اور انحطاط کی دوسری علامتوں کے علاوہ تکفیر کی مہم بھی پورے جوبن پر نظر آتی ہے۔ پہلے محض چند گنے چنے علمائے سوء اپنی روپہلی مصلحتوں کے تحت فتویٰ فروشی کا کاروبار کرتے تھے۔ اب جماعتوں کی جماعتوں نے کفر سازی کے کارخانے کھول لئے۔

بخاری شریف (جلد اول باب استقبال القبلہ) میں آتا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جو شخص ہماری طرح کی نماز پڑھتا ہے۔ ہمارے قبلے کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی حفاظت اس کو حاصل ہے۔ پس اے مسلمانو! اس کو کسی قسم کی تکلیف دے کر اللہ تعالیٰ کو اس کے عہد میں جھوٹا نہ بناؤ۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اپنی مشہور عالم کتاب حجۃ اللہ البالغہ (جلد ۱ ص ۳۲۲) میں حضورؐ کی ایک حدیث نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔ ''ایمان کی تین جڑیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص لاالٰہ الا اللہ کہہ دے تو اس کے ساتھ کسی قسم کی لڑائی نہ کر اس کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ بنا اور اسلام سے خارج مت قرار دے۔''

امام طبرانیؒ کہتے ہیں'' حضورؐ نے اسلام کو دس اجزا پر منقسم کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اسلام کے دس حصے ہیں جس شخص کے حصے میں ایک حصہ بھی نہ آیا ہو وہ تباہ ہو گیا۔ پہلا حصہ یہ ہے کہ جو شخص کلمہ طیبہ پڑھ دیتا ہے وہ ملت اسلامیہ میں داخل ہو جاتا ہے۔'' (کنز العمال) مشکوۃ شریف کی یہ حدیث تو بڑی مشہور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے:۔ ۱۔ شہادت اس بات کی کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اور شہادت اس کی کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ۲۔ نماز قائم کرنا۔ ۳۔ زکوۃ دینا۔ ۴۔ حج کرنا ۵۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ بنظر انصاف دیکھا جائے تو مسلمانوں کا کون سا گروہ ایسا ہے جو ان بنیادی عقیدوں پر یقین نہیں رکھتا سبھی کو ان اصولوں پر دل سے اتفاق ہے صرف بعض تشریحات یا فروعات میں جھگڑے ہیں جو اختلاف عقل کی وجہ سے عین فطری ہیں۔ بنیادی اصولوں کو چھوڑ کر محض نزاعات کو اچھالنا نہ دین کی خدمت ہے نہ ملت کی۔ ہم اختلافات سے بالاتر ہوئے تو ہم نے پاکستان حاصل کیا پاکستان بننے کے بعد علمائے کرام نے اس نکتے کو سمجھا تو ان کے اتحاد و اتفاق کے نتیجے میں قرار داد مقاصد منظور ہوئی۔ انہوں نے اسلامی دستور کے لئے کامل اتفاق رائے سے بنیادی اصول پیش کیے مگر افسوس کہ پاکستان بننے کے کچھ ہی عرصہ بعد

فرقہ واریت نے فضا کو پھر سے مسموم بنا دیا۔ اور پیشہ ورواعظوں نے ایسے تعصّبات کھڑے کر دیئے کہ اختلاف عقیدہ کی وجہ سے ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے مصافحہ کرنے تک کا روادار نہ رہا۔ مسجدوں پر تختیاں لگا دی گئیں کہ یہاں فلاں اور فلاں فرقے کے لوگ نماز ادا نہیں کر سکتے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کچھ عرصے سے یہ فضا خراب سے خراب تر ہو رہی ہے۔ بریلوی دیوبندی اور شیعہ سنی نزاع کو ہوا دی جا رہی ہے فتنہ تکفیر ایک مرتبہ پھر زوروں پر ہے اور یہ سب کچھ ایسے وقت میں ہو رہا ہے۔ جبکہ ملک و ملت ایک خوفناک صورت حال سے دوچار ہے دشمن ہمیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں عالم اسلام کے جسد واحد سے صیہونیت کے لگائے ہوئے زخموں کی وجہ سے خون رس رہا ہے لاکھوں افغانی مسلمان گھر سے بے گھر ہو کر ہمارے ملک میں خیمہ زن ہیں۔ ہم کسی ایک فرقے کے واعظوں کو مطعون نہیں کرتے اس طرح کی کالی بھیڑیں ہر فرقے میں پائی جاتی ہیں لیکن سوچنے اور غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ جو علماء روشن خیال روادار اور فراخ دل ہیں وہ ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لئے کیا اقدام کر رہے ہیں۔ ان انتشار پسند اور کافر ساز خطیبوں سے کچھ کہنا تو سراسر بیکار ہے وہ بیچارے اپنی معاشی ضروریات کے ہاتھوں مجبور ہیں فرض ان حضرات کو پکار رہا ہے جن کے دل میں درد جن کی نظر میں وسعت ہے اور ہمیں یہ کہنے میں تامل نہیں کہ خدا کے فضل و کرم سے ایسے اہل علم آج بھی ہر مکتب فکر میں پائے جاتے ہیں یہ ان کا کام ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقے کی ناراضگی کی پرواہ کئے بغیر فتنہ تکفیر کا سدباب کرنے کی کوشش کریں۔ ارباب حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے اب تک جاری کردہ احکام و فرامین کا غائر نظر سے جائزہ لیں کہیں ایسا تو نہیں کہ ان کے بعض اقدامات سے فرقہ واریت کو فروغ حاصل ہو رہا ہو۔ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ آغاز کار ان اسلامی قوانین سے ہوتا جن پر سب مکاتب فکر کا اتفاق ہے ان قوانین کے اجراء کے لئے بھی سالہا سال درکار تھے، دریں اثناء نزاعی معاملات کے تصفیے کے لئے ہر عقیدۂ خیال کے اہل علم کا بورڈ بنتا جو پورے تدبر سے کوئی بیچ کی راہ نکالتا اس طرح نہ کسی گروہ کو یہ الزام لگانے کا موقع ہاتھ آتا کہ یہ تو ایک فرقے کی حکومت قائم کی جارہی ہے اور دوسرے گروہ کو یہ شکایت ہوتی کہ ان کے ہم عقیدہ محض بعض ادائیگیوں سے بچنے کے لئے دوسرے گروہ میں شامل ہونے کا اقرار و اعلان کئے دے رہے ہیں۔ اسلامی حکومت کے قیام کا کام اس وقد میں پل صراط پر چلنے کے مترادف ہے اس کے لئے علمائے حق کو بھی اپنا فرض ادا کرنا ہوگا اور ارباب حکومت کو بھی غیر معمولی فراست سے کام لینا ہوگا ورنہ ہماری غفلت کے نتیجے میں پاکستان کی فضا میں فرقہ واریت اور تکفیر کا زہر پھیل گیا تو قوم مدت مدید تک کسی دینی نصب العین کے لئے کام کرنے کے قابل نہیں ہو سکے گی" (روزنامہ "جنگ" کراچی ۲۶ مئی ۱۹۸۳ء)

مولانا کوثر نیازی کے اس آرٹیکل کی روشنی میں اسلامی تاریخ کی اس مستند گواہی کے بعد کوئی انصاف پسند مسلمان للّٰہ یہ بتلائے کہ مفتیِ مکہ کے فتویٰ سے احمدیوں کو غیر مسلم کہنے کا کوئی پہلو اس کے بعد نکل سکتا ہے؟ مشہور شاعر محسن نقوی مرحوم نے یہ بات بلاوجہ نہیں کہی تھی کہ ؎

ہر اِک پہ لگا دیتا ہے تو کُفر کا فتویٰ ☆ اسلام تیرے باپ کی جاگیر نہیں ہے!

بروزِ حشر کلمے کی گواہی

فتویٰ فروشوں اور کافر گروں کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بخاری و مسلم کی یہ مشہور حدیث یاد رکھنی چاہئے کہ ایک جنگ میں ایک صحابی نے کسی کافر کو اس حالت میں کہ وہ کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھ چکا تھا، قتل کر دیا۔ رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو جب علم ہوا تو غصہ سے آپ کا روئے مبارک سرخ ہو گیا اور آپؐ اس قدر ناراض ہوئے کہ شائید ہی کسی اور خطا پر اسقدر ناراض ہوئے ہوں۔ اس صحابی نے وضاحت پیش کی کہ میری تلوار سے ڈر کر اس نے کلمہ شہادت پڑھا تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا "کیا تو نے اسکا سینہ چاک کر کے دیکھا تھا" ؟اور بڑے درد کیساتھ فرمایا: جب قیامت کے روز لاالہ الااللہ تیرے سامنے آئیگا تو تُو کیا جواب دے گا.....؟! اور اس تکرار کے ساتھ یہ فقرات دھراتے رہے کہ صحابہؓ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے آپکی تکلیف کا خیال کر کے دل میں کہا کہ کاش آپؐ خاموش ہو جائیں۔ پھر وہ صحابیؓ بڑی حسرت کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ اس خطا پر مجھے اس قدر ندامت ہوئی کہ بار بار میرا دل کہتا تھا اے کاش! اس واقعہ سے قبل میں مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا اور یہ غلطی مجھ سے سرزد نہ ہوتی...!

اے احمدیوں پر کفر کے فتوے لگانے والو! ہم تم سے آنحضور صلعم ہی کے الفاظ میں پوچھتے ہیں کہ بتاؤ جب یہ کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ قیامت کے روز تمہارے سامنے آئے گا تو تمہارا کیا جواب ہو گا......؟! اور ہاں، اتمامِ حجّت کے طور پر حضرت بانیِ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا حلفیہ عقیدہ بھی سن لو تا کہ بروز حشر حیلہ بازی کا جواز نہ رہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں۔ اور لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے اور لٰکِن رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اِس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسولؐ کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا۔ وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا۔"
(کراماتُ الصّادقین صفحہ ۲۵)

بیان شیخ کعبہ پر ارتجالاً

بیان شیخ کعبہ میں ہے نفرت کی فراوانی
"چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی"
جنہیں سونپی گئی ابنائے ملت کی نگہبانی
مبلغ نفرتوں کے بن گئے اے وائے نادانی!
نہ نکلی ان کے ہونٹوں سے صدا حرف صداقت کی
نہ پھیلی ان کے چہروں پر محبت کی عہد دانی!
نہ پھوٹی ان کے چہروں سے کرن مہر و مروت کی
نہ تازہ ہو سکیں ان سے روایات جہاں بانی
نہ لکھا جا سکا ان سے صحیفہ آدمیت کا
نہ پھوٹا ان کے چشموں سے خلوص و عشق کا پانی!
نہ ان سے ہو سکی خدمت کوئی ابنائے عالم کی
نہ دیکھی ان کے سینوں نے وفا کی سوختہ جانی
اگائی جا سکی ان سے نہ کھیتی کوئی تقویٰ کی
اٹھائی جا سکی ان سے نہ محنت کی گراں جانی!
مسیح وقت کی تکفیر ہی ان کا مقدر ہے
جو کچھ سِکّوں کے بدلے بیچ دیتے ہوں مسلمانی

(مکرم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی)

صراط مستقیم - (قیصر ملک)

ہوں تہتر سارے حق پر چپقلش کے باوجود
بات یہ تسلیم کر سکتی نہیں عقل سلیم
اب بہتر نے الگ ہو کر یہ واضح کر دیا
کون سے فرقے کا مسلک ہے صراط مستقیم

امت مسلمہ کے نام کھلا خط

﴿از قلم: مکرم محمد عبدالماجد صدیقی ۔ پیس ویلج﴾

مکرم ومحترم ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

آج میں آپ سے اُمت مسلمہ کے تعلق میں براہِ راست گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ نہایت خلوص و محبت اور کھلے دل کے ساتھ کیونکہ جو دکھ اور درد میں اپنے دل میں امت مسلمہ کے لئے رکھتا ہوں بلکہ ہروہ مسلمان جس کے دل میں اسلام کی محبت اوراس کی وفاداری ہے وہ بھی اسی قسم کا غم اور درد اپنے دل میں رکھتا ہوگا۔ کیونکہ آج اسلام اور اُمت محمد یہ کی جو حالت زار اور بے بسی ہے اور ایک خوف کی حالت طاری ہے اسکو ہر کوئی محسوس کرتا اور مشاہدہ کررہا ہے۔ ہر مسلمان دیکھ رہاہے کہ امریکہ کس طرح مسلمانوں کو بے آبرو کررہا ہے۔ جس کا اندازہ کرنا کسی کے احاطہ تصور میں نہیں آسکتا۔ اور کس طرح مسلمانوں کا جانی ، مالی اورعزت کا نقصان ہو رہا ہے وہ نا قابل تلافی ہے۔ کم ازکم جو مالی اور معاشی نقصان پہنچا ہے اس کی بحالی کے لئے کوئی سال دو سال نہیں بلکہ کئی صدیاں لگ جائیں گی۔ کیونکہ افغانستان اورعراق کی بربادی کے بعد اب مسلمان ملک ایران کی باری ہے۔ اور بش کا اعلان ہے جو وہ دنیا کودے رہا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان حکومتوں نے اپنی عوام کو غلام بنایا ہوا ہے۔ میں ان کو آزاد کراکر اور جمہوریت سے ہمکنار کرانا چاہتا ہوں۔

دوسری طرف عالم اسلام پر نظر کریں، تو مسلمانوں میں نہ تو اتحاد و اخوت ہے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں۔ بلکہ ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے میں مصروف ہیں۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ اسکی اصل اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنی تعلیمات کو ردی کے کاغذ یا کتاب سمجھ کر اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینکا ہوا ہے۔ اوردنیا کی چمک دمک میں گم ہو گئے ہیں۔ مزید افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ ہر مسلمان حکومت نے سوائے کسی ایک یا دو کے ہر ایک نے امریکہ کو اپنا قبلہ بنایا ہوا ہے بجائے اس کے کہ وہ خدائے قدوس جو ساری کائناتوں کا بلاشرکت غیرے مالک ہے اور مقتدر ہے اسکی پناہ میں آتے جو خالق حقیقی ہے۔ جس نے تمہیں پیدا فرمایا اور اپنی بے شمار نعمتوں اور فضلوں سے تمہیں نوازا تم اسکو چھوڑ کر انسانوں کو خدا کی جگہ بیٹھانا چاہتے ہو جو وہ خود پیدا کئے گئے؟ سورہ ال عمران آیات ۱۰۳، ۱۰۴ میں فرمایا گیا ہے۔

ترجمہ ’’اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہر گز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔ اور اللہ کی رسی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور اسکی نعمت سے تم بھائی بھائی ہوگئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں بچا لیا اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شاید تم ہدایت پا جاؤ‘‘

پھر آیت نمبر ۱۰۲ میں نصیحت فرماتا ہے کہ:-

ترجمہ’’ او ر ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو الگ الگ ہوگئے اور انھوں نے اختلاف کیا۔ بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلے کھلے نشانات آچکے تھے۔ اور وہ جن کے لئے بڑا عذاب (مقدّر) ہے۔‘‘

خداتعالیٰ کی مندرجہ بالا نصیحت اور انذار کے بعد بھی ہم نے آپس میں تفرقہ پیدا کر لیا اور پھر سے ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔

حالانکہ ہم اللہ کو واحدہٗ لاشریک مانتے ہیں۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنا آقا اور مولا مانتے ہیں۔ اور خدا کے کلام قرآن کریم کو اپنا مکمل ضابطہ حیات جانتے ہیں۔ مگر افسوس صد افسوس کہ ہمارا یہ ماننا صرف زبان کی حد تک ہے مگر ہمارا عملی خانہ بالکل خالی ہے۔ اے کاش اگر ہم ان مانی ہوئی باتوں پر عمل بھی کر لیتے تو آج اِن نا مساعد اور نا قابل دفاع حالات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے اور ہر مسلمان کے دل میں پیدا ہوتا ہوگا ! کہ اس امت مرحومہ کو پھر سے ایک ہاتھ پر جمع کر کے اس کو اُمت واحدہ بنا دیا جاتا۔ آج ساری دنیا میں ایک صحیح ایک بٹہ چار ارب مسلمان بستے ہیں کیا اتنی بڑی جمعیت میں سے کوئی بھی ایسا ذی ہوش عقلمند اور دین کا سچا علم رکھنے والا نہیں جو اس ذمہ داری کو اپنے سر پر لے سکے۔ مگر ہمیں ایسا کوئی نظر نہیں آتا۔ ٹھنڈے دل اور دماغ سے سوچیں کہ اس امت کے لئے کوئی ایسا موثر حل نظر آتا ہے۔ جسکے ذریعہ یہ بکھری ہوئی خانہ برباد اُمت پھر سے متحد ہوکر اپنے مقصد حیات کے حصول میں محو ہو جائے؟

ظاہری طور پر کسی میں اتنی اہلیت و طاقت نہیں کہ اس عظیم ترین کام کو سر انجام دے سکے۔ میں اس مشکل ترین حل کو خدا کے کلام اور حضور اکرم ﷺ کے ارشادات اور اسوہ حسنہ کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور عالم اسلام کے ہر فرد واحد سے نہایت عاجزی اور فروتنی اور دل کی گہرائیوں سے یہ درخواست کرونگا کہ وہ ان باتوں کو جو خدا اور اس کے رسولؐ نے کہیں اور ان ہی کے واسطہ سے ہی عرض کروں گا۔ کہ اگر آپ اللہ اور رسولؐ کو برحق مانتے ہیں تو انکی نصائح اور احکامات کو جو ہماری اس دینوی اور ہماری اُخروی زندگی کو کامیاب اور کامران بنانے والی ہیں اور ہمیں اس تاریکی اور خوف سے نکال کر روشنی اور سکون عطا کرنے والی ہیں کیوں نہ ہم ان پر عمل کر کے خدا اور اسکے رسول کی خوشنودی حاصل کریں۔ اور یہی ہماری دعا ہے۔ عام مسلمان جو برصغیر سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک طویل عرصہ ہم نے ہندوں کے ساتھ یعنی ہندو معاشرہ کے ساتھ اور پھر علماء کرام نے قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی کچھ ایسی تفاسیر وتشریحات فرمائیں جو اصل مضمون سے ہٹ کر ہیں۔ مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ پہلے کلام کرتا تھا اب نہیں کرتا ، یا حضرت عیسٰی علیہ السلام چوتھے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور کبھی آخری زمانہ میں وہ نزول فرما کر اُمت مسلمہ کی اصلاح فرمائیں اور کافروں کا قتل کریں گے وغیرہ وغیرہ۔ ایک اور بنیادی بات وہ یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی اور کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ یہ ایسے عقائد ہیں جن کا رد قرآن کریم اور احادیث مبارکہ خود کرتی ہیں۔ اور اسکے علاوہ آنحضرت ﷺ کی وہ پیشگوئیاں جو آپؐ نے آخری زمانہ کے مسلمانوں اور علماء کے بارے میں فرمائیں اور ساتھ ہی اسلام کی فتح اور اسکے عالمی غلبہ کے بارے میں بھی فرمائیں۔

اب میں پہلے قرآن کریم کی تعلیمات کا ذکر کروں گا۔ اور پھر درخواست کروں گا کہ خدا ، اور اسکے رسول کی بیان کردہ تعلیمات پرغور اور تدبر کریں کہ ان تعلیمات پر عمل کرنے سے ہی اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوگی۔ اور ایک بار پھر وہ اپنی پوری شان او ر جلال کے ساتھ دنیا میں ظاہر ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سب سے پہلے قرآن کریم کی پہلی سورت کو یعنی سورہ فاتحہ کو لیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مختصر سورت میں مسلمانوں کو کیا نصائح فرمائی ہیں۔ اس سورت مبارکہ کو خدا نے اپنے اور بندوں کے درمیان نصف نصف بانٹ دیا ہے۔ اول نصف حصہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بنیادی صفات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ جو رب ،رحمٰن ،رحیم اور مالک یوم الدین

پر مشتمل ہیں۔ ان صفات کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کے بندے بھی ان صفات کو اپنائیں کیونکہ ایک چھوٹے دائرے میں جو اسکا گھر ہے اپنے اہل وعیال کے لئے صفت رب کی ایک محدود حد میں طاقت رکھتا ہے۔ رب کے معنی پرورش کرنے والا جو انتہائی کمزوری کی حالت سے طاقتور حالت کی طرف لے جانے والا ۔ پھر صفت رحمانیت میں بھی انسان ایک تعلق رکھتا ہے ۔ رحمٰن کے معنی بن مانگے دینے والا۔ اسی طرح انسان بھی اپنی اولاد کی پرورش کرتا ہے۔ کیونکہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس میں کوئی احساس نہیں ہوتا کہ وہ اپنی ضروریات کو بتائے یا طلب کرے بلکہ ماں باپ خود ہی اس کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے اس کے پیدا ہونے سے پہلے ایسے تمام انتظامات کر لیتے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے سے پہلے اس کی تمام ضروریات کا انتظام فرما دیا تھا۔ مثلاً ہوا، روشنی ، پانی اور دیگر لاکھوں ضروری اشیاء جو انسانی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ضروری تھیں سب پہلے سے مہیا فرما دیں۔ اس کی صفت رحیمیت کا ذکر ہے رحیم کے معنی رحم کرنے والا۔ یہ ایسا رحم ہے کہ ایک کام کا جو عام صلہ ہوتا ہے اس سے بھی بڑھ کر بدلہ دینا۔ چنانچہ جب انسان کوئی اچھا اور نیک کام کرتا ہے اور اس کی نیت بھی نیک ہوتی ہے تو خدا اس کے اُس کام کے بدلہ میں اس کے عام بدلہ سے زیادہ دیتا ہے ۔ اسی طرح انسان بھی اس صفت میں شامل ہے اپنے اہل و عیال کے لئے اور دیگر لوگوں کے لئے بھی صفت مالکیت بھی انسان اپناتا ہے۔ اس دنیا میں جو کچھ بھی ہے اس کا اصل مالک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ۔ مگر اس دنیا میں انسانوں کو بھی خدا نے ایک حد تک شامل فرمایا ہے۔ گھر کا سربراہ یا حکومت کا سربراہ گھر یا حکومت کی بہتری کیلئے کچھ قواعد و قوانین وضع کرتا ہے اور جو کوئی ان قوانین کو توڑتا ہے یا ان سے تجاوز کرتا ہے وہ موجب سزا ہوتا ہے۔ انسان ایک مخصوص دائرہ کار میں اور اللہ تعالیٰ ساری کائنات اور خصوصاً انسان کے تعلق میں کیونکہ اس نے بھی قوانین بنائے ہیں اس میں ایک پہلو اور بھی ہے۔ وہ یہ کہ اگر کوئی شخص غلطی کرکے اقرار کرتا ہے کہ دوبارہ اس غلطی کو نہیں دوہرائے گا تو ایسی صورت میں اسکو معافی بھی مل سکتی ہے۔ اس میں مزید ایک راز مخفی ہے کہ اللہ سزا دینے میں بہت دھیما ہے۔

اسکے بعد بندوں کو نصیحت فرمائی کہ تم ہمیشہ ہی میری عبادت کرو اور ہمیشہ ہی مجھ سے مدد مانگتے رہو۔ اس میں جو بنیادی اور اہم ترین نکتہ بیان فرمایا گیا ہے وہ خدا کی وحدانیت اور شرک سے اجتناب خواہ حالات کیسے ہی ہوں ہمیشہ ہی خدا سے چمٹے رہو اور کبھی اپنے دل میں خدا کے سوا کسی اور کو داخل نہ ہونے دو کہ صرف خدا کی ہی وہ واحد ذات ہے جو ہر قسم کی قوت اور طاقت رکھتا ہے اور اپنے بندوں کی اگر وہ خدا سے اپنے پیوند کو مضبوط رکھتے ہیں تو خدا بھی انکی اسی طرح مدد اور نصرت فرماتا ہے کہ عام دینوی نظر میں وہ ایک خوارق عادت معلوم ہوتی ہے ۔ ایسا کیوں کہ انسان بہت ہی کمزور ہے اور ہر قدم پر سہارے کا محتاج ہے اسی طرح خدا نے یہ تاکید فرمائی کہ تم صرف مجھے ہی سہارا بناؤ کہ میں ہی تمہاری کمزوریوں کو دور کر کے تمہیں طاقت بخش سکتا ہوں اور تمہارے گناہوں کو معاف کر سکتا ہوں اور اپنے انعامات سے تمہیں نواز سکتا ہوں۔

اسی سورہ میں ایک اہم اور بنیادی دعا کی تاکید فرمائی کہ اے میرے خدا ہمیں ہمیشہ صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت فرماتا رہ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام فرمائے اور اُن لوگوں کے راستہ پر نہ چلا جو تیرے غضب کے موجب ہوئے یا گمراہ ہوئے۔ اور اس دعا کو ہر مسلمان ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھتا ہے ۔ اور ان انعامات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام کی سورہ النساء کی آیت نمبر ۷۰ میں فرمایا ہے ترجمہ ”اور جو بھی اللہ کی اور اس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے یہی وہ لوگ ہیں جو آپس میں بہترین دوست ہیں“ اللہ تعالیٰ کے اس واضح بیان کے بعد اسباب پر اڑ جانا کہ نبوت کا دروازہ بند ہے اور اب کوئی اور کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ حالانکہ یہ صرف اور صرف خدا کا اختیار ہے کہ وہ کس کو اور کونسا انعام عطا فرمائے۔ اس بارہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی ہے،

ترجمہ ”اور جب اسکے پاس کوئی نشان آتا ہے وہ کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ ہمیں ویسا ہی (نشان) دیا جائے جیسا (پہلے) اللہ کے رسولوں کو دیا گیا تھا۔ اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے کہ اپنی رسالت کا انتخاب کہاں کرے جو لوگ جرم کرتے ہیں انہیں یقیناً اللہ کے حضور ذلت پہنچے گی اور سخت عذاب بھی بسبب اس کے جو وہ مکر کرتے رہے۔ (سورہ الانعام آیت ۱۲۵) اسی تعلق میں سورہ جمعہ آیت نمبر ۴/ ۵ میں فرمایا ”اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے یعنی محمد ﷺ کو مبعوث کریگا) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا اور صاحب حکمت ہے یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے“ ہرگز کسی انسان کو کوئی حق ہی نہیں کہ اللہ کے کسی فعل پر اعتراض کرے اور نہ ہی اس میں اتنی طاقت ہے کہ خدا کو کسی کام کے کرنے سے روک سکے۔

اس تعلق میں حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ بھی بہت غور کے قابل ہے۔ اس حدیث کے راوی حضرت خزیفہؓ ہیں ترجمہ ”حضرت خزیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذاء رساں بادشاہت قائم ہوگی ۔(جس سے لوگ دل گرفتہ اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے“ (مسند احمد ص نمبر ۲۷۳، مشکوۃ باب الانزار والتحذیر)

جیسا کہ آپ نے پڑھا مندرجہ بالا حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی ہے کہ آخری زمانہ میں پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی اور یہ خلافت نبوت کا تتمہ ہوگی اور آپؐ کا خاموش ہونا اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ یہ سلسلہ خلافت تا قیامت جاری رہے گا۔ اب یہ فیصلہ خود کریں کہ جو باتیں علماء نے بیان کیں ہیں وہ سچ ہیں یا کہ وہ باتیں جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول نے فرمائیں وہ حق اور سچ ہیں۔ یقیناً صرف وہ باتیں اور تشریحات جو خدا اور اس کے رسول نے کی ہیں وہی اور صرف وہی حق اور سچ ہیں۔ اور ایک مسلمان ہونے کے ناطے وہی باتیں قابل قبول ہیں کیونکہ ہم خدا اور اسکے رسول پر ایمان لاتے ہیں ۔ اسی سلسلہ خلافت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام سورہ النور آیت نمبر ۵۶ میں فرمایا:

> ترجمہ ”تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انھیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے ان کے دین کو جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انھیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام سے فائدہ اٹھانے والوں کے لئے ایک شرط رکھی ہے وہ یہ کہ وہ انسان متقی ہو جیسا کہ سورہ البقرہ کی دوسری آیت مبارکہ میں فرمایا۔

> ”الف لام میم ، یہ وہ کتاب ہے جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں صرف متقیوں کو ہدایت دیتی ہے۔“

اسی مضمون کو سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۳ میں بڑے واضح الفاظ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

> ”ہم قرآن میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو شفاء ہے اور مومنوں کے لئے رحمت ہے اور وہ ظالموں کو گھاٹے کے سوا کسی اور چیز میں نہیں بڑھاتا“

(جاری ہے ....)

ایک نافع الناس وجود پر بہتان طرازی

پچھلے دنوں ہفت روزہ ''کارواں'' ٹورنٹو میں عالمی مدبّر ایک نیک اور نافع الناس وجود محترم الحاج چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کے متعلق محترم خواجہ اصغر کاشمیری صاحب کا ایک مختصر نوٹ کیا شائع ہوا کہ مذہبی تعصّب کے ماتوں کے سینوں میں جیسے بغض و عناد کے الاوَ جل اٹھے اور چوہدری صاحب کی شخصیت پر بہتان طرازیوں کی چاند ماری شروع کر دی گئی۔ ایک ایسے ہی بغض و عناد پر مبنی مراسلے کے جواب میں بھجوایا جانیوالا جوابی آرٹیکل جو کارواں میں بوجوہ شائع نہ کیا جاسکا۔ (مکتوب نگار)

24 فروری کے کارواں میں رفیق احمد ''اختر'' کا سڈنی آسٹریلیا سے بھجوایا گیا مراسلہ مدیرِ محترم کے خصوصی نوٹ کیساتھ نظر نواز ہوا۔ مدیرِ محترم کے نوٹ میں یہ فقرہ پڑھ کر خاکسار پر گویا حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے کہ ''رفیق احمد اختر کا مراسلہ بادی النظر میں کسی تعصب کا نتیجہ نظر نہیں آتا۔'' مدیرِ محترم کی خدمت میں بصداحترام عرض ہے کہ مذکورہ مراسلے کو چاہے کسی جہت یا نظر سے پڑھ دیکھئے، مراسلہ نگار کا بغض و عناد چھپائے نہیں چھپ رہا۔ لفظ لفظ سے تعصّب و عداوت کا لاوا ابلتا دکھائی دے رہا ہے۔ اس بغض و عناد اور قائد اعظم کے ایک معتمد ساتھی، تحریکِ پاکستان کے ایک جیّد و بےلوث خادم صوفی منش انسان پر لگائے گئے بہتانات کا پوسٹ مارٹم میں آئندہ سطور میں کروں گا۔ مدیرِ محترم کا یہ مؤقف راقم سمجھنے سے قاصر ہے کہ جب خواجہ اصغر کاشمیری صاحب کے آرٹیکل کے ردِ عمل میں دو مخالفانہ مراسلے شائع کرنے کے ساتھ بحث بند کر دی گئی تو بات ختم ہوگئی۔ اب اتنے عرصے بعد (چاہے حالیہ مراسلہ تاخیر سے بھی ملا ہو) یہ تیسرا مراسلہ جو سراسر بہتان طرازیوں اور کردار کشی کا مرقع ہے شائع کرنا، کیا گڑھے مُردے اکھاڑنے والی بات نہیں....؟! انصاف اور غیر جانبدارانہ صحافتی اصولوں کی پاسداری کے تقاضوں کے پیشِ نظر خاکسار امید رکھتا ہے کہ ''ضربِ مومن'' کے حامل دلیر مدیرِ محترم یہ سطور بھی شائع فرمائیں گے تا کہ تصویر کے دونوں رُخ قارئین پر عیاں ہوسکیں۔

اب چند استفسار (مگر انتہائی معذرت کیساتھ) مراسلہ نگار رفیق احمد صاحب ''اختر'' سے کرنا چاہتا ہوں۔ رفیق احمد صاحب کیا اس بات کی وضاحت حلفیہ بیان کرنی پسند فرمائیں گے کہ انہیں اپنے نام کو چھپانے کیلئے یکا یک ''اختر'' کا لاحقہ لگانے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی؟ کیا آپ وہی رفیق احمد نہیں جو مسی ساگا سے ہر ہفتے ٹورنٹو کے ایک دوسرے ہفتگی پرچے کے میگزین میں بھی باقاعدگی سے لکھتے ہیں۔ چونکہ حال ہی میں موصوف سڈنی آسٹریلیا یاترہ پر بھی تشریف لے گئے تھے لہذا متذکرہ مراسلہ وہیں سے مگر نام میں قدرے تبدیلی کر کے لکھا تا کہ عام قاری کو پتہ نہ چل سکے کہ موصوف اردو ٹائمز والے ہی لکھاری ہیں۔ (ویسے واضح رہے کہ موصوف کا اصل نام رفیق اختر ہی ہے اور یہ صاحب ایک نہایت مخلص احمدی مکرم کیپٹن ڈاکٹر محمد رمضان مرحوم محلّہ دارالصدر غربی ربوہ کے بگڑے ہوئے صاحبزادے ہیں۔ کیپٹن ڈاکٹر رمضان صاحب کی ایک کتاب بعنوان: ''سوزوسازِ زندگی'' ایمان افروز واقعات پر مبنی پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے) یہ حضرت، جماعتِ احمدیہ کے وقار کے منافی حرکتوں کی بنا پر غالباً نظامِ جماعت سے نکالے ہوئے ہیں لہذا چوہدری ظفراللہ خان صاحب یا جماعت کے بزرگوں پر موصوف کے نوکِ قلم سے افتراء سازی اور عداوت کے خمیر میں گندھی الزام تراشی کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ راقم الحروف کو موصوف کی ذہنیت کا اندازہ ان کے گذشتہ سال چھپنے والے چند کالموں سے ہوا۔ جسمیں ایک میں طہران (ایران) میں شاہ ایران کے زمانے میں اپنے سفرِ طہران کے دوران وہاں کے قحبہ خانوں کی خصوصی یاترہ اور وہاں کی ستم پیشہ عورتوں کے اطوار و خدوخال کی بابت ''مشاہداتی'' تبصرہ آرائی تھی۔ جسے پڑھ کر آغا شورش کاشمیری کی کتاب ''اُس بازار میں'' یاد آ گئی جس کے متعلق ایک مرتبہ مولانا کوثر نیازی نے اپنے پرچے ہفت روزہ شہاب میں لکھا تھا کہ یہ کتاب شورش کے ذاتی ''مشاہدات و تجربات'' کا نچوڑ ہے۔ موصوف نے ایک دوسرے کالم میں جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کے متعلق یہ دلآزار بہتان لکھ کر اپنی عامیانہ ذہنیت مزید عیاں کر دی کہ مرزا صاحب اپنے بچوں کے ناموں تک سے ناواقف تھے۔ حالیہ مُراسلے میں موصوف نے چوہدری محمد ظفراللہ خان جیسے درویش صفت اور نافع الناس انسان پر اردو ٹائمز کے صفحات سیاہ کرنے والا اپنا عمومی نام چھپا کر قلمی غلاظت کے چھینٹے اڑائے تو تاریخ کا ادنیٰ طالبِ علم ہونے کے ناطے اس بہتان طرازی و کذب بیانیوں کا تجزیہ کرنے کیلئے مجبوراً قلم اٹھانا پڑا ہے۔

اردو کا محاورہ ہے کہ برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے۔ شہد کی مکھی پھولوں پر بیٹھتی ہے تو شہد جیسی پاکیزہ اور مصفّا چیز پیدا کرتی ہے جسمیں انسانوں کیلئے شفا ہے اور اسی لئے قرآن حکیم میں شہد کی مکھی پر بھی، وحی نازل کرنے کا ذکر آیا ہے۔ اس کے برعکس کچھ لوگ اپنی بدنیتی کے ہاتھوں ہمیشہ برائی کو ڈھونڈنے کے شائق ہوتے ہیں بالکل اس مکھی کی طرح جو غلاظت و گندگی پر بیٹھتی ہے اور پورے جسم کو چھوڑ کر صرف زخم کا انتخاب کرتی ہے!

مجسّمِ انکسار انسان پر رعونت پسندی کے الزام کا موازنہ

موصوف نے چوہدری صاحب کی کردار کشی کی خاطر الزام لگایا ہے کہ چوہدری صاحب کے رویّے میں اپنے دنیاوی رتبے کے باعث رعونت کا عنصر نمایاں ہوتا تھا اور اخبار نویسوں سے بدتمیزی سے پیش آتے۔ چوہدری صاحب پر اس بہتان کا موازنہ پاکستان کے مشہور مزدور شاعر، صحافی، قلمکار جناب احسان دانش مرحوم کے اس قلمی خاکے یا مشاہدے سے کیجئے۔ احسان دانش اپنی خودنوشت ''جہانِ دانش'' کے دوسرے حصہ ''جہانِ دگر'' میں چوہدری صاحب کی سیرت بالخصوص انسان دوستی کے متعلق اپنے ذاتی مشاہدہ میں رقمطراز ہیں:-

''جہاںتک ملک کی عظمت کا سوال ہے چوہدری ظفراللہ خان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ عالمی عدالت کے معروف جج رہ چکے ہیں اور آج بھی ایک بلند منصب پر ہیں اور پاکستانی کہلاتے ہیں۔ انہوں نے میری کتاب جہانِ دانش پڑھ کر مجھے اپنے ہاں چائے پر مدعو کیا میں عبدالرشید تبسم کی معیت میں ان کے یہاں گیا۔ اس طویل ملاقات میں انہیں میں نے پاکستان کا خیر خواہ پایا اور انسانیت کا اعلیٰ مربی۔ انہوں نے اپنی کتاب ''تحدیثِ نعمت'' عنایت فرمائی جو مہینوں میری مطالعہ کی میز پر رہی.... تین چار روز گزرے ہوں گے کہ میں ایک مذاکرے میں انجینئر نگ یونیورسٹی گیا ہوا تھا رات کو واپس آیا تو معلوم ہوا کہ چوہدری ظفراللہ صاحب تشریف لائے تھے وہ ایک کتاب دے گئے ہیں اس کتاب کا نام ہے ''میری والدہ'' جو انہوں نے اپنی والدہ کے متعلق لکھی تھی۔ کیا بتاؤں کس قدر افسوس ہوا اور ایسا محسوس ہوا کہ جیسے محبوب کواڑوں پر دستک دے کر گذر جائے اور ہاتھ کے نشان روشنی اور خوشبو دیتے ہیں۔ ایسے مخلص بزرگ اب کہاں؟'' (جہانِ دگر۔ صفحہ: 78)

پاکستان کے مزدور شاعر و صحافی جناب احسان دانش مرحوم اور مسی ساگا کے مذکورہ قلمکار (جس کے بیشتر سیاحتی کالموں کی تان بالعموم قحبہ خانوں کے طواف و تعارف پر ٹوٹتی ہے) کی مشاہداتی تحریرات پڑھ کر افتخار امام صدیقی کا یہ شعر یاد آ گیا ہے ؎

وہ لوگ کیا تھے جو دشمنی میں وقار رکھتے تھے دوستی کا
یہ لوگ کیا ہیں جنہیں سلیقہ نہ دوستی کا نہ دشمنی کا

اپنی ذات کی نفی

چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی شخصیت اور اعلیٰ کردار پر ابتک بے شمار

مضامین اور کتب شائع ہو چکی ہیں۔ لندن میں جماعت احمدیہ کی مسجد کے ایک سابق امام بشیر احمد خان رفیق صاحب کو چوہدری صاحب کے ہمسائے میں رہنے کا طویل عرصہ ملا۔ انہوں نے اپنے آنکھوں دیکھے مشاہدات و واقعات پر مبنی چوہدری صاحب کے متعلق کتاب شائع کی ''محمد ظفراللہ خان ۔ چند یادیں'' جس میں چوہدری صاحب کی انکساری اور مخلوقِ خدا کیلئے ہمدردی کے بے شمار واقعات تحریر کئے ہیں۔ بشیر خان رفیق صاحب لکھتے ہیں کہ چوہدری صاحب نے اپنے نفس کو اپنا اس قدر مطیع کیا ہوا تھا کہ یہ صحیح معنوں میں اپنی مثال آپ ہے۔ ایک مرتبہ یورپ کے ایک صاحب نے آپ کو خط لکھا اور اس بات پر شکوہ کیا کہ آپ ان کے ملک تشریف نہیں لاتے۔ خط کے آخر پر لکھ دیا کہ شائد آپ اس وجہ سے ہمارے پاس تشریف نہیں لاتے کہ آپ بڑے آدمی ہیں اور ہم کم حیثیت کے ہیں وغیرہ۔ چوہدری صاحب کو خط کے اس آخری فقرے سے سخت تکلیف ہوئی۔ اگلے دن آپ نے ان صاحب کے نام ایک خط لکھ کر پوسٹ کرنے کو دیا اور (خان رفیق صاحب سے) کہا کہ بے شک آپ بھی اسے پڑھ لیں۔ خان رفیق صاحب لکھتے ہیں کہ خاکسار نے خط پڑھا اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں یہ خط پڑھ کر سر سے پاؤں تک کانپ گیا۔ چوہدری صاحب نے خط میں ان کے پاس نہ جا سکنے کی معذرت کرنے کے بعد لکھا تھا کہ جب میں آپ کے خط کے اس فقرے پر پہنچا کہ میں اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہوں تو میں نے اپنے آپ سے سوال کیا کہ ظفراللہ خان! تم اپنے نفس کو اچھی طرح ٹٹول کر جواب دو کہ تمہاری حیثیت کیا ہے۔ چنانچہ میرے نفس نے جواب دیا ہے کہ میری حیثیت درحقیقت کیا ہے اور وہ جواب یہ ہے کہ میرے نفس نے مجھے مخاطب ہوتے ہوئے کہا ہے کہ ظفراللہ خان! تیری حیثیت ایک مرے ہوئے کتے سے بھی بدتر ہے۔ تم میں کوئی بڑائی نہیں جو کچھ تمہیں ملا ہے وہ محض فضل خداوندی ہے۔ (محمد ظفراللہ خان ۔ چند یادیں صفحہ:54)

علماء کی تضحیک کا الزام

مراسلہ نگار نے چوہدری صاحب پر جماعت احمدیہ کے ایک واقفِ زندگی مبلغ کو (مبلغ موصوف کو چھوٹے قد کی بنا پر) مذاق کا نشانہ بنانے کا بہتان بھی دھرایا ہے۔ یہ بھی موصوف کی پست ذہنیت کا آئینہ دار اور افتراء سازی کا شاہکار ہے۔ چوہدری صاحب نے جماعت احمدیہ کے مربیان سمیت ہر مسلک کے علماء کے ساتھ ہمیشہ عزت و احترام کا سلوک رکھا۔ اس ضمن میں ایک مربیِ سلسلہ احمدیہ خان بشیر احمد رفیق ہی کا تحریر کردہ واقعہ ملاحظہ ہو:۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ آپ کے دِلّی میں قیام کے زمانہ کے ایک باورچی نے جو اب لندن میں مقیم ہے آپ کو کھانے کی دعوت دی جو آپ نے قبول فرمالی۔ خاکسار (خان رفیق) بھی اس دعوت میں شریک تھا۔ غریب باورچی خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا کہ چوہدری صاحب نے اس کی دعوت کو شرفِ قبولیت بخشا تھا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد جب ہم کار کی طرف چلے تو مذکورہ باورچی نے ایک تھیلا خاکسار کو پکڑاتے ہوئے کہا کہ اس میں مُرغ مسلّم ہے اور یہ محترم چوہدری صاحب کیلئے ہے۔ چوہدری صاحب نے یہ بات سن لی۔ وہیں کھڑے ہو گئے۔ تھیلا جھپٹ کر میرے ہاتھ سے لے لیا اور باورچی سے مخاطب ہو کر فرمایا! تم نے بڑی گستاخی کی ہے۔ امام صاحب برطانیہ میں جماعت احمدیہ کے نمائندہ ہیں اس لحاظ سے میں ہر وقت ان کے ماتحت ہوں۔ تمہیں یہ تھیلا انہیں نہیں پکڑانا چاہیئے تھا۔ ان کا احترام لازم ہے۔ حضرت چوہدری صاحب باورچی کو یہ نصیحت کر رہے تھے اور میں شرم سے زمین میں گڑا جا رہا تھا۔ بھلا چوہدری صاحب کے سامنے میری کیا حیثیت۔

(محمد ظفراللہ خان ۔ چند یادیں صفحہ:56)

اپنے محکمہ میں احمدی افراد کی بھرتی کا الزام

مراسلہ نگار نے ایک الزام یہ لگایا ہے کہ چوہدری صاحب نے اپنی وزارت کے ایام میں احمدی افراد کو بھرتی کروایا۔ اس الزام کا جواب ٹھوس دستاویزی حقائق کی روشنی میں خود چوہدری صاحب کی زبانی سنیئے۔ جو انہوں نے اپنے ایک انٹرویو کے دوران لاہور کے مشہور اشاعتی ادارے آتش فشاں پبلیکیشنز کے مدارالمہام منیر احمد منیر کو دیا تھا۔ جو ماہنامہ آتش فشاں کے مئی 1981ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ سوال اور جواب ملاحظہ ہو:۔

''سوال: کہا جاتا ہے کہ چودھری ظفراللہ خان جب فارن منسٹر تھے تو انہوں نے فارن آفس میں اپنے ہم عقیدہ لوگوں کو خوب بھرتی کیا۔ اس طرح اقرباپروری کے مرتکب ہوتے رہے؟

جواب: اقرباپروری تو رہی ایک طرف میں نے اپنے اختیارات کے تحت وزارت خارجہ میں کسی ایک افسر کا تقرر بھی نہ کیا۔ کیونکہ فارن سروس کا تو وجود نہیں تھا۔ اسے ہمیں خود ہی بنانا تھا۔ اس لئے ہر گریڈ کے لئے بھرتی شروع ہوئی اور جہاں جہاں سے مناسب آدمی آئے تھے۔ ہم نے انہیں لیا۔ لیکن پبلک سروس کمیشن کی سفارش و تصدیق پر۔ میرا کسی کی تقرری میں ذاتی دخل نہیں ہوتا تھا۔ میرے وقت میں فارن منسٹری میں جو بھی کوئی احمدی بھرتی ہوا وہ تقسیم سے عین پہلے جو امتحان ہو چکے تھے۔ ان کے انتخاب کے نتیجے میں آیا۔ میرے ذہن میں تو اس وقت ایک ہی ہے، یا دو ہیں۔ ایک آفتاب احمد خان، یہ پہلے منتخب ہو چکے ہوئے تھے۔ میرا ان کی تقرری میں قطعاً کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ اور نہ مجھے اس وقت پتہ تھا کہ یہ احمدی ہیں۔ تقرری کے جلد ہی بعد چار نئے افسر لیئے گئے تھے۔ مجھے ملنے کے لئے آئے۔ اُن میں یہ بھی تھے۔ آئے اور چلے گئے۔ اس کے بعد جمعہ کی نماز میں میں نے انہیں دیکھا۔ بعد میں مجھے ملنے آئے میں نے پوچھا۔ آپ ہماری مسجد میں کیسے آ گئے۔ انہوں نے کہا میں احمدی ہوں۔ ان کے احمدی ہونے کا مجھے اس طرح پتہ چلا۔ اس کے بعد قاضی محمود شفقت ہوئے۔ وہ بھی مقابلے کے ذریعے پوسٹل سروس میں آ چکے تھے۔ پبلک سروس کمشن نے انہیں فارن منسٹری کے لیئے ریکمنڈ کیا۔ کیونکہ ہم نے انہیں کہا ہوا تھا کہ ہمیں ضرورت ہے۔ جب وہ ریکمنڈ کر دیتے تو سیکرٹری مجھے اطلاع کر دیتا تھا۔ میں یہاں ہوتا تو یہاں، باہر ہوتا تو وہاں، اطلاع بھیج دیتا تھا کہ یہ لوگ ریکمنڈ ہوئے ہیں۔ البتہ ایک کیس مجھے یاد ہے ایک امیدوار مجھے ملنے آیا کہ میری درخواست ہے۔ یہ ہے وہ ہے۔ میں نے کہا پبلک سروس کمیشن تمہیں ریکمنڈ کرے گا تو رکھ لیں گے۔ لیکن اس نے جا کر سیکرٹری سے کہا کہ میں وزیر صاحب سے ملا ہوں انہوں نے کہا ہے کہ ریکمنڈیشن تو جب آئے گی دیکھیں گے۔ فی الحال اس کی تقرری کر دو۔ سیکرٹری نے مجھے فون کیا میں نے اسے کہا کہ اب اگر اس کی ریکمنڈیشن آجائے تو بھی اسے نہ رکھنا۔ اس لیئے کہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ غالباً نہرو آنے تھے کہ میں ان کے استقبال کے لئے ائرپورٹ پر گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ آدمی بھی لائن میں ہے۔ آغا مصطفیٰ اس وقت ہمارے پروٹوکول آفیسر تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیسے ہو گیا؟ پتہ چلا کہ میں اس وقت ملک سے باہر تھا۔ کہ چند نام آئے ان میں اس کا نام بھی آ گیا۔ کسی نے توجہ ہی نہیں دلائی میرے ذہن میں تو نہیں ہوتا تھا کہ اس کو کرنا ہے۔ اس کو نہیں کرنا ہے۔ اس طرح میری مرضی کے خلاف تو ایک ہو گیا۔ لیکن میرے کہنے پر کوئی نہیں ہوا۔

سوال: یہ شخص آپ کا ہم عقیدہ تھا؟

جواب: اگر یہ احمدی ہوتا تو میں اس کی اچھی طرح خبر لیتا۔ ایک اور بات آپ کو بتا دوں ہر منسٹر کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اپنا پرائیویٹ سیکرٹری اور پرسنل اسسٹنٹ خود مقرر کرے میں نے بھی اپنے اختیار کے تحت یہ دونوں اسامیاں خود پُر کیں۔ لیکن دونوں اصحاب غیر احمدی تھے۔ میں جتنی دیر وزیر خارجہ رہا یہی رہے سیکرٹری تھے فرحت علی اور پی اے کا نام اشتیاق حسین تھا۔ جو بعد میں فارن سروس میں چلے گئے۔ اور جب میں حج کے لیے گیا تو یہ جدّہ میں ہماری ایمبیسی میں تھرڈ سیکرٹری تھے۔

سوال: یہ تو الٹ معاملہ نکلا؟

جواب: ہاں بتائیں نام لے کے بتائیں۔ الزام جو لگاتے ہیں۔''

خاکسار یہی سوال رفیق احمد ''اختر'' سے کرتا ہے کہ چوہدری صاحب نے اپنے محکمہ میں کسی کو بھرتی کروایا تو نام بتاؤ اور ثابت کرو۔ اور اگر ثابت نہ کر سکے تو پھر یاد رہے کہ

ناک ڈبو لینے کیلئے فقط چلّو بھر پانی ہی کافی ہوتا ہے......!!

انسانیت کا بے لوث خادم

چوہدری صاحب نے اپنی ذات کیلئے تھوڑی سی رقم رکھ کر باقی تمام رقم کا ایک ٹرسٹ بنایا ہوا تھا جو ہر سال ہزاروں ہزار روپے (پچاس سے اسی ہزار تک) کے وظائف غریبوں، بیوگان، یتامیٰ اور طلبا کو دیتا تھا۔ آپ کا یہ فیض کسی مذہب وملت یا رنگ وقوم سے مخصوص نہ تھا۔ آپ کے جاری کردہ ٹرسٹ سے مسلمانوں کے علاوہ سکھوں، ہندوؤں، انگریزوں اور افریقیوں کی مالی امداد ہوتی رہی اور اب بھی جاری ہے۔

محکوم قوموں کا وکیل....عربوں کا اظہارِ احسان مندی

چوہدری صاحب نے اپنے وطن پاکستان کے علاوہ محکوم قوموں بالخصوص مسلم عرب ممالک کی آزادی کیلئے بھرپور کوششیں کیں چنانچہ یو این او کے پلیٹ فارم سے چوہدری صاحب کی چومکھی لڑائی یا مساعی سے لیبیا، سوڈان، الجزائر، مراکش، تیونس، صومالیہ وغیرہ نصف درجن عرب ممالک آزادی سے ہمکنار ہوئے۔ یہی وجہ تھی کہ اہلِ فلسطین نے اپنی عرب روایات کے پیشِ نظر چوہدری صاحب کو اپنے ہاں شادی کی پیشکش کی جسے چوہدری صاحب نے قبول کر لیا۔ مگر مراسلہ نگار نے اپنی پست گندی ذہنیت کا ثبوت دیتے ہوئے چوہدری صاحب پر بے ہودہ اور لغو الزام دھر دیا ہے۔ اردن، مراکش، تیونس، شام اور مصر نے چوہدری صاحب کو اپنے اپنے ممالک کے اعلیٰ ترین سول اعزازات سے نوازا۔ سلطان ابن سعود اور شاہ فیصل مرحوم نے چوہدری صاحب کو عمرے اور حج کیلئے شاہی مہمان کے طور پر بلایا اور آپ کیلئے مدینہ منورہ میں **رحمت العالمین، خاتم الانبیاء، سرکار دو عالم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے مقفّل دروازے خصوصی طور پر کھلوائے جہاں چوہدری صاحب نے شکرانے کے نوافل پڑھے۔**

آخر میں چوہدری صاحب کے متعلق چند تاثرات پیش ہیں۔

چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان مشاہیر و پریس کے تاثرات

قائداعظم نے فرمایا: ”میں اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے آنریبل سر ظفر اللہ خان کو ہدیہ تبرک پیش کرنا چاہتا ہوں وہ مسلمان ہیں اور یوں کہنا چاہیے کہ میں گویا اپنے بیٹے کی تعریف کر رہا ہوں مختلف حلقوں نے ان کو جو مبارک بادی ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔“ (ہماری قومی جدوجہد ۱۹۳۹ء صفحہ ۷۴) (از عاشق حسین بٹالوی)

باؤنڈری کمیشن میں قوم کی شاندار وکالت

نوائے وقت کے بانی جناب حمید نظامی نے ایک شمارہ میں باؤنڈری کمیشن کے حوالے سے حضرت چوہدری صاحب کے بارے میں لکھا!

”قائداعظم کی خواہش تھی کہ ظفر اللہ کمیشن کے سامنے ملت کے وکیل کی حیثیت سے پیش ہوں۔ اس لئے آپ نے بلا تامل یہ کام اپنے ذمہ لیا اور ایسی قابلیت سے سرانجام دیا کہ قائداعظم نے خوش ہو کر آپ کو یو۔این۔او میں پاکستانی وفد کا قائد مقرر کر دیا جس طرح آپ نے ملّت کی وکالت کا حق ادا کیا تھا اس سے آپ کا نام پاکستان کے قابل احترام خادموں کی فہرست میں شامل ہو چکا تھا۔ آپ نے ملک وملّت کی جو شاندار خدمات سرانجام دیں تو قائداعظم انہیں حکومت پاکستان کے اس عہدے پر فائز کرنے پر تیار ہو گئے جو بااعتبار منصب وزیراعظم کے بعد سب سے اہم اور وقیع عہدہ شمار ہوتا ہے۔ قائداعظم نے چوہدری صاحب کو بلا تامل پاکستان کا وزیر خارجہ بنا دیا۔“ (روزنامہ نوائے وقت ۲۴ اگست ۱۹۴۸ء)

سابق وزیراعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کے تاثرات

چوہدری صاحب عالمی عدالت انصاف کے صدر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے تو مسٹر بھٹو نے انہیں بایں الفاظ خراج تحسین پیش کیا:-

”آپ نے سال ہا سال تک اہل پاکستان اور بین الاقوامی برادری کی بے لوث خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے اس سیاسی تحریک کے ایک سرآوردہ رکن کی حیثیت سے جو برصغیر میں مسلمانوں کو ایک وطن دلانے پر منتج ہوئی اور اس سے بھی قبل ۱۹۳۱ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے آپ نے قیام پاکستان میں بہت نمایاں کردار ادا کیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد آپ نوزائیدہ مملکت کے پہلے وزیر خارجہ مقرر ہوئے اور سات سال تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ ان ابتدائی سالوں میں آپ نے پاکستان کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے میں بہت ہاتھ بٹایا حتیٰ کہ اس نئی مملکت کو دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ اور بین الاقوامی اجتماعات میں اس کی آواز پُر وزن اور وقیع شمار ہونے لگی۔ پاکستان کیلئے آپ کی خدمات یہاں تک محدود نہ رہیں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر کی حیثیت سے اور پھر عالمی عدالت کے جج کی حیثیت سے آپ نے نہ صرف مجموعی لحاظ سے بین الاقوامی برادری کی خدمت کی بلکہ ایسا کرنے میں آپ نے پاکستان کے عزو وقار میں بھی اضافہ کیا۔

میں پورے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں گونا گوں حیثیتوں کے اعتبار سے آپ کو بین الاقوامی برادری اور اقوام متحدہ میں عزوشرف کا جو مقام حاصل رہا ہے وہ یقیناً باعث افتخار تھا۔“ (پاکستان ٹائمز لاہور ۱۸ مارچ ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۲ اردو ترجمہ)

آخر میں چوہدری صاحب کی وفات پر کہے گئے معروف شاعر ثاقب زیروی (مدیر ہفت روزہ ”لاہور“۔ لاہور) کے چند اشعار

آیا تھا جس طرف سے مسافر چلا گیا — دل سے فریبِ زیست کے پردے ہٹا گیا
عالم پہ اپنی دھاک بٹھا کر چلا گیا — ظفر اللہ خاں! قائداعظم کا دستِ راست

(ناصر احمد ونیس۔ٹورنٹو)

Tel: 416-857-8725

آئینہ کیوں نہ لا کے تیرے روبرو کریں!

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی شخصیت کے متعلق تحریک قیامِ پاکستان کے بزرگ کارکن محترم بیگ حسن اختر (مسی ساگا) مدیر کارواں ٹورنٹو کے نام اپنے مکتوب میں رقمطراز ہیں: - (نوٹ: یہ وہ اصل اور مکمل خط ہے جو محترم بیگ صاحب نے بشمول نحن انصار اللہ، مذکورہ جریدے کو بھجوایا تھا مگر کارواں میں کافی کانٹ چھانٹ کے ساتھ شائع ہوا۔ ایڈیٹر)

”صحافیا!“

جناب ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ ”کارواں“ کینیڈا

”صحافیا صحافت“ بڑی دور ہے — جتنی کہ لمبی کھجور ہے
چڑھ جائیں گا پی ایں گا سوم رس — گر جائیں گا چکنا چور ہے“

معزز قارئین کرام--- السلام علیکم طالب خیریت بخیریت مندرجہ بالا صدا آج سے پورے اکسٹھ سال پہلے میں نے اپنے آبائی شہر لدھیانہ میں ایک گداگر کے منہ سے سُنی تھی جسمیں میں نے لفظ فقیرا کی جگہ پر ”صحافیا“ کی ترمیم اور فقیری کی جگہ پر ”صحافت“ کی ترمیم آج۔کی ہے اور آپکے سامنے پیش کیا ہے، اُس صدا کو کہ جو شاعرانہ رنگ و ترنگ لئے ہوئے ہے ایک مخصوص حلقہ فکر کیلئے.... الفاظ کے استعمال اور بندش پہ نہ جائیں بلکہ ان کے اندر چُھپی ہوئی ایک حقیقت اور ایک سچائی کی پرکھ کریں۔

عزیزانِ من: تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ آج بروز جمعہ مورخہ ۴ مارچ ۲۰۰۵ء کو میرے لئے میرے ایک عزیز ہفتہ وار اخبار ”کارواں“ کینیڈا کی مورخہ ۳ مارچ

۲۰۰۵ء کی ایک کاپی ساتھ لائے میرے پڑھنے کیلئے، اخبار کے کالم بعنوان ''کارواں سرائے'' میں شائع شدہ ایک خط کو، جس کا عنوان ہے ''چودھری ظفراللہ اور تاریخ'' جس کو لکھا ہے جناب محمد آصف منہاس صاحب آف ٹورنٹو نے اس تحریر کے جواب میں جو کسی گزشتہ شمارہ میں لکھی گئی تھی از طرف رفیق احمد / رفیق اختر صاحب آف مسی ساگا کے کہ جن کو میں اچھی طرح سے جانتا اور پہچانتا ہوں۔ اگر صاحب تحریر و قلم وہی ہیں تو میرا ان سے دیرینہ تعارف ہے اور ایک'' میرج لِنک'' (Marriage Link) بھی ہے کہ یہ میرے برادرِ نسبتی کے برادرِ نسبتی شوئی قسمت سے ہیں اور اسکے علاوہ خدا نخواستہ کوئی خاندانی یا خونی تعلق نہیں ہے کہ یہی ہے حرف آخر۔ موجودہ زیر نظر خط کی تحریر سے میں نے اصل تحریر کے نفسِ مضمون کا اندازہ لگایا ہے اور کچھ اخبار مہیا کرنے والے عزیز، جو اس مضمون کو پڑھ چکے ہوئے ہیں، کے بیان سے اخذ کیا ہے کہ کچھ دریدہ وہنی کی گئی ہے مرحوم و مغفور سر محمد ظفراللہ خان اول و سابقہ وزیر خارجہ پاکستان کی شان میں، جو اس دنیا میں اب موجود نہیں ہیں۔ استغفراللہ، استغفراللہ، استغفراللہ بمصداق اس کہاوت و مفروضہ کے کہ'' بڑے آدمی کو گالی دو، لوگ تمہیں اس سے بھی بڑا سمجھیں گے۔'' اگر یہ وہی رفیق احمد / رفیق اختر صاحب ہیں کہ جنکو میں نے اندازہ کیا ہے؟ تو میں ذاتی طور پر ہر'' دو فریقین'' سے متعارف ہوں اور بس اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ:-

''کہاں راجہ بھوج اور کہاں گنگوا تیلی''

اور بزبان فارسی ''چہ نسبت خاک رابعالم پاک''

نیز یہ کہ عقلمندوں کیلئے اشارہ کافی ہوتا ہے وگرنہ بزبان پنجابی:-

''پھجدیاں نوں وانٹھ اِکو جیھے''

وگرنہ قائدِ اعظمؒ اور انکے رفقائے کار دست و بازو جو کہ تعمیر کنندگانِ پاکستان کا مقام میری ادنیٰ نظر میں رکھتے ہیں، کی شان میں کسی قسم کی گستاخی ناقابلِ معافی گناہ ہے۔ لیکن گناہ و ثواب میں بھی تمیز وہ شخص کر سکتا ہے کہ جسکو خداوند کریم نے کچھ عقل سلیم عطا کی ہو۔ وگرنہ.........

صاحب موصوف یعنی کہ رفیق احمد آف مسی ساگا / رفیق احمد اختر صاحب امریکہ میں داخلہ پر پابندی لگنے سے پہلے پاناما میں رہتے تھے۔ وہاں سے یہ مجھے دفتر نما خطوط لکھا کرتے تھے۔ گالیوں اور خرافاتوں سے بھرپور اور جو آجتک بند کے بند میری فائل میں لگے ہوئے محفوظ ہیں۔ عندالطلب میں ہر کسی کو دکھا سکتا ہوں۔ مجھ سے مایوس ہو کر اس شخص نے تقریباً اُسی طرح کے خطوط میرے بڑے بیٹے مرزا فرّخ بیگ کو لکھنے اور بھیجنے شروع کر دیئے۔ جس نے تنگ آ کر انکو قانونی نوٹس وکیل کے ذریعے سے دیا تو یہ چُپ ہوئے اور اُسکی جان چھوٹی۔ اسکی اپنی بیوی اور دو عدد بیٹیوں نے اس سے کیسے جان چھڑوائی یہ ایک شرمناک تفصیل ہے کہ جسکو میں ابھی ریزرو میں رکھنا چاہتا ہوں آئندہ بوقت ضرورت کیلئے، کہ جسکے نتیجہ میں انہوں نے جیل یاترا کی نعوذ باللہ۔ کوئی انکی ضمانت دینے کیلئے تیار نہیں تھا بمعہ انکے ہندو دوست کے، کہ جنکی یہ بڑی تعریفیں کیا کرتے تھے۔ اب نامعلوم کیا پوزیشن ہے کہ شاید پسِ پردہ ڈائریکٹر اب بھی وہی ہوں۔ (چوہدری صاحب نے بحثیت وزیر خارجہ مسئلہ کشمیر پر یو این او میں بھارتی حکومت کے مؤقف کے جس طرح تار و پود بکھیرے اور کشمیریوں کے حق میں استصواب رائے کی قرار دادیں پاس کروائیں، چوہدری صاحب کے خلاف ایک متعصّب بھارتی ہندو کی ڈائریکشن میں ہرزہ سرائی کی وجوہات سمجھ میں آنے لگتی ہیں ---! ناقل) تیسرے دن انہوں نے مجھے جیل سے فون کر کے حالات سے آگاہ کیا۔ اور میں مقررہ تاریخ پر اپنے چھوٹے بیٹے مرزا خُرم بیگ کو بصد مشکل قائل کر کے عدالت میں لے جا سکا جہاں اُس نے اِسکی ضمانت دی۔ اسکی ہتھکڑیاں کھلوائیں اور اسکو ہم اپنے گھر لیکر آئے۔ استغفراللہ، استغفراللہ، استغفراللہ، جہاں یہ ہفتوں رہے۔ جسکے بعد انکی بھانجی انکو اپنے ساتھ لیکر اپنی والدہ اور انکی ہمشیرہ کے گھر گند گھولنے کیلئے چھوڑ آئی۔ ایسے ہی لوگوں کیلئے ایک کہاوت بزبان پنجابی کچھ اسطرح سے ہے کہ ''چھج تے بولے پر چھلنی کیوں؟'' یا ''آپ کِسے جیہئی نہ، تے گل کرنوں رہیئی نہ۔'' سو قارئین محترم مختصراً فی الحال، یہ ہیں مسٹر رفیق احمد مسی ساگا / مسٹر رفیق احمد اختر صاحب بمعہ اپنے دو برے رُخوں کے کہ مکمل تیسرا ابھی میرے ریزرو میں ہے اور میرے خیال میں ابھی ''مُشتے ازخروارے'' اتنا ہی کافی ہے۔

باقی رہی مرحوم و مغفور چودھری سر محمد ظفراللہ خان صاحب کی بات تو صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ کہاں وہ اور کیا میرا مقام: ''چہ نسبت خاک رابعالم پاک''

ان کی قومی، ملی، ملکی اور اسلامی خدمات کے حوالے سے صرف اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ اپنے تو چھوڑیں جب وہ عرب دنیا کے مسائل پر بھی کہ جیسے مسئلہ فلسطین، اقوام متحدہ کے اجلاسوں میں بولا کرتے تھے تو دنیا بھر کے وفود اور ان کے سربراہوں پر سکتہ طاری ہو جاتا تھا اور عرب عمائدین و شرکاء کی گردنیں جھوم جھوم کر جھک جایا کرتی تھیں کہ یہ تھا ان کا مقام اور ان کی شان کہ جو میرا مولائے ''بخشن ہار'' ہر کسی ایرے غیرے کو نہیں بخشتا۔ یہ نصیبوں کی بات۔ جہاں تک ملکی، ملی اور قومی خدمات کا تعلق ہے تو بس اتنا ہی کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ وہ حضرت قائد اعظمؒ کے ایک معتمد ساتھی تھے۔ چودھری صاحب مرحوم و مغفور نے مطالبہ و قیام پاکستان کی بھرپور حمایت کی کہ جس کے نتیجہ میں حضرت قائد اعظمؒ نے ان کو وزارتِ خارجہ جیسے اہم منصب سے نوازا۔ میری نوجوان پاکستانی نسل سے درخواست ہے کہ خدارا! تعصب کی اندھی پٹی کو اپنی آنکھوں پر بالکل نہ باندھیں اور اپنی آستین کے سانپوں اور منہ کالی بھیڑوں سے خبردار رہیں۔ یہ ملک پاکستان تب بنا تھا جب ہم سب سو فیصد یک جان اور متحد ہوئے تھے اور یہی اس کی بقاءِ دائمی کا راز ہے وگرنہ ؎

''نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے غافل مسلمانو ☆ تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں''

بالکل آخر میں قارئین کہ آسمان جملہ قائدین تحریک پاکستان بشمول چودھری سر محمد ظفراللہ خان مرحوم و مغفور کی لحدوں پر گوہر افشانی کرے۔ آمین ثم آمین۔

خدا حافظ: قائد اعظم زندہ باد ---پاکستان پائندہ باد

احقر و خیر اندیش، بیگ حسن اختر

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح اور چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب (سابق وزیر خارجہ) کی ایک یادگار تصویر

پراسٹیٹ گلینڈ/ کینسر.... مرض کی علامات، علاج اوراحتیاطی تدابیر

کینسر جیسی موذی مرض کی جملہ اقسام میں پراسٹیٹ کینسر ایک ایسی قسم ہے جو مرد حضرات پر حملہ آور ہوتی ہے اور بالعموم تیس سال سے زائد عمر کے مردوں کو نشانہ بناتی ہے۔ کینسر کی یہ قسم اب دنیا بھر میں عام ہوگئی ہے اور اس سے بڑی تعداد میں اموات واقع ہو رہی ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ آئندہ کچھ برسوں میں اس بیماری میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ لیکن اس مرض سے عدمِ واقفیت کی بنا پر معدودے چند مرد ہی پراسٹیٹ چیک اپ کرواتے ہیں۔

قارئین کے استفادہ کیلئے اس مرض کے متعلق چند بنیادی معلومات (ایک طبع شدہ آرٹیکل سے ماخوذ) شاملِ اشاعت کی جا رہی ہیں۔ مندرج علامات میں سے اگر کوئی علامت محسوس ہو تو فوری طور پر اپنے ذاتی معالج سے رجوع و مشورہ ضرور کر لینا چاہئے۔ یہ گزارش اس لئے کی جا رہی ہے کہ مرد حضرات کی اکثریت صحت کے معاملے میں بہت غیر محتاط بیان کی جاتی ہے۔

(ادارہ)

پراسٹیٹ گلینڈ کیا ہے؟

یہ مردانہ جنسی غدود ہے اور مثانے کے بالکل ساتھ نیچے کی جانب RECTUM کے سامنے ہوتا ہے، یہ اخروٹ کے برابر ہوتا ہے، پیشاب کی نالی اس کے درمیان سے گزرتی ہے بچپن سے جوانی تک یہ غدود رفتہ رفتہ بڑھتا ہے یہاں تک کہ عنفوان شباب میں مکمل ہو جاتا ہے لیکن پھر 45 برس کی عمر سے یہ دوبارہ بڑھنا شروع کر دیتا ہے اب یہ ایک بیماری ہے کبھی بے ضرر اور کبھی مہلک۔

SEMINAL FLUID کا ایک اہم جزو اسی سے پیدا ہوتا ہے۔ SPERM اس رطوبت میں شامل ہوتا ہے اس رطوبت کے ذریعے SPERM کو آسانی سے حرکت کرنے اور بیضہ میں جا کر اسے زرخیز بنانے کا موقع ملتا ہے اس رطوبت میں پراسٹیٹ اینٹی جین بھی ہوتی ہے۔

پراسٹیٹ جہاں واقع ہے وہیں پیشاب کے اعضاء بھی ہیں لہٰذا اس کی خرابی سے پیشاب کا نظام متاثر ہوتا ہے اس غدود کی تین بڑی بیماریاں ہیں۔ (1) پراسٹے ٹائی ٹس (2) Benign Prostatic Hypertrophy اور (3) پراسٹیٹ کینسر۔

پراسٹے ٹائی ٹس دراصل گلینڈ کے آس پاس کے حصے کی سوزش ہے، زیادہ تر جوان اور ادھیڑ عمر کے مرد اس میں مبتلا ہوتے ہیں، بہت سے مردوں کو اس کی وجہ سے کام سے غیر حاضر ہونا پڑتا ہے اگرچہ اسے سوزش سمجھا جاتا ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ تمام مریضوں کے پراسٹیٹ میں سوزش نہیں ہوتی بہر حال اس کی وجہ نا معلوم ہے البتہ بعض افراد میں اس کے خدشات زیادہ ہوتے ہیں ان میں وہ مرد جنہیں زیادہ عرصہ تک Catherter ڈالا گیا ہو، طویل عرصہ تک یورین انفیکشن رہا ہو اور اس کا علاج نہ کرایا گیا ہو یا کوئی پھوڑا پھنسی ہو، شامل ہیں۔ کسی بھی عمر کے مرد اس سے متاثر ہو سکتے ہیں لیکن عام طور پر 30 سے 50 سال کی عمر میں اس کے خدشات زیادہ ہوتے ہیں۔ زیادہ تر مریض ایسے دیکھے گئے جو بظاہر کسی خطرے سے دو چار نہیں تھے۔ اس کی علامات میں تیز بخار جو ٹھنڈ اور کپکپاہٹ کے ساتھ ہوتا ہے، درد، جس کے نتیجہ میں بیٹھنا دشوار ہو جائے، بعض اوقات Testicles کی جھلی اور مقعد میں درد کی وجہ سے بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پراسٹیٹائٹس بیکٹیریا کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جانچ پڑتال کیلئے بہت سے ٹیسٹ کروائے جاتے ہیں، ان میں پیشاب اور خون کے مختلف ٹیسٹوں کے علاوہ پراسٹیٹ سے رطوبت حاصل کر کے معائنہ کیا جاتا ہے۔ Rectum کے ذریعہ پراسٹیٹ کا الٹرا ساؤنڈ کیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ غدود کو خون کی فراہمی بڑھ گئی ہے۔ جو پراسٹیٹائٹس کی ممکنہ نشاندہی ہے۔

اگر انفیکشن پایا جائے تو اینٹی بائیوٹک دی جاتی ہیں مشکل یہ ہے کہ اکثر مردوں کو طویل عرصہ تک دوا دینا پڑتی ہے کیونکہ اگر یہ جلد بند کر دی جائے تو باقی ماندہ بیکٹیریا دوبارہ بڑھنے لگتے ہیں اس طرح دوسری مرتبہ ہونے والے انفیکشن کا علاج مشکل ہو جاتا ہے ٹیسٹ سے اگر یہ پتہ چلے کہ بیکٹیریا نہیں ہے تو سوزش کم کرنے والی دوا دی جاتی ہے اکثر اوقات یہ بھی اینٹی بائیوٹک کے ساتھ دی جاتی ہے۔

خوش قسمتی سے پراسٹے ٹائی ٹس جان لیوا بیماری نہیں ہے۔ یہ پراسٹیٹ کینسر میں بھی تبدیل نہیں ہوتی۔ یہ وہ عارضہ ہے جسے سب سے کم سمجھا گیا ہے لہٰذا یہ بھی معلوم نہیں کہ اس سے کیسے بچا جائے۔ اس کی پہلی علامت محسوس ہوتے ہی پیشاب ٹیسٹ کروانا چاہئے۔ ساتھ ہی ساتھ صحت مند طرز زندگی اختیار کیا جائے۔ باقاعدگی سے ورزش کی جائے اور ہر اس چیز سے بچا جائے جو بظاہر تکلیف میں اضافے کا سبب ہے ابھی تک یہ بھی واضح نہیں ہے کہ معمر افراد کے مقابلے میں نسبتاً کم عمر مرد اس میں زیادہ مبتلا کیوں ہوتے ہیں۔

بی پی ایچ BENIGN PROSTATIC HYPERTROPHY

اسے مختصراً بی پی ایچ کہا جاتا ہے۔ آسانی سے اسے معمر مرد کے پراسٹیٹ کی بیماری سمجھنا چاہئے یہ پراسٹیٹ گلینڈ کی رسولی ہے لیکن سرطان نہیں ہے یوریتھرا (پیشاب کی نالی) مثانے سے نکل کر اخراج یا اختتام کی جگہ پہنچتی ہے اگر پراسٹیٹ پھولے گا تو یوریتھرا دبے اور پچکے گا اور پیشاب کے اخراج میں مشکل ہو گی۔ 65 برس سے زیادہ کے 45 فیصد مردوں کو پراسٹیٹ بڑھنے کا مسئلہ لاحق ہوتا ہے، ظاہر ہے یہ غدود جس قدر بڑھے گا، بی پی ایچ میں شدت اتنی ہی زیادہ ہو گی۔ بعض مردوں میں پیشاب کا بہاؤ قدرتی طور پر سست ہوتا ہے ایسے افراد میں بی پی ایچ کا خطرہ زیادہ رہتا ہے۔

علامات

پیشاب کے بہاؤ کا سست ہونا، رکاوٹ ہونا، اخراج میں زیادہ وقت لگنا، رک رک کر ہونا، بار بار حاجت ہونا اور شدت سے محسوس ہونا غیر ارادی طور پر خارج ہو جانا۔ پیشاب میں رکاوٹ کا رفتہ رفتہ بڑھنا۔

جب کوئی مریض ان علامات کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس آتا ہے تو ڈاکٹر اس کا عمومی معائنہ کرتا ہے جس میں پیٹ کے حصے کا معائنہ بھی شامل ہے تا کہ یہ دیکھا جا سکے کہ مثانہ بڑھا ہوا تو نہیں ہے۔ Digital Rectal معائنے سے مرد گھبراتے ہیں لیکن یہ بہت مختصر اور مفید ہوتا ہے۔ اس سے ڈاکٹروں کو پتہ چل جاتا ہے کہ پراسٹیٹ گلینڈ کی کیا حالت ہے؟ کسی حد تک اس بات کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے کہ اس کی رسولی موذی ہے یا نقصان دہ نہیں۔ اکثر اوقات خون اور پیشاب کا معائنہ کیا جاتا ہے، اس کے بعد الٹرا ساؤنڈ کی ضرورت بھی پڑ سکتی ہے۔ مثانے میں دباؤ معلوم کرنے کے لئے بھی ٹیسٹ کیا جاتا ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ علامات BPH کی وجہ سے ہیں یا مثانے کا کوئی مسئلہ ہے۔ کبھی کبھار پراسٹیٹ کی بائیوپسی بھی کرنی پڑتی ہے۔

BPH کا علاج دواؤں یا سرجری سے ہوتا ہے اگر علامات ہلکی ہوں تو انتظار

کیا جاتا ہے اور نظر رکھی جاتی ہے، اگر درمیانے درجے کی علامات ہوں تو دواؤں سے علاج ہوتا ہے، ''الفابلاکرز'' دی جاسکتی ہیں، یہ دواؤں کی وہ کلاس ہے، جو پراسٹیٹ کے آس پاس عضلات کو Relax کرتی ہے۔ یہ علاج تو نہیں ہے لیکن اس سے علامتیں ختم ہو جاتی ہیں ان دواؤں کے مضر ضمنی اثرات میں غنودگی، سر درد اور تھکن شامل ہے۔ دواؤں کی دوسری کلاس بھی ہے جو مردانہ ہارمون Testosterone میں تبدیل کرنے سے روکتی ہیں۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ پراسٹیٹ کے بڑھنے میں اس ہارمون کا بڑا عمل دخل ہے لیکن ان دواؤں کے مضر ضمنی اثرات زیادہ ہوتے ہیں۔ BPH کا علاج سرجری سے بھی ہوتا ہے اس کے تین طریقے ہیں۔

بعض مطالعوں سے پتہ چلا ہے کہ مشرق بعید کے مردوں میں مغربی مردوں کے مقابلے میں BPH کے خدشات کم ہوتے ہیں چنانچہ خیال ہے کہ غالباً اس میں ان کی خوراک کا عمل دخل ہے۔ مستقبل میں تحقیق کا یہ اچھا شعبہ ہے۔

پراسٹیٹ کینسر

یہ وہ مسئلہ ہے جس سے بچنے کے لئے مرد شتر مرغ جیسا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ہر کینسر کی طرح یہ بھی اس وقت ہوتا ہے جب خلیات کی قدرتی نشوونما کا عمل بے قابو ہو جاتا ہے اس سے رسولی ہوتی ہے لیکن چونکہ یہ کینسر بہت آہستگی سے بڑھتا ہے چنانچہ اس کی علامات کئی برس بعد ظاہر ہوتی ہیں۔ بعض مردوں میں کینسر شروع ہونے کے دس سال بعد ہی علامات نظر آتی ہیں، ایسے مریض بھی ہوتے ہیں جن میں کوئی علامت نظر نہیں آتی یہاں تک کہ یہ کینسر آس پاس موجودہ ٹشوز تک پھیل جاتا ہے اور ان سے متعلق علامات ظاہر ہوتی ہیں مثلاً ہڈی میں درد ہوتا ہے یعنی ان مردوں میں تشخیص کے وقت سیکنڈری کینسر کی رسولیاں پیدا ہو چکی ہوتی ہیں۔

چالیس برس سے کم عمر افراد میں یہ کینسر بہت کم ہوتا ہے، اس سرطان کی وجوہات نا معلوم ہیں لیکن فیملی ہسٹری جین یا وراثت اس میں بھی بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ زیادہ چربی والی خوراک یا سورج کی روشنی کا کم ملنا بھی وجوہات میں شامل ہے۔ لیکن سب سے اہم بات ڈھلتی عمر ہے۔ جغرافیائی عوامل میں یہ بات دیکھی گئی کہ ناروے اور سویڈن میں اس بیماری سے سب سے زیادہ افراد مرتے ہیں لہٰذا پتہ چلا کہ سورج کی روشنی کا کم ملنا بھی ایک بڑا سبب ہے۔

پراسٹیٹ کینسر کی علامات BPH جیسی ہوتی ہیں اگر اس کی تشخیص جلد ہو جائے تو اکثر اوقات علاج ہو جاتا ہے۔ Digital Rectal Examination اگر پراسٹیٹ Specific Antigen ٹیسٹ کے ساتھ ہو تو کینسر کی تشخیص میں آسانی ہوتی ہے۔

PSA بلڈ ٹیسٹ دراصل پراسٹیٹ سے خارج ہونے والا ایک enzym جانچنے کے لئے کیا جاتا ہے یہ شکر سے بھرپور رطوبت ہے اور Sperm کے لئے ضروری ہے آسانی سے یوں سمجھ لیں کہ خون میں اس کی سطح جتنی کم ہو گی پراسٹیٹ اتنا ہی صحت مند ہو گا۔ عمر کے ساتھ اس کی سطح میں اضافہ ہو جاتا ہے پراسٹیٹ نارمل ہو اور اس کے خلیات صحت مند ہوں تو PSA کی بہت معمولی مقدار خون میں شامل ہوتی ہے البتہ جب پراسٹیٹ کینسر ہوتا ہے تو اس کی زیادہ مقدار خون میں چلی جاتی ہے لیکن یہ کوئی حتمی ٹیسٹ نہیں ہے یعنی اس کی سطح بلند ہونے کا لازمی مطلب پراسٹیٹ کینسر نہیں ہے، حتمی فیصلہ ڈاکٹر مختلف طریقے اختیار کر کے کرتے ہیں۔ بعض اوقات پراسٹیٹ کینسر کے باوجود خون میں PSA کی سطح نارمل ہوتی ہے، یورین انفیکشن یا پراسٹیٹ کی دیگر تکالیف بھی PSA کی سطح بڑھا دیتی ہیں۔

کینسر کا علاج کرنے کے لئے بڑی سرجری کی جاسکتی ہے جس میں پورا گلینڈ نکال دیا جاتا ہے لیکن معمر یا کمزور مرد اسے عموماً جھیل نہیں پاتے، ساتھ ہی ساتھ اس آپریشن کو مہارت سے انجام دینے والے سرجن کم ہیں۔ اس کے مضر ضمنی اثرات بھی بہت ہوتے ہیں۔ دوسرا طریقہ ریڈیو تھراپی ہے۔ اس میں پراسٹیٹ اور آس پاس کے ٹشوز پر ایکسرے کی بوچھاڑ کی جاتی ہے تاکہ سرطان کے خلیات کو تباہ کیا جاسکے۔ ایک اور طریقہ بھی استعمال ہونے لگا ہے، پراسٹیٹ میں تابکار ذرات داخل کر دیئے جاتے ہیں، یہ لگ بھگ ایک سال تک وہاں رہتے ہیں اور کم درجے کی تابکاری خارج کرتے رہتے ہیں۔ اس سے تابکاری کے مضر اثرات کم ہوتے ہیں۔ بہر حال ان دونوں طریقوں میں کینسر کے خلیات کو کم کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس طریقے سے علاج ہوسکتا ہے لیکن یہ طویل عمل ہے، کم وقت میں اس کا جائزہ لینا مشکل ہوتا ہے کہ علاج کامیاب ہوا یا نہیں؟

ریڈیو تھراپی ہارمون تھراپی کے ساتھ کی جائے تو بچنے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ جسم کو مردانہ جنسی ہارمون ٹیسٹو اسٹرون کی فراہمی روک دی جاتی ہے کیونکہ پراسٹیٹ کا سرطان اپنی نشوونما کے لئے اس پر زیادہ انحصار کرتا ہے، ساتھ ہی ساتھ اس سرطان کو ٹریٹمنٹ دیا جاتا ہے جو پراسٹیٹ سے باہر پھیل چکا ہو، ہارمون تھراپی پراسٹیٹ کے سرطانی خلیات کو سکیڑتی ہے اور ان کی نشوونما سست کر دیتی ہے، اس طرح علامات میں اضافہ ہوتا ہے اور رسولی پر دیگر علاج کا بھی اچھا اثر پڑتا ہے۔

یاد رکھنے کی باتیں

☆ عمر کے ساتھ پراسٹیٹ کا بڑھنا نارمل ہے۔ 50 برس کی عمر کو پہنچ کر 30 فیصد مرد پیشاب کرنے میں مشکل محسوس کرتے ہیں لیکن ان میں سے صرف آدھے ہی ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں۔

☆ پراسٹیٹ کی موذی اور غیر موذی رسولی میں فرق بہت مشکل ہوتا ہے۔

☆ مغربی ممالک میں خصوصیت سے پراسٹیٹ کینسر بڑھتا جا رہا ہے۔

☆ 45 برس سے کم عمر مردوں میں پراسٹیٹ کینسر عموماً نہیں ہوتا۔

خطرے کی علامات

☆ پیشاب کی دھار اور بہاؤ میں کمی۔

☆ دن اور رات میں بار بار حاجت۔

☆ پیشاب میں خون آنا۔

☆ پیشاب کرنے کے باوجود محسوس ہونا کہ حاجت برقرار ہے۔

☆ ظاہری وجہ کے بغیر کمر درد۔

هوالشافی

پراسٹیٹ کینسر...اور....ہومیوپیتھی

ہومیوپیتھک طریقہ علاج میں بھی اس مرض کے علاج و مدافعت کے نسخہ جات موجود ہیں۔ اس ضمن میں ایک دوست (جو آجکل پیس ولیج میں مقیم ہیں اور ہومیو نسخہ کے استعمال سے بفضل اللہ تعالیٰ حیرت انگیز طور پر اس مرض سے شفایابی حاصل کر چکے ہیں) کی مثال یقیناً خالی از دلچسپی نہ ہو گی۔ کئی سال قبل مذکورہ دوست کے مثانے میں کینسر کی تشخیص ہونے پر ڈاکٹروں نے طے کیا کہ اس کی لازماً سرجری کرنی پڑے گی۔ سرجری کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ اسی دوران متذکرہ دوست نے سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا تجویز شدہ ہومیو نسخہ بھی استعمال کرنا شروع کر دیا سرجری والے دن جب ایکسرے یا الٹرا ساؤنڈ کیا گیا تو اسپیشلسٹ ڈاکٹر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مثانے میں کینسر کا دور و نزدیک نام و نشان تک نہ تھا۔ ہومیوپیتھک دوائی نے حیرت انگیز طور پر کینسر کے ٹشوز کا قلع قمع کر دیا تھا۔

مذکورہ دوست بتاتے ہیں کہ انہوں نے ایک لاکھ پوٹینسی والا ''سلیشیا'' کا

مذکورہ دوست بتاتے ہیں کہ انہوں نے ایک لاکھ پوٹینسی والا ''سلیشیا'' کا نسخہ استعمال کیا تھا جس کے استعمال کے تین دن کے اندر اندر پیشاب میں بھی رکاوٹ ختم ہوگئی تھی۔ اسی طرح ایک اور دوست جو آجکل برامپٹن میں رہائش پذیر ہیں ان کے مثانے کا کینسر ہڈیوں تک جا پہنچا تھا۔ انہوں نے بھی ہومیوپیتھی نسخہ جات استعمال کئے تو وہ بھی بفضل اللہ تعالیٰ مکمل شفایاب ہوگئے۔

[نوٹ:- ہومیو نسخہ جات کے استعمال کیلئے جماعت احمدیہ کینیڈا کے زیر انتظام متعدد جگہوں پر محض خدمتِ خلق کی خاطر ''طاہر ہومیو کلینکس'' کے نام سے فری کلینکس پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ جہاں بلا امتیاز ہر ضرورت مند (سندیافتہ ہومیو کنسلٹنٹس سے) فری مشورہ + ادویات حاصل کر سکتا ہے۔ واضح رہے کہ دکھی انسانیت کا بے پناہ درد رکھنے والے ایک درد آشنا عظیم شخص (سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے اپنی زندگی میں ہی پوری دنیا میں فری ہومیو کلینکس قائم فرما دیئے تھے۔ جنہیں آپ کی وفات کے بعد آپکے عظیم مقصد کو تابندہ و رخشندہ رکھنے کیلئے آپکے نام ''طاہر'' ہومیو کلینکس سے موسوم کر دیا گیا ہے جو صدقۂ جاریہ کے طور پر رنگ، نسل اور مذہب جیسے امتیازات سے بالا ہو کر دکھی انسانیت کی خدمت میں بلا معاوضہ مصروفِ عمل ہیں۔ ایڈیٹر]

چند مفید ہومیو پیتھک نسخے

(رانا سعید احمد۔ جرمنی)

''ہر قسم کی بیماریاں ہر موسم میں اگر اچانک اور تیزی سے شروع ہوں اور شدید خوف دامن گیر ہو تو بلاتردد ایکونائٹ کا استعمال کرنا چاہئے۔ ایکونائٹ کو اگر رسٹاکس سے ملا کر دیا جائے تو یہ نسخہ بیماریوں کے آغاز میں اور بھی زیادہ موثر اور وسیع الاثر ثابت ہوتا ہے۔ میرے نزدیک یہ اسپرین کا بہترین بدل ہے۔ بھیگنے اور سردی لگنے پر نصف گھنٹہ کے وقفہ سے رسٹاکس اور ایکونائٹ 200 اور آرنیکا + برائیونیا 200 میں ملا کر باری باری دینا چاہئے''۔
(علاج بالمثل صفحہ 10)

اگر اچانک پیچش کے ساتھ خون کا عنصر نمایاں ہو تو ایکونائٹ 30 یا 200 کی طاقت میں اس پیچش میں بھی فوری فائدہ دیتی ہے خشک گرمی کی پیچش میں تو یہ لاجواب ہے۔ (علاج بالمثل)

دل کی تکلیف میں ایکونائٹ Q (ایک قطرہ) اور کریٹیگس Q (10 قطرے) پانی میں ملا کر دیں (یا خود استعمال کریں) تو اللہ کے فضل سے بہت موثر ثابت ہوتے ہیں۔ ایکونائٹ کی زیادہ مقدار خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ (اگر ایکونائٹ Q میں دستیاب نہ ہو تو دونوں دوائیں 30 میں ملا کر لینے سے بھی خدا کے فضل سے فائدہ ہوتا ہے۔
(علاج بالمثل)

گرمیوں میں پیچش لگ جائے تو ایکونائٹ 30 یا 200 میں۔

انتڑیوں میں خون بہنے لگے تو ایکونائٹ 30 میں۔

جسم ٹھنڈا ہونے کے باوجود پسینہ اور اندرونی گرمی کا احساس کیمفر 30۔

تیز دھوپ لگنے سے سر درد ہو تو گلونائن 30 یا 200 میں۔

موسم گرما میں پانی زیادہ پینے سے دست ہوں تو GRITOLOA 30

دھوپ یا گرمی سے آواز بیٹھ جائے تو اینٹی مونیم کروڈ 30 یا 200۔

گرمیوں میں آندھی و گرج سے ڈر کے لئے روڈ نیڈران۔ 30

ٹھنڈا پانی پینے سے آواز بیٹھ جائے کروٹن 30۔

گرمیوں کے موسم میں اگر دمہ ہو تو سفلینم 30 یا 200۔

موسم گرما کی چھپاکی ہو تو سلفر 200۔

گرم غذا کھانے سے اگر تکلیف ہو تو پلسٹیلا 200۔

آئس کریم کھانے سے تکلیف ہو تو آرسینک ایلبم 30 یا 200۔

موسم گرما میں اسہال ہوں تو پوڈوفائیلم اور کروٹن 30 میں۔

گرمیوں میں گرمی ناقابل برداشت ہو تو سیکل کار 30۔

گرمیوں میں تنگی تنفس ہو تو APIS 30

گرمیوں میں قبض ہو تو برائیونیا 200۔

گرمی کی شدت سے آواز کی تکلیف ہو تو بردمیم 30۔

مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں:

www.howashafi.com/org/de

★★★★★

الفضل انٹرنیشنل 26/اگست تا یکم ستمبر 2005ء

موبائل ٹیلی فون، انسانی صحت اور نئی تحقیق

سیلولر ٹیلی فون جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ایک ایسا جیبی یا دستی ٹیلی فون ہوتا ہے جس میں بیٹری استعمال ہوتی ہے۔ جرمن زبان میں ایسے ٹیلی فون کو اس کے دستی استعمال کی وجہ سے ہینڈی ٹیلی فون یا مختصراً ہینڈی کہا جاتا ہے۔ ایسے ٹیلی فونوں میں مستعمل بیٹریوں کی کارکردگی بڑھانے اور ان میں توانائی کے بہتر ذخیرے کے ساتھ ساتھ اعداد و شمار کی جمع آوری اور معلومات بندی کے خودکار نظاموں کی اضافی استعداد سے متعلق ٹیکنالوجیز کو جدید سے جدید تر شکل دینے کے لئے صنعتی اداروں کے مابین مسابقے کی سرپٹ دوڑ لگی ہے۔ عرف عام میں اسے لیڈر شپ ٹیکنالوجیز کی ریس سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

انہی ٹیکنالوجیز میں دنیا کا Memory Multi-Level Cell وائرلیس فلیش ہے جسے 13-Micron Process Technology میں کارفرما اصولوں کی بنیاد پر تیار کیا گیا ہے۔ اسی ٹیکنالوجی سے منسلک جدت طرازیوں سے عبارت ایک اور ٹیکنالوجی Innovative Packaging Technology ہے جس میں یادداشت یا Memory اور Processor Chips کو حساب کاری اور حساب پذیری کے ایک نہایت ہی طاقتور نظام کا حصہ بنا دیا گیا ہے جب کہ مشترکہ ماحصل یا نتیجے کے لئے معلومات بندی کے رجحان اور آواز کی لہروں کے مرکز واحد پر اتصال کو وائرلیس انڈسٹری نے آج کل باقی تمام چیزوں پر ترجیح دے رکھی ہے۔ اس مقصد کے حصول کیلئے Sillicon Technology سے بھی بھرپور استفادہ کیا جا رہا ہے۔ بیٹری کی مدد سے کام کرنے والے انتہائی چھوٹے سائز کے دستی ٹیلی فونوں کی تیاری یا ساخت میں گردن توڑ صنعتی مسابقت کا بڑا سبب ان ٹیلی فونوں کی عالمی سطح پر بے پناہ مقبولیت اور مانگ ہے۔ اس مانگ کو پورا کر کے متعلقہ صنعت اربوں ڈالر کی رقم کمانا چاہتی ہے۔ دستی ٹیلی فون کا استعمال آپ ان جنگلات اور پہاڑوں میں بھی کر سکتے ہیں جہاں بجلی کی تاروں کے بغیر بیرونی دنیا سے چند سیکنڈ میں رابطہ ناممکن سی بات ہے۔ یوں ہینڈی یا دستی ٹیلی فون ایک نہایت ہی کارآمد چیز ہے۔ مگر اس کا بے تحاشہ اور مسلسل استعمال دماغی اور جسمانی صحت کیلئے بہت زیادہ مضر ہے۔ ان ٹیلی فونوں سے خارج ہونے والی مائیکرو لہریں کان کے راستہ دماغ میں داخل ہو کر اسے کینسر کا عارضہ لاحق کر سکتی ہیں۔ سائنسدانوں کی ایک جماعت نے غالباً صنعتی اداروں کے دباؤ کے تحت کچھ عرصہ پہلے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ بیٹری سے کام کرنے والے دستی یا جیبی ٹیلی فونوں سے خارج ہونے والی مائیکرو لہریں بے ضرر ہیں اور ان کے انسانی اعضاء خاص کر دماغ پر پڑنے والے منفی اثرات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔

تاہم سویڈن کے سائنسدانوں نے ان ماہرین کے اس موقف کو چیلنج کیا ہے اور کہا ہے کہ موبائل ٹیلی فونوں سے خارج ہونے والی انتہائی چھوٹی چھوٹی لہریں دماغ کو لازمی طور پر نقصان پہنچانے کا موجب بنتی ہیں۔

انہوں نے اس ضمن میں عالمی سطح پر استعمال میں لائے جانے والے GSM موبائل ٹیلی فونوں کا خاص طور پر حوالہ دیا ہے۔ سویڈن کی Lund Univwrsity سے منسلک اعصابی جراحی کے ماہر Leif Salford نے چوہوں پر سلسلہ وار تجربات سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کسی بھی سیلولر فون سے خارج ہونے والی لہریں دماغ میں کینسر کا باعث بن سکتی ہیں۔

Salford کی تحقیقات کی اب عالمی سطح پر بہت سے دوسرے تحقیقی اداروں نے بھی تصدیق کر دی ہے۔ ان اداروں میں امریکی فضائیہ کا تحقیقی شعبہ بھی شامل ہے۔ محققین کا کہنا ہے کہ موبائل ٹیلی فون کا مسلسل استعمال سر درد یا یادداشت کھو جانے کا موجب بھی بنتا ہے۔

غذا اور صحت

باطنی ماحولیاتی آلودگی، نقصانات اور حل

﴿ہومیو ونیچرو پیتھک ڈاکٹر مظہر ٹورانٹو﴾

ماحولیات کے بارے میں ہم تو اکثر و بیشتر پڑھتے ہی رہتے ہیں بیرونی ماحول کی طرح انسان کا ایک اندرونی اور باطنی ماحول بھی ہے جس کی تفصیل کا جاننا بھی بے حد ضروری ہے۔خارجی ماحول جس میں ہم رہتے ہیں اور سانس لیتے ہیں اس کی آلودگی سے بطور خاص نظام تنفس کے اعضاء کے عوارض جنم لیتے ہیں۔ جبکہ داخلی آلودگی سے ان گنت ایسے امراض پیدا ہوتے ہیں جن کی فہرست خاصی طویل ہے۔

انسان کے اندرونی ماحول کی پاکیزگی و طہارت کے لئے خالق کائنات نے چار قسم کے اعضاء پیدا کئے ہیں جنہیں نظام اخراج فضلات کے اعضاء کہا جاتا ہے جو یہ ہیں۔

(1) پھیپھڑے

(2) جلد

(3) گردے

(4) امعاء (انتڑیاں)

زیر نظر مضمون کا تعلق موخر الذکر عضو انتڑیوں سے ہے۔ جب ہماری کھائی ہوئی غذا کا وہ فاضل حصہ جو فضلہ کی شکل میں خارج ہونا چاہئے کا کسی قدر حصہ اندر ہی رکا رہ جائے اور بکلی خارج نہ ہو تو اس برازی زہر و تعفن کے بخارات ہمارے باطنی ماحول کو کئی طرح سے متاثر کر کے گوناں گوں امراض و عوارض میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ہمارے خارجی ماحول میں یہی فضلہ (pollution) خارجی ماحولیاتی آلودگی کا باعث بھی بنتا ہے اول الذکر وہ باطنی و ذیلی ماحولیاتی آلودگی ہے جو اس عارضہ سے پیدا ہوتی ہے جسے اصطلاح میں constipation یا قبض کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

اگرچہ اس باطنی آلودگی کے اسباب مختلف لوگوں میں مختلف ہوا کرتے ہیں مگر عمومی اسباب درج ذیل ہیں۔

1) چھلکا اتری ہوئی بے ریشہ اغذیہ کا کثرت سے استعمال مثلاً میدہ کی مصنوعات جیسے نان، ڈبل روٹی، بند، کیک، بسکٹ، سموسے وغیرہ۔

2) پھلوں، سبزیوں کے بجائے ان کے جوس کا استعمال

3) چائے یا کافی کا کثرت استعمال، تمباکو نوشی

4) ذہنی کثرت کار

5) زیادہ بیٹھنا ورزش و جسمانی حس و حرکت کا فقدان

6) بعض اعصابی و ذہنی اور نفسیاتی عوامل مثلاً ذہنی تفکرات و پریشانی وغیرہ

حل

موٹے بغیر چھنے آٹے کی خشک روٹی اناج و دالیں بمع چھلکا استعمال کی جائیں۔ سبزیاں اور پھل بکثرت استعمال کئے جائیں۔اور جو دیگر اسباب اوپر بیان ہوئے ہیں ان سے احتراز کیا جائے۔

موٹا بغیر چھنا آٹا میسر نہ آسکے تو بازار سے ملنے والا چوکر صاف کر کے دو تا چار چمچ (چائے بھر) چپاتی کے حساب سے آٹے میں ملا کر اس کی روٹی تیار کرائی جائے تو ہمارے تجربہ میں قبض کا بے ضرر قدرتی غذائی علاج ہے۔اس میں وٹامنز زیادہ اور کیلوریز کم ہوتی ہیں اور موٹاپے و ذیابیطس کے مریضوں کے لئے بطور خاص بہت مفید ہے۔یہ خیال کہ چوکر ہماری آنت میں پہنچ کر ہضم ہی نہیں ہوتا تو اس کے استعمال کی ضرورت ہی کیا ہے باطل ہے۔دراصل ہماری روز مرہ کی خوراک میں یہ چوکر اہم جزو ہے جس کی وجہ سے خوراک کا ضروری حصہ آسانی سے ہضم ہو جاتا ہے جس خوراک میں ریشہ نہیں ہوتا وہ خوراک آلات ہضم میں جا کر آپس میں چمٹ کر چکنی مٹی کے گولے کی مانند ساکن پڑی رہتی ہے۔اس کے برخلاف چوکر کی آمیزش والی خوراک آلات ہضم میں پہنچ کر پھس پھسی شکل اختیار کر لیتی ہے جس کی وجہ سے ہاضم جوس ان میں پورے طور پر جذب ہو کر خوراک کو جلد ہضم کرنے اور بدن سے جلد خارج ہونے میں مدد دیتا ہے۔

چوکر کا دباؤ بڑی آنت میں جمع شدہ فضلہ پر پڑ کر خارج کرنے والے پٹھوں میں تحریک پیدا کرتا ہے۔گویا کہ چوکر والی خوراک آلات ہضم کی ورزش کا باعث بنتی ہے۔اس عمل سے غلاظت کا اخراج بآسانی ہو جاتا ہے اور قبض کبھی نہیں ہونے پاتی۔پھسلانے کا یہ قدرتی عمل بغیر چوکر کی خوراک کے پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ایسی چیزیں تو آلات ہضم میں پڑی پڑی صرف تعفن ہی پیدا کرتی ہیں بایں وجہ قدرتی علاج کے ماہرین نے چوکر کو ہر قسم کی آلات ہضم کی آلودگیوں کا تیر بہدف علاج قرار دیا ہے۔

ایک ماہر علاج بالغذا کے مطابق بغیر چوکر کے آٹے کی روٹی قبض، بدہضمی، گنٹھیا (جوڑوں کا درد) ضعف و نقاہت اور قلب کی بیماریاں پیدا کرتی ہے۔مشہور فلاسفر سقراط نے بغیر چھنے آٹے کو تمام امراض معدہ میں مفید بتایا ہے۔

جب چوکر کا ریشہ نظام ہضم میں داخل ہوتا ہے تو آنتیں اسے آسانی سے دھکیلنے لگتی ہیں اور بہت جلد باہر خارج کر دیتی ہیں۔ یہ نباتاتی ریشے تو خود خارج ہوتے ہیں مگر اپنے ساتھ آنتوں میں چپٹے ہوئے ردی فضلات کو بھی باہر لے آتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چوکر کا یہ غیر منہضم نباتاتی ریشہ کتنا ضروری ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آٹے میں جس قدر چوکر قدرتی پایا جاتا ہے اس میں کچھ اضافہ کر کے کھانا چاہیے یا اتنا ہی کافی ہے۔ اس کا آسان جواب یہ ہے کہ اگر ہماری غذا میں اناج و دالیں بمع چھلکا خشک میوے، پھل اور سبزیاں بکثرت شامل ہوں تو آنتوں کا فعل خود بخود بغیر کسی دوسری تحریک کے باقاعدہ جاری رہے گا لیکن بہت کم لوگ ایسے ہیں جن کی غذا میں یہ سب چیزیں صحیح تناسب مین موجود ہوتی ہیں۔لہٰذا اگر ہو سکے تو متناسب غذا کا التزام کیا جائے ورنہ بصورت دیگر آٹے میں چوکر کی مقدار حسب ضرورت بڑھا دینی چاہیے حتیٰ کہ آنتوں کی صفائی کا عمل بخوبی سر انجام پاتا رہے۔ایک خیال کے مطابق ایک کلو چھنے آٹے میں ایک چھٹانک (50 گرام) چوکر ملا دیا جائے تو نباتاتی ریشہ کی کمی پوری ہو جاتی ہے۔مگر چھنے ہوئے آٹے میں یہ مقدار زیادہ ملانی چاہیے۔ایک اور خیال کے مطابق تیس گرام یومیہ چوکر کا استعمال ہونا چاہیے۔(wheat bran) اگر چوکر ملے آٹے کی روٹی ہرے پتے والی سبزیوں کے ساتھ کھائی جائے تو آنتوں کی صفائی کے لئے اس سے بہتر کوئی علاج نہیں۔ ہر قسم کی پرانی قبض اس سے بفضلہ تعالیٰ رفع ہو جاتی ہے۔صرف پندرہ دن باقاعدگی کے ساتھ استعمال کر کے اس کا تجربہ کیا جا سکتا ہے۔اگر اللہ چاہے تو سب تسلی بخش نتائج برآمد ہوں گے۔

چوکر یا چھان کا استعمال محض انتڑیوں کی آلودگی کی طہارت کے لئے ہی مفید نہیں بلکہ ان میں موجود وٹامن بی جسم کے لئے قوت بخش اثر بھی رکھتے ہیں جن سے امراض کے خلاف قوت مدافعت بھی پیدا ہوتی ہے۔اس کے استعمال سے دماغ از حد طاقتور ہو جاتا ہے۔دائمی نزلہ زکام اور سر درد میں بھی بہت مفید ہے۔ان اعوارض میں

چھان کو پانی میں خوب ابال کر چھان لیں۔ اور دودھ شکر و بادام و الائچی کا اضافہ کر کے صبح و شام استعمال کرنے کو معمول بنا لیں۔ یاد رکھیں کہ چھلنی آپ اور آپ کی صحت کی دشمن ہے۔ اس لئے کہ آپ کو مفید صحت والی اجزاء سے محروم کر دیتی ہے۔ اسلئے اسے ہمیشہ آٹے سے دور ہی رکھئے ورنہ یہ چھلنی آپ کو اور آپ کی صحت کو چھلنی کر کے ہی چھوڑے گی۔

آخر میں ہم اس موضوع سے متعلق چند اہم ارشادات نبویہ ﷺ پیش کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت ام ایمنؓ نے حضور ﷺ کو کھانے کی دعوت دی اور چھنے ہوئے باریک آٹے کی روٹی پیش کی تو آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا تم نے آٹے میں سے جو نکالا ہے اس کو اس میں دوبارہ شامل کرو اور پھر تیار کرو۔

(علاج نبویؐ اور جدید سائنس صفحہ 302)

نیز آپ نے فرمایا کہ اپنے دسترخوان کو سبزیوں سے مزین کرو۔

(علاج نبویؐ اور جدید سائنس صفحہ 313)

دلیہ کے بارہ میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ پیغمبری عطا کی ہے یہ پیٹ کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر غلاظت اتار دیتا ہے۔

(علاج نبویؐ اور جدید سائنس صفحہ 314)

آجکل میدہ کی مصنوعات (نان، ڈبل روٹی بسکٹ، کیک، سموسے وغیرہ) **کی طرف خاصہ رجحان بڑھ رہا ہے۔ اس کا نقصان کس قدر ہے؟ قارئین کرام اس کا اندازہ خود لگا سکتے ہیں۔ (نوٹ:۔ یہ سطور گھروں میں خواتین کو بھی پڑھوانے کی سفارش کی جاتی ہے)**

لہسن (GARLIC) تحفظ بھی، علاج بھی

خون کی رگوں کو کشادہ کرتا ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کو صحیح کرتا ہے۔ خون میں چربی کو کم کرتا ہے۔ موٹاپا دور کرتا ہے اور ریاح کو خارج کرتا ہے جسم کے مدافعتی نظام کو مضبوط بناتا ہے

لہسن روز مرہ کے کام آنے والی ایک ترکاری ہے مگر ان ننھے منے دانوں میں خالق کائنات نے عجیب و غریب خواص پیدا کر دئے ہیں جو بہت سی امراض میں بغرض علاج و تحفظ مستعمل ہیں۔ لہسن خون کے دباؤ کو کم کرتا ہے۔ نظام دوران خون کو باقاعدہ بناتا ہے۔ اور خون کی رگوں کی بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ خون کی رگوں کو کشادہ کر کے ہائی بلڈ پریشر کو صحیح کرتا ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کے نتیجے میں لاحق ہونے والے سر درد اور دوران سر (سر چکرانا) کے لئے مفید ہے۔

لہسن پیٹ اور موٹاپے کو کم کرتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے اور ریاح کو خارج کرتا ہے۔ لہسن کے استعمال سے پیٹ کے اندر کیڑے پیدا ہونے نہیں پاتے۔ اور پہلے سے پیدا شدہ کیڑوں کو ہلاک کرتا ہے۔ انتڑیوں کے تعفن کو دور کرتا ہے۔ جراثیم کو مارتا ہے اور مفید صحت بیکٹیریا کی افزائش کرتا ہے۔ جسم کے مدافعانہ نظام کو مضبوط بناتا اور وبائی امراض کے دفاع کے لئے جسم کو قوی تر کرتا ہے۔ ہاضمہ کو طاقت دیتا ہے۔ معدہ کی فاسد رطوبتوں کو خارج کرتا ہے۔ لہٰذا بدہضمی میں مفید ہے۔ اس کے مسلسل استعمال سے معدہ اور انتڑیوں میں غذا کو ہضم کرنے والی معاون رطوبتوں کی پیدائش بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا ہضم میں معاون ہے۔ انتڑیوں کی حرکت کو تحریک دے کر اجابت کھل کر لاتا ہے اور پرانی قبض کو دور کرتا ہے۔ اسی طرح بواسیر کے لئے بھی مفید ہے۔

لہسن امراض تنفس مثلاً پرانی کھانسی، بلغمی دمہ، ٹی بی، اور سردی کے بخاروں میں بھی مفید ہے۔ جمع شدہ بلغم کو خارج کرتا ہے۔ گلے اور آواز کو صاف کرتا ہے، خون کی پیدائش کو بڑھاتا ہے، اور قوت مدافعت مرض کو قوی کرتا ہے، بینائی کو طاقت دیتا ہے، خناق اور گلے کے ورم میں اس کی چند تریاں چبا کر رس نگلنے سے ورم حلق اور خناق کو فائدہ ہوتا ہے، پیشاب کھل کر آتا ہے، اور پتھری کو خارج کرتا ہے۔ نیز نسوانی ایام کھل کر آتے ہیں۔ کان درد اور بہرا پن میں لہسن کی دو تریاں ایک اونس یا نصف چھٹانک تیل سرسوں میں جلا کر کان میں ڈالنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

لہسن کو استعمال کرنے کے مختلف طریقے

۱۔ لہسن کی چند تریاں چھیل کر چاقو سے کتر کر بغیر چبائے نگل لیں اور چند دانے چھوٹی الائچی کے منہ میں رکھ لیں تاکہ بو نہ آئے یہ سب سے مفید اور آسان طریقہ ہے۔

۲۔ لہسن کی چٹنی۔ لہسن، انار دانہ، پودینہ، ادرک، اور نمک مرچ کی چٹنی تیار کریں۔ یہ چٹنی مفید ہونے کے ساتھ ساتھ لذیذ بھی ہے۔

۳۔ لہسن کا سالن۔ نصف تا ایک اونس لہسن کا سالن پکا کر کھانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ تنہا پکائیں یا کسی دوسرے سالن میں ملا کر پکائیں۔

۴۔ کیپسول۔ دانہ الائچی خورد 50 گرام لے کر گرائنڈر میں پیس لیں اور لہسن جو چند گھنٹے پہلے پانی میں بھگو کر رکھا گیا ہو اس کا جوسر میں ڈال کر رس نکال لیں اور خالی کیپسولوں میں ڈال کر شیشی میں محفوظ کر لیں۔ مقدار خوراک ۲ کیپسول صبح، ۲ دوپہر اور ۲ شام پانی کے ہمراہ لے لیں۔ اس طریق سے کھانا بھی آسان ہے اور بو کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔

۵۔ نقائص و ہدایات:۔ لہسن کے کھانے سے منہ سے بد بو آتی ہے اسلئے حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ اسے کھا کر کوئی شخص مجمع میں نہ جائے تاکہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو۔ اس کا آسان حل اوپر بیان ہو چکا ہے۔ گرم مزاجوں کے لئے مضر ہے نیز یاد رہے کہ لہسن کا استعمال باقاعدگی سے کرنے سے تسلی بخش نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ کبھی کبھار استعمال سے کسی بڑے فائدے کی توقع عبث و فضول ہے۔

"لہسن کے پیٹنٹ مرکبات"

ڈاکٹر ریکوگ اینڈ کمپنی جرمنی نے لہسن سے ایک مرکب کیپسولوں کی شکل میں تیار کیا ہے جو آر نمبر 79 کے نام سے بڑے ہومیو پیتھک سٹوروں سے دستیاب ہے۔

اس کا فارمولا ذیل ہے:۔
لہسن۔ کرانیکس۔ وسکم البم۔ یہ مرکب خون میں چربی کی زیادتی اور دوران خون کی دوا ہے۔

لہسن کے فوائد کا اوپر تذکرہ ہو چکا ہے۔ وسکم البم خون کے گاڑھے پن کو دور کرتی ہے۔ اور خون کی باریک رگوں کو کشادہ کرتی ہے۔ کرانیکس مقوی قلب ہے اور قلب کے فعل کو باقاعدہ کرتی ہے۔ بلڈ پریشر کم کرتی ہے اور قلب کو طاقت دیتی ہے اور رگوں کی تنگی اور سختی کو دور کرتی ہے۔ رگوں میں جمع شدہ چربی کو کم کرتی ہے اور درد دل کی صورت میں فائدہ کرتی ہے۔ اس طرح کینیڈا اور جرمنی کی بعض فرمیں لہسن کے کیپسول پیک کرتی ہیں جو گارلک کیپسول (garlic capsule) کے نام سے دستیاب ہیں۔ اگرچہ یہ خوشنما پیکنگ میں دستیاب ہیں مگر مہنگا ہونے کے باعث ان سے ایک خاص طبقہ ہی مستفید ہو سکتا ہے اور لہسن کے استعمال کے جو سادہ طریقے اوپر بیان ہوئے ہیں وہ زیادہ مفید اور سستے ہیں۔

ہلکی پھلکی گفتگو

خوامخواہ ٹورانٹوی کے قلم سے

معصوم لیڈر حضرات---- غیر معصوم فرمودات

آئے روز اخبارات میں کچھ ایسے بیانات پڑھنے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے کہ اگر ان کے پس منظر میں جھانک کر دیکھا جائے تو مسکراہٹوں کے خُنک جھونکے اداس سے اداس چہرے کو بھی کھلکھلا اُٹھنے اور ڈپریشن جیسی عفریت کو رفو چکر ہو جانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ لیڈر حضرات کے یہ عوامی بیانات پڑھ کر طنز و مزاح کے مشہور قلمکار جناب مشتاق احمد یوسفی کی ایک تحریر یا تعریف بابت جھوٹ و مبالغہ آرائی یاد آ جاتی ہے۔ یوسفی صاحب ایک جگہ جھوٹ کی اقسام پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جھوٹ کی دو جنسیں ہوتی ہیں ایک عام جھوٹ اور ایک اعداد وشمار کا جھوٹ۔ یوسفی صاحب چونکہ پیشے کے اعتبار سے بنکار ہیں اور اعداد وشمار کے گورکھ دھندوں سے بھی بخوبی آگاہ ہیں لہٰذا ثانی الذکر جھوٹ کی جنس سے مراد دراصل وہ حکومتوں کے سالانہ بجٹوں کے اعداد شمار لیتے ہیں۔ راقم الحروف، یوسفی صاحب کی بیان کردہ اقسامِ جھوٹ کے تسلسل میں اپنے ذوق کے مطابق ایک اور جنس کا اضافہ کر لینا بھی ضروری خیال کرتا ہے۔ اور وہ ہے لیڈرانِ قوم کے عوامی یا اخباری بیانات، جو جھوٹ اور مبالغہ آرائیوں کے جنگل میں منگل کا سماں باندھتے اور گُل افشانیٔ گفتار کے نت نئے شہکار تخلیق کرتے رہتے ہیں۔ بلا شبہ لیڈر حضرات کے عوامی اور اخباری بیانات کو مذکورہ بالا جھوٹ کی تیسری جنس کا نایاب اور اچھوتا شہکار نہ سمجھنا، کور نگاہی بلکہ سوئے ادبی اور سراسر زیادتی و کم ذوقی ہے....!

ٹورنٹو کے ایک ہفت روزہ اخبار پاکیزہ میں خبر شائع ہوئی کہ قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمان سمیت تقریباً اٹھارہ لیڈرانِ قوم نے امریکی مشروبات کا بائیکاٹ فرما دیا ہے۔ خبر یقیناً دلچسپ تھی۔ مگر جب خبر کے علیہ ما علیہ پر غور کیا اور پس منظر میں جھانک کر جائزہ لیا تو عُقدہ کھلا کہ عوامی رانجھا خوش کرنے والے اِس کاغذی بیان کو داغنے والوں کی تو اکثریت ہی ایسی ہے جو حلوے مانڈوں کی شوقین ہونے کے ناطے پہلے ہی شوگر (ذیابیطس) جیسی نامراد بیماری سے برسرِ پیکار ہے.....! چنانچہ یہاں غالب کا ایک مناسبِ حال شعر یاد آ گیا ہے۔ چچا غالب سے بہ ادنیٰ تصرف پر قدرے معذرت کیساتھ کہ ؎

مجھ کو معلوم ہے ''لیڈر'' کی حقیقت لیکن
دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ ''بیان'' اچھا ہے!

اِن لیڈرانِ کرام کے بعض تنخواہ دار پارٹی ورکرز اور لفافہ یافتہ کالم نگاروں نے تو متذکرہ بیان پر خوب فلک شگاف تالیاں اور داد و تحسین کے ڈونگرے برسائے ہوں گے۔ تا ہم باشعور عوام کی اکثریت اور واقفینِ حال یہ جاننے کے بھی متمنی ہیں کہ:

اوّل: یہاں امریکی مشروبات کی وضاحت نہیں کی گئی کہ مشروبات سے کس قسم کے ''مشروبات'' مراد ہیں.....؟!

دوئم: اگر مشروبات سے کوکا کولا، پیپسی اور سیون اپ جیسے میٹھے مشروبات ہی کا بائیکاٹ مراد ہے تو ایک اور سوال بھی کلبلاتا دکھائی دے رہا ہے کہ بائیکاٹ صرف شوگر کی آمیزش والے مشروبات کا ہی کیوں؟

پی آئی اے (پاکستان انٹرنیشنل ائرلائن) کے ہوائی بیڑے میں شامل مشہور امریکن بوئینگ کمپنی کے تیار کردہ طیاروں، پاکستان ریلویز کی ٹرینوں میں بیٹھ کر احتجاجی و سیاسی قافلوں کی لیڈری کرتی دھرنا باز قیادت کو لے جانے والی بوگیوں میں جُتے امریکی ریلوے انجنوں، مختلف بیماریوں میں استعمال ہونے والی امریکن کمپنیوں کی تیار کردہ انسانی جان بچانے والی ادویات، فیکٹریوں اور کارخانوں کے مالک یا شیئر ہولڈرز اِن قومی لیڈرانِ کرام کے کارخانوں میں استعمال ہونے والی بھاری امریکی مشینری وغیرہ کا آخر کیا قصور ہے کہ ان بیچاری دیگر اشیاء کو مشرف بہ بائیکاٹ کرنے کے ثوابِ دارین سے کلیتہً محروم رکھا جا رہا ہے.....!!! اسی طرح غریبوں کے بچوں کو تو جہادِ افغانستان میں بھجوا کر آگ و خون کے محاذوں یا گوانتا ناموبے جیسے عقوبت خانوں کی سیاحت جیسے ثوابِ دارین کیلئے بھجوایا جاتا ہے۔ مگر اپنی اولادوں کو امریکی یونیورسٹیوں میں داخلے اور اعلیٰ ڈگریوں کے حصول کیلئے امریکہ روانہ کر دیا جاتا ہے۔ امریکی یونیورسٹیوں کی فارغ التحصیل اِن غمخوارانِ قوم کی اولادوں کو ملنے والی اعلیٰ ڈگریوں کے متعلق کیا خیال ہے؟ لہٰذا اِن ڈگریوں کا بھی بائیکاٹ کرتے ہوئے انہیں واپس امریکی یونیورسٹیوں کے منہ پر مارنے کے متعلق مذکورہ لیڈرانِ عظیم کے ہاں آخر انتظار و دیر کس بات کی......؟! ایک خبر یہ بھی نظر سے گذری کہ پچھلے دنوں جب قاضی حسین احمد صاحب دل کے عارضے میں ہسپتال داخل ہوئے تو قاضی صاحب کے بائی پاس اپریشن کیلئے ایک پاکستانی نژاد امریکی ڈاکٹر کو خصوصی طور پر امریکہ سے بلوایا گیا تھا......

2000ء میں قاضی صاحب کو حکومتی کھیر میں حصہ ملنے کی آس بندھی تو موصوف خصوصی طور پر دوڑے دوڑے واشنگٹن تشریف لے گئے اور متعدد امریکی حکومتی افسروں سے ملنے کے بعد بیان دیا (جو ریکارڈ پر ہے) کہ جماعتِ اسلامی ہرگز بنیاد پرست پارٹی نہیں بلکہ ایک لبرل جماعت ہے.....گویا ؎

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

بائیکاٹ کی مذکورہ بالا خبر سے کہیں دلچسپ، قاضی صاحب اور ایک غیر ملکی سفیر کے مابین ہونے والی وہ گفتگو ہے جو قاضی صاحب کے اخباری بیانات کے پس منظر میں ایک تقریب کے دوران سفارتی نمائندے کیساتھ دوبدو ہوئی اور اسکی تفصیلی رپورٹ ٹورنٹو سے نکلنے والے ایک نئے جریدے ہفت روزہ ''جیو پاکستان'' میں بھی زیورِ طباعت سے آراستہ ہوئی۔ قارئین کی ضیافتِ طبع کیلئے رپورٹ کا کچھ حصہ پیش ہے۔ صحافی رانا تنویر احمد اپنی رپورٹ میں رقمطراز ہیں:-

'' مجھے پاکستان کی ایک اہم اسلامی اور جہادی جماعت کے سر براہ سے وابستہ ایک واقعہ یاد آ رہا تھا جو حال ہی میں پیش آیا ہے۔ قارئین کو یاد ہو گا کہ گزشتہ دنوں اس جماعت کے محترم سر براہ کو ہالینڈ اور بلجیم میں داخلے کی اجازت نہ مل سکی۔ آپ وہاں ایک اسلامی تنظیم کی دعوت پر ایک سیمینار میں شرکت کے لئے جانا چاہتے تھے لیکن مذکورہ بالا دونوں ممالک نے ویزے دینے سے انکار کر دیا۔ اس جماعت کے سر براہ اور ان کے وابستگان کو اس بات کا شدید رنج ہے۔ اس جماعت کے بعض ذمہ دار لوگوں کی طرف سے اس کے خلاف احتجاجی بیان بھی شائع ہوئے ہیں۔ چند روز قبل مذکورہ جماعت کے شیر دل امیر ایک ایسی مجلس میں شریک تھے جہاں معروف پاکستانی سیاستدانوں کے ساتھ مغربی سفارتکار بھی مدعو تھے۔ یہ اسلامی اور جہادی رہنما اپنے سننے والوں کو بلند آواز میں بتا رہے تھے کہ بھارت، اسرائیل اور امریکہ کی زبردست مخالفت اور سازش کی وجہ سے ہالینڈ اور بلجیم نے اپنے اپنے ممالک میں ان کے داخلے پر پابندی عائد کی تھی۔ اسی وجہ سے وہ کانفرنس میں شریک نہ ہو سکے۔ اس گفتگو کو پاس کھڑا ایک مغربی سفارتکار بھی سن رہا تھا اس نے پاکستان کے اس عظیم اسلامی رہنما کو ترت جواب دیتے ہوئے اردو میں کہا ''مولانا صاحب! آپ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں آپ کے خلاف کسی نے سازش نہیں کی بلکہ آپ کے غیر محتاط اور غیر مناسب بیانات نے آپ کو اس حال میں پہنچایا کہ آپ کو ہالینڈ اور بلجیم میں داخلے کی اجازت نہ مل سکی۔''

''کس قسم کے اور کون سے بیانات؟ مجھے تو کچھ معلوم نہیں!'' اسلامی جماعت کے عظیم

المرتبت رہنما گویا ہوئے۔
"آپ ایک بار پھر حقائق کی غلط انداز میں توجیح کر رہے ہیں۔" سفارتکار نے براہ راست اس اسلامی رہبر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "ممکن ہے آپ معصوم ہوں، مگر آپ کے بیانات معصوم نہیں ہیں۔ ان میں نفرت کا زہر بھرا ہوتا ہے اور وہ دوہرے معیار کے حامل ہیں۔ آپ امریکہ کی مخالفت بھی کرتے ہیں اور اپنے بیٹے کے لئے اسی امریکہ کا ویزہ لینے کی کوششیں بھی کرتے ہیں۔ اگر یہ ملک (اور دیگر مغربی ممالک) اتنے ہی اخلاق باختہ اور برے ماحول کے حامل ہیں تو آپ اپنے صاحبزادے کو وہاں بھیجنے کے کیوں متمنی ہیں؟" اتنا کہہ کر اس سفارتکار نے جیب سے ایک چھوٹی سی ڈائری نکالی۔ (لگتا تھا وہ پوری تیاری کر کے آیا تھا) اور مختلف اخبارات اور مختلف اوقات میں دیئے گئے انٹرویوز کے چند ایک اقتباسات پڑھنے لگا۔ اسنے ہمارے ان عظیم اسلامی لیڈر کو مخاطب ہو کر کہا "آپ نے یکم مئی کو "غزوہ" اخبار کو دیئے گئے انٹرویو میں پرنس کریم آغا کو دھمکی دیتے ہوئے کہا اگر آغا خان ہمارے قومی نصاب میں دخل اندازی کی کوششیں کرتے رہے تو میں ان کا جینا حرام کر دوں گا بلکہ ان کی حالت احمدیوں اور قادیانیوں سے بھی بدتر بنادی جائے گی۔ آپ نے 17 مئی کو "جنگ" سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم حدود آرڈیننس اور توہین رسالت کے قوانین کو ختم کرنے کی کوششوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ کیونکہ یہ امریکی ایجنڈا ہے اور ہم اس ایجنڈے کو عوام پر لاگو نہیں ہونے دیں گے۔ آپ نے 17 مئی کو روزنامہ "اُمت" کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ امریکہ اور یورپ مشرف ایسے ایجنٹوں کے ذریعے پاکستان کا اسلامی تشخص مسخ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جناب عالی! آپ مغرب پر اس طرح کے کھلے الزامات اور تہمتیں کس طرح عائد کر سکتے ہیں؟ **آپ کے ملک میں طاقتور افراد کو کھلی چھٹی ہے کہ وہ معصوم اور بے کس خواتین کی اجتماعی آبروریزی کریں مگر ایسا مغرب میں ہرگز نہیں ہوتا۔"**

اس غیر ملکی سفارتکار نے بھری مجلس میں پاکستان کے اس عظیم اسلامی رہنما کو مخاطب کرتے ہوئے مزید کہا "آپ کہتے ہیں کہ امریکہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ملک ہے اور اسرائیل اور بھارت نے امریکہ کی سرپرستی میں جو اتحاد کر رکھا ہے یہ عالم اسلام کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ محترم! آپ فرماتے ہیں کہ امریکہ اس وقت ایک پاگل ہاتھی کی مانند ہے اور جب ہاتھی پاگل ہو جائے تو اسے گولی مار دی جاتی ہے اور اب امریکہ کو گولی مارنے کا وقت آ گیا ہے۔ آپ نے یہ باتیں گلگت میں کہیں اور آپ کی یہ گفتگو 17 مئی کو روزنامہ "امت" میں رپورٹ ہوئی۔" پھر سفارتکار نے پوچھا "جناب عالی! آپ کے اسی طرح کے مزید بیانات پڑھ کر سناؤں؟"

ہمارے وطن کے یہ عظیم اسلامی رہنما اس صورتحال سے سخت پریشان اور حیرت زدہ تھے۔ انہوں نے کہا **"میرے کہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا یہ بیانات عوام کے لئے ہیں آپ انہیں سنجیدگی سے نہ لیں۔"**

اس مرحلہ پر اس غیر ملکی مغربی سفارتکار نے کہا "جناب عالی! آپ اپنے اس بیان پر ہی غور فرمالیں کہ اسے کیا عنوان دیا جائے؟ کیا اس میں دوہراپن نہیں ہے؟ آپ کے بیانات اتنے ہیجان خیز اور اشتعال انگیز ہوتے ہیں کہ ان سے متاثر ہو کر کوئی شخص بھی کسی بھی وقت (پاکستان میں رہنے والے) کسی بھی یورپی اور مغربی شہری کو ہلاک کر سکتا ہے۔ آپ جس مرتبے کے حامل سیاستدان ہیں اور جتنی اہم اسلامی جماعت کے رہبر ہیں ایسے سیاستدان اور رہبر کو احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ (اس موقع پر اس مغربی سفارتکار نے ہمارے اس اسلامی رہبر کو بھارت کے ایک ایسے رہنما کے مترادف قرار دیا جو بمبئی میں رہتا ہے اور ہمیشہ بھارتی مسلمانوں اور مساجد کے خلاف زہر اگلتا رہتا ہے) جناب عالی! آپ کے لئے جو مسائل پیدا ہوئے ہیں ان کی تخلیق میں نہ تو امریکہ، بھارت اور اسرائیل نے کوئی سازش کی ہے اور نہ کوئی کردار ادا کیا ہے خدا حافظ جناب والا!" یہ الفاظ اردو میں کہہ کر وہ سفارتکار محفل سے خاموشی کے ساتھ نکل گیا۔ میں نے محترم قاضی حسین احمد کے حوالے سے مذکورہ بالا واقعہ جب کراچی کے اخبار نویس برادرم نذیر لغاری کو سنایا تو وہ زور سے ہنس دیئے۔"

(بحوالہ ہفت روزہ "جیو پاکستان" 27 اپریل تا 3 مئی 2005ء صفحہ 5)

صحافی نذیر لغاری کا مندرجہ بالا واقعہ سن کر اُسے سگریٹ کے دھوئیں کی مانند فقط ہنسی میں اڑا دینا نا کافی بھی تھا اور ایک صحافی کے شایانِ شان بھی نہیں۔ صحافی ہونے کے ناطے انہیں چاہئے تھا کہ فی الفور معصوم قاضی صاحب سے رابطہ قائم کرتے اور انہیں ان کے "غیر معصوم فرمودات" کی وجہ سے آئندہ مزید سبکیوں سے محفوظ رہنے کی خاطر عبدالحمید عدم کا یہ انتہائی مفید و کارآمد منظوم مشورہ قاضی صاحب کے گوش گزار کر دیتے کہ ؎

وہ پرندے جو آنکھ رکھتے ہیں ☆ سب سے پہلے اسیر ہوتے ہیں
اے عدم احتیاط لوگوں سے ☆ لوگ منکر نکیر ہوتے ہیں!

معصوم لیڈر حضرات کے غیر معصوم فرمودات کے تسلسل میں یادش بخیر ایک اور معصوم لیڈر کا سراپا آنکھوں کے سامنے ابھر آیا ہے۔ آنکھوں میں سرمہ کی دھار--- ہونٹوں پر پان کی سرخ گلوری کی پچکار۔ ہونٹوں سے اوپر مونچھوں کی جگہ کلین شیو جلد کی چمکار۔ بریلی کے اسلام کا پرستار اور دیوبندی (وہابی) اسلام سے ظاہراً بیزار--- البتہ کاروبارِ سیاست میں مفتی محمود جیسے وہابی کی سیاسی امامت کا پیروکار...... پاکستان میں مزاروں (قبور) کی سیاست کی نشانی اور قوالی سننے کا شائقِ لاثانی......عربی لب ولہجہ میں اردو، انگریزی، سواحیلی اور فرانسیسی زبانوں میں روانی، خوش الحانی اور طویل البیانی..... الغرض اپنی گوناگوں اداؤں کی وجہ سے اپنے چاہنے والوں میں پیار سے "میاں نورانی" اور عام لوگوں میں مولانا شاہ احمد نورانی کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ تاہم واضح رہے کہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی خاندانی "شاہ" نہیں، نام کے "شاہ" ہوتے تھے۔ شاہ ان کے نام کا حصہ اور نورانی ان کا "جزک" نام کہا جا سکتا ہے۔ اسی نورانیت کو مزید اجاگر کرنے کیلئے وہ خاص وضع قطع کا جبہ و قبہ زیب تن فرماتے، خاص انداز میں بات کرتے اور اپنی مخصوص محفلوں میں خاص قسم کے فقرے پھینک کر خاص انداز میں ہنسا کرتے تھے۔ بھٹو دورِ حکومت میں مولانا اور پیپلز پارٹی کے ممبران اسمبلی کے مابین دلچسپ نوک جھونک بھی چلا کرتی تھی۔ ایک دفعہ مولانا جیسے ہی اسمبلی ہال میں داخل ہوئے بجلی چلی گئی تاہم جلد ہی واپس آ گئی۔ پیپلز پارٹی کے ایک ممبر کو موقع مل گیا۔ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوا اور مولانا کی نورانیت کے حوالے سے میر تقی میر کا یہ شعر داغ دیا ؎

وہ آئے بزم میں اتنا تو دیکھا کئے میر ☆ اور پھر چراغوں میں روشنی نہ رہی!

شوقِ سیاست اور ذوقِ پان ایک زمانے میں حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کی شہرتِ دوام کے دو حوالے ہوا کرتے تھے۔ مولانا اپنے شوق پر قائم رہے اُدھر زمانہ تغیر پذیر رہا۔ کراچی اور حیدر آبادی سیاست ایم کیو ایم والے الطاف حسین لے اڑے۔ شوق، فخر اہل سنت والجماعت کے پاس پہنچ گیا۔ جو تھوڑی بہت کسر رہ گئی تھی وہ مولانا عبدالستار نیازی (المعروف مولانا دستار نیازی) نے پوری کر دی۔ آخری دنوں میں ان کی شہرت کا فقط ایک ہی ستون باقی بچ پایا تھا یعنی ذوقِ پان یا پھر ایم ایم اے ("ملا ملٹری الائینس") کے سٹیجوں سے زورِ بیان......اگر حکومتِ وقت خود انحصاری کے بہانے پان کا پتا بھی چھین لے جاتی تو مولانا کے پاس صرف ذوق وشوق ہی بچ پاتے۔ خدا ایسا بُرا وقت کسی دشمنِ دین کو بھی نہ دکھائے.....! پان کے ذکر پر یاد آیا کہ جن دنوں مشرقی پاکستان کا سیاسی بحران اپنے عروج پر تھا اور بھارت نے بھی گنگا نامی جہاز کے اغواء کے بعد راہداری بند کر رکھی تھی تو پاکستان بالخصوص کراچی میں پان کے پتے کی دستیابی کا بحران بھی بام عروج پر جا پہنچا۔ واقفین حال جانتے ہیں کہ جس طرح ہمارے پشاوری بھائیوں کیلئے نسوار کے بغیر زندگی کا تصور ہی بیکار ہے اسی طرح ہمارے کراچوی بھائیوں کیلئے پان کے بغیر زندگی گزارنا گویا امرِ محال ہے! حضرت مولانا، اہل کراچی کی اس کمزوری سے خوب آگاہ تھے۔ چنانچہ جنرل یحیٰ خان کی ڈھاکہ میں بلائی گئی سیاستدانوں

کی آخری کانفرنس سے واپسی پر نورانی میاں ڈھاکہ سے اپنے ہمراہ پان کے پتوں کے ٹوکرے بھی اچھی خاصی مقدار میں اٹھا لائے تھے۔ کراچی سے ''الفتح'' نامی ایک جریدہ نکلا کرتا تھا اسمیں کراچی کے ایک بیوپاری کے حوالے سے باقاعدہ رسیدات کی فوٹو کاپیوں کے ساتھ خبر چھپی کہ نورانی میاں نے اسکے ہاتھ ڈھاکہ سے لائے گئے مذکورہ پان کے پتے بلیک میں فروخت کر کے منہ مانگے دام کھرے کر لئے۔ خیر یہ تو بزنس کی بات ہے اور نذر ونیاز کے علاوہ مولانا ویسے بھی جوہری یعنی قیمتی پتھروں کی خرید و فروخت کا دھندہ بھی فرماتے تھے۔ اگر تھوڑی سی پان کی بھی بلیک میں تجارت فرما لی تو اہل کراچی کے فائدے، ہمدردی، سہولت و فیض رسانی کیلئے آخر کیا بُرا کرلیا.....! جبکہ بقول شخصے ع

لوگ یزداں کو بھی بیچ دیتے ہیں مطلب نکالنے کے لئے!

حضرت مولانا موصوف نیشنل عربیک کالج میرٹھ (انڈیا) سے گریجویشن کرنے کے بعد تبلیغی دورہ پر پاکستان آ گئے۔ یہاں پہنچتے ہی بعض مسلمانوں کو مزید مسلمان کرنے اور بعض دیگر (بالخصوص احمدیوں کو) غیر مسلم ثابت کرنے کی دینی سرگرمیوں میں پوری طرح جُت گئے۔ پاکستان میں قدم رنجہ فرمانے سے لیکر تادمِ واپسی ان کے جذبۂ ایمانی و تبلیغی میں کبھی فرق نہیں آیا۔ وہ جتنے مسلمانوں کو مزید مسلمان بناتے اس سے بھی زیادہ غیر مسلم کر چکے ہوتے۔ ان کے اسی مشن اور لگن سے متاثر ہو کر کراچی کے کاروباری دینداروں نے انہیں اپنا مذہبی اور سیاسی امام مان لیا تھا۔ ضیائی مارشل لاء کے دور میں مولانا زیادہ وقت ملک سے باہر رہے جبکہ ضیاء الحق ملک کے اندر ''تبلیغی سرگرمیوں'' میں مصروف رہے جن میں سپاہِ صحابہ، لشکرِ جھنگوی جیسی فرقہ وارانہ تنظیموں کی درپردہ تشکیل و سرپرستی سے لیکر احمدیوں کے اذان کہنے پر پابندی اور ان کی مساجد سے کلمہ طیبہ مٹانے کی سرکاری مہم سمیت ''خدمتِ اسلام'' کے بیشمار کارہائے نمایاں شامل ہیں۔ مولانا چونکہ ملک کے باہر قیمتی پتھروں کا بزنس اور تبلیغِ دین فرماتے تھے۔ جنرل ضیاء الحق کے اسی تبلیغی بھائی ہونے کی وجہ سے ہی شائد مولانا نے ان کے اور ان کے مارشل لاء کے خلاف کسی تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ ملک میں جب بھی کوئی سیاسی ہلچل پیدا ہوتی مولانا تبلیغی دورہ پر روانہ ہو جاتے۔ واپسی پر پریس کانفرنسوں میں افریقہ، یورپ میں ہزاروں ہزار قادیانیوں کو اپنے نورانی ہاتھ پر بیعت کروالینا یعنی مشرف بہ نورانیت کی نوید سنانا ان کے فرمودات عالیہ کا خاصہ اور حاصل ہوا کرتا تھا۔ آج کی نشست کے حوالے سے قارئین شائد سوچ رہے ہوں کہ حضرت نورانی میاں کی یاد آوری کی آخر وجہ.....؟ وجہ فقط ایک نہیں دو ہیں۔ ایک تو مولانا کے ''عرس'' کے حوالے سے ایک خبر اور دوسرے دورانِ مطالعہ اچانک سامنے آ جانے والا ایک پرانا تراشہ ہے۔ خبر یہ کہ کراچی میں ندیم نامی ایک شخص نے اپنی بیوی اور چار کمسن بیٹوں کو چھری سے ذبح کر ڈالا۔ بعد از گرفتاری اس نے قتل کی وجہ یہ بتائی کہ وہ ''شاہ نورانیؒ'' کے سالانہ عرس میں شامل تھا کہ وہاں اس پر اچانک کشف ہوا اور کشف میں اپنی فیملی کو ذبح کر دینے کا حکم ہوا لہٰذا تعمیل کشف میں اسے اپنی بیوی اور بچوں کو ذبح کر دینا پڑا۔ یہ خبر پڑھ کر ذہن موازنہ کرنے لگ گیا کہ لوگ حضرت داتا گنج بخش ہجویریؒ، بابا فریدؒ اور خواجہ نظام الدین اولیاءؒ جیسے بزرگانِ دین کے سالانہ عرسوں پر بھی جاتے ہیں (اسلام میں عرسوں کی کیا حیثیت ہے یہ ایک الگ مسئلہ ہے اور قطع نظر اس مسئلہ کے) کبھی نہیں سنا کہ کسی بزرگ کے عرس پر انسانوں اور وہ بھی اپنے ہی خاندان کو قتل کر دینے کا کشفاً حکمنامہ دیا گیا ہو۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے اس پہلے عرس پر غالباً کسی مرید کی بابت یہ پہلا ''کشفی حکم نامہ'' ہے جو نورانی میاں کے عرس مبارک پر ندیم کو دیا گیا۔ محاورہ سنا ہوا تھا کہ جیسی روح ویسے فرشتے۔ مولانا ساری عمر جس قسم کے غیر معصوم فرمودات و تبلیغی دعوے فرماتے رہے کہیں یہ انہی کی ''تاثیراتِ قُدسیہ'' کا کمال یا فیضِ عام تو نہیں.....؟! لوگوں کو یاد ہوگا تین سال قبل کراچی میں متحدہ مجلس عمل کے زیرِ انتظام امریکہ مخالف جلسے جلوس اور ہنگامہ آرائی ہوئی۔ ان جلسوں وغیرہ میں نورانی میاں نے امریکی فوڈ چین KFC کے خلاف بھی لوگوں کو اکسایا جس کے نتیجہ میں KFC کے کراچی ریسٹورنٹ پر حملہ بھی کیا گیا۔ لیکن زیادہ نقصان نہیں ہوا تھا۔ پچھلے دنوں جب دوبارہ ہنگامے ہوئے تو اشتعال میں آئے ہوئے ''دینداروں'' نے اپنا گذشتہ دبا ہوا غصہ دوبارہ نکالنے کیلئے KFC پر بھی حملہ کر دیا اور اسے جلا کر خاکستر کر دیا جسکے نتیجہ میں چھ بیگناہ ملازمین زندہ جل گئے۔ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ نورانی میاں کا اپنا ایک صاحبزادہ امریکہ میں مقیم ہے (پہلے تو تھا سرِ دست معلوم نہیں)۔ مشاہدہ ہے کہ نامور بزرگانِ دین کے عُرسوں پر جانیوالے خود کو فیض یافتہ کہلوانے میں فخر محسوس کرتے ہیں مگر نورانی میاں کے عُرس میں شامل ہونیوالا ندیم تو ''جرم یافتہ'' (قاتل) بن کر نکلا ہے.... بزبان غالب ع یا الٰہی! یہ ماجرا کیا ہے!

ماجرا تو خیر ظاہر وباہر ہے۔ لہٰذا اس سے کنی کتراتے ہوئے آیئے آخر میں مولانا مرحوم کے برطانیہ کے فقط ایک ہی تبلیغی دورہ کی طلسمائی تاثیر کے ہاتھوں ''آٹھ ہزار'' قادیانیوں کے'' قادیانیت'' سے تائب ہو کر مولانا کے ذریعے مشرف بہ نورانیت ہونے کے ''ایمان افروز و وجد آفریں'' دعویٰ کے متعلق برمنگھم سے شائع ہونیوالے ایک جریدے ماہنامہ صراطِ مستقیم کا یہ پرانا تراشہ پڑھیئے اور سر دھنئے۔ جریدۂ مذکورہ ''جھوٹ یا مبالغہ'' کے عنوان سے رقمطراز ہے:-

جھوٹ یا مبالغہ

''---یادش بخیر۔ پاکستان کے ایک مشہور عالم مولانا نُورانی میاں گزشتہ دنوں مختلف مُلکوں کی یاترا کے بعد جب لندن پہنچے تو اُن کے بارے میں دو مختلف خبریں روزنامہ ''جنگ'' میں شائع ہوئیں۔

ایک میں نورانی صاحب نے یہ دعویٰ کیا کہ اُن کے اس دورے کے دوران آٹھ ہزار قادیانی افراد مسلمان ہو گئے ہیں اور دوسری خبر یہ ہے کہ ہیگ (ہالینڈ) میں نورانی صاحب نے جس مدرسہ (جسے یہ لوگ ''یونیورسٹی'' کہتے ہیں) کا افتتاح کیا اُس میں دو ہزار سے زیادہ علماء کرام نے شرکت کی۔ ہمارے خیال میں ان دونوں خبروں میں اگر جھوٹ نہیں تو مبالغہ آمیزی سے ضرور کام لیا گیا ہے۔

پہلی خبر کو تو لندن میں قادیانیوں کے نمائندے شیخ مبارک احمد نے فوراً چیلنج کر دیا اور مولانا نورانی سے کہا کہ اگر وہ آٹھ ہزار کی بجائے صرف آٹھ آدمیوں کے نام ہی پیش کر دیں جو قادیانیت سے تائب ہوئے ہیں۔ تب بھی اُن کے دعوے کو درست تسلیم کر لیا جائیگا۔ مگر نورانی صاحب کی طرف سے ابھی تک خاموشی ہے اور اُن کیلئے جواب دینا خاصا مشکل ہو گیا ہے کیونکہ صرف آٹھ اور آٹھ ہزار میں بہت فرق ہے۔ اور اگر نورانی صاحب آٹھ آدمیوں کے نام بھی پیش نہ کر سکیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے صاف جھوٹ بولا ہے اور محض سستی شہرت حاصل کرنے کیلئے یہ بیان دیا۔ بہر حال اگر آٹھ آدمیوں کو انہوں نے مسلمان کر بھی لیا تو یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں۔ آٹھ ہزار کو حلقہ بگوش اسلام کر لینا واقعی بڑا کام تھا۔ لیکن یہ کام اتنا آسان بھی نہیں اور اُن لوگوں کیلئے تو خاصا مشکل ہے جو بیرونی ملکوں کے تبلیغ کے نام پر دورے صرف اس لئے کرتے ہیں کہ سال کے بعد اپنے مریدوں سے ملاقات کر کے اُن سے محبت و عقیدت کے نذرانے وصول کریں ----۔ دوسری خبر میں بھی صداقت بہت کم نظر آتی ہے۔ ہم نے جب ہالینڈ میں کچھ ساتھیوں سے رابطہ قائم کیا۔ تو انہوں نے سارے حاضرین جلسہ کی تعداد دو ہزار کی چوتھائی سے بھی کم بتائی جبکہ خبر میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ صرف علماء دو ہزار سے زیادہ تھے۔ ہم نورانی صاحب کو یہ چیلنج تو نہیں کرتے کہ وہ ان دو ہزار مولوی صاحبان کے ناموں کی فہرست جاری کریں کہ یہ دو ہزار کہاں سے اور کیسے ہالینڈ پہنچ گئے۔ لیکن اتنا ضرور عرض کریں گے کہ وہ زمانہ گیا جب ہر طرف

آپکی پرستش کرنے والے ہی آپکو ملتے تھے اب آپکے رازداں بھی ان بستیوں میں پہنچ چکے ہیں اور مسلمان اب دن بدن اس قابل ہوتے جا رہے ہیں کہ وہ اصلی اور نقلی چہروں میں تمیز کر سکیں۔ پاکستان میں تو فرقہ واریت کی بنیاد پر سیاست چل سکتی ہے۔ لیکن بیرونی ملکوں میں یہ کام اتنا آسان نہیں کہ آپ جو بھی دعویٰ کر دیں یا جو بھی فرمان جاری کر دیں اُسے آنکھیں بند کر کے قبول کر لیا جائے۔ اب تو ماشاء اللہ مرید بھی سیانے ہو گئے ہیں۔

(ماہنامہ صراطِ مستقیم برمنگھم۔ برطانیہ اپریل 1983ء)

نورانی میاں کے بیرون پاکستان مندرجہ بالا قسم کے تبلیغی دوروں اور بلند بانگ دعوؤں جبکہ اندرونِ ملک ان کی سیاست کے منفی اور مثبت اثرات کا گوشوارہ تیار کیا جائے تو خسارے کا پلڑا بوجہ وزن جھکا ہوا ملے گا۔ بعض سیاسی پنڈت ان کے ''منفی'' کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ بالخصوص بریلوی طرزِ اسلام پر یہ اثرات زیادہ تر منفی ہی بتائے جاتے رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نورانی میاں کی سیاست سے بریلوی بنیاد کمزور ہوئی۔ اسی غصہ میں بعض جوشیلے بریلوی سیاسی مولوی انہیں ''نورانی میاں'' کے وزن پر ''پانی میاں'' کہہ کر اپنا غم و غصہ دور کرتے دیکھے گئے۔ ''نورانی'' شائد ''نور'' اور ''بشر'' کے حوالے سے اور ''پانی'' ان کے پان کے پتے سے تعلق کی گہرائی دیکھتے ہوئے....! بہر کیف کچھ بھی ہو حضرت نورانی میاں کی اُفتادِ طبع اور پُر بہار عادات و خصائل کو بغور دیکھتے ہوئے ان کے ناقدین بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ع

حق مغفرت کرے عجب ''بہار'' مرد تھا!

اوپر مولوی فضل الرحمان کا ذکر آیا ہے تو یاد آیا کہ ایک خبر یہ بھی اخبارات میں شائع ہوئی کہ حالیہ لندن بم دھماکوں کے بعد پاکستان میں دینی مدارس میں عسکری ٹریننگ کے حوالے سے مولانا فضل الرحمان سے بھی مدد لینے کا سرکاری فیصلہ کیا گیا ہے۔ مولانا موصوف اس ضمن میں حکومت کی کیا مدد کریں گے اس کیلئے معروف کالم نگار اور شاعر ظفر اقبال کا ایک کالم ''سرخیاں اُن کی متن ہمارے'' سے مولانا فضل الرحمان کے بیانات اور ان پر ظفر اقبال کا ہلکا پھلکا تبصرہ ضیافتِ طبع کیلئے پیش ہے:-

جمیعت العلماءِ اسلام کے مرکزی امیر مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ ''**اگر جنرل مشرف حکومت پر قبضہ کر سکتے ہیں تو علماء کو بھی حق حاصل ہے**''۔ اس لیے ہم اپنا پہلا پی سی او تیار کر رہے ہیں اور بہت جلد اس کا اعلان کر دیا جائے گا!

انہوں نے کہا کہ ''**دین کی سربلندی اور ملک و ملت کی سلامتی کی خاطر علماء اور دینی مدارس کے طلباء اقتدار پر زبردستی قبضہ کر سکتے ہیں**'' کیونکہ یہ طبقہ ملکی سلامتی کو تا دیر خطرات میں گھرے نہیں دیکھ سکتا جبکہ دین کی سربلندی کا کام بھی وہیں سے شروع کیا جائے گا جہاں پر جنرل ضیاءالحق اسے بیچ میں ہی چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہو گئے تھے!

انہوں نے کہا کہ ''**وردی کو ہر چیز سے بالاتر نہ سمجھا جائے**'' اور اگرچہ جنرل مشرف نے اب گاہے بگاہے سوٹ وغیرہ بھی پہننا شروع کر دیا ہے تاہم دینی مدارس کے طلباء اور ہم لوگ بھی اپنی اپنی وردیاں سلوانا شروع کر رہے ہیں جو کہ اقتدار پر قبضے کے لیے بہت ضروری ہے!''

(ہفت روزہ ''زندگی'' لاہور 5 تا 11 مارچ 2000ء صفحہ: 53)

مولانا فضل الرحمان سے مدارس کی بابت ''مدد و مشاورت'' کے حالیہ سرکاری اعلان پر بقول میر تقی میر فقط یہی کہا جا سکتا ہے۔

میر بھی کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں!

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہِ پارینہ را

''زمیندار'' پھر ''غچا'' کھا گیا!

''ایک واقعہ پچھلے دنوں ہو چکا ہے کہ کسی مسلمان کے کسی اچھے فعل پر ''زمیندار'' نے اس کی بے حد تعریف کی لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ''قادیانی'' تھا۔ اس پر زمیندار بے حد پریشان ہوا۔ کیونکہ وہ تو قادیانیوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتا۔ ان کی اسلامیات کی تعریف کیوں کر سکتا ہے۔

لیکن اب کے پھر ''زمیندار'' اسی جال میں پھنس گیا۔ اس سال بی اے کے امتحان میں ایک قابل مسلمان نوجوان عبدالسلام اوّل رہا بلکہ اس نے ریکارڈ ہی مات کر دیا۔ زمیندار نے ''زندہ باد عبدالسلام'' کے عنوان سے اس مسلمان نوجوان کی کامیابی پر ایک شذرہ لکھا۔ اس کے والد محترم کو مبارک دی اور امید ظاہر کی کہ محکمہ تعلیم اس قابل فخر نوجوان کی حوصلہ افزائی کرے گا۔

لیکن زمیندار کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ ''عبدالسلام'' قادیانی ہے اور اس کے والد صاحب نہایت راسخ العقیدہ احمدی ہیں۔

اب ''شہباز'' (اخبار۔ناقل) پھر ''زمیندار'' سے پوچھے گا کہ اگر احمدی تمہارے نزدیک مسلمان ہیں تو پھر انہیں مسلم لیگ میں شامل ہونے کا حق کیوں نہیں اور اگر وہ کافر ہیں تو قائد اعظم کے اس ارشاد کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے کہ ہر ''بالغ مسلمان خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے''؟

بات اصل میں یہ ہے کہ عرفاً احمدیوں کے نزدیک بھی سب غیر احمدی مسلمان ہی ہیں۔ مولانا ظفر علی خاں اور مولانا اختر علی خاں کے ذاتی تعلقات اپنے بعض احمدی رشتہ داروں اور دوستوں کے ساتھ ویسے ہی ہیں جیسے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔

احمدیوں کے نام ووٹروں کی لسٹ میں بھی درج نہیں۔ ہندوؤں یا سکھوں یا عیسائیوں کی طرح ڈسٹرکٹ بورڈوں اور اسمبلیوں میں جو مسلمان امیدوار کھڑے ہوتے ہیں وہ جب احمدیوں سے ووٹ مانگنے جاتے ہیں تو انہیں مسلمان سمجھ کر ہی جاتے ہیں۔ جب یہ تمام حقائق ہیں تو بہتر یہی ہے کہ:

عُرفاً ہر اس شخص کو مسلمان سمجھا جائے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔

شرعی باریکیوں۔۔۔۔مسلمان ایک بھی نہ ملے۔ شیعہ سنیوں کے نزدیک کافر ہیں۔ سنی شیعوں کے نزدیک کافر ہیں۔ بدعتی حنفیوں اور وہابیوں کے باہمی کفر کے فتاویٰ رسوائے عالم ہیں۔ معاصر زمیندار کو چاہیے کہ اب اس بے پاو بے مدار پالیسی کو چھوڑ دے۔ جس میں قدم قدم پر ٹھوکر لگتی ہے اور شرمندہ ہونا پڑتا ہے''۔

(روزنامہ ''انقلاب'' لاہور (رکاب افکار و حوادث) ۲۸ جون ۱۹۴۴ء)

ریس

ہم کریں تبلیغِ دیں کفار کو پردیس میں
وہ ہمیں کافر بناتے ہیں ہمارے دیس میں
دیس میں کافر گری پردیس میں مسلم گری
جیتتا ہے کون دیکھیں اس انوکھی ریس میں

(قیصر ملک)

مختصر رودادِ میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کینیڈا

بہمراہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ 5 جولائی 2005ء

حضور انور نے دعا کرائی اور ممبران مجلس عاملہ کو اپنا اپنا تعارف کرانے کے بعد ان کے شعبہ جات کے بارہ میں پوچھا اور درج ذیل نصائح فرمائیں۔

نائب صدر اول:

حضور انور نے نائب صدر صاحب اول کو فرمایا کہ پوری کوشش کیا کریں کہ جماعتی پروگراموں اور سالانہ اجتماع پر حاضری اچھی ہونی چاہئے۔

اراکین خصوصی:

حضور انور نے اراکین خصوصی کو فرمایا کہ مجلس کو اچھے اچھے مشورے دیا کریں اور دعائیں کیا کریں۔

نائب صدر صف دوئم:

حضور انور نے نائب صدر صاحب صف دوئم کو فرمایا کہ تعلیمی پرچہ جات تمام صف دوم کے انصار سے حل کروائیں اور ان کیلئے سائیکل ریس اور سیر وغیرہ کا پروگرام بنائیں۔

معاون صدران:

حضور انور نے معاون صدر صاحب کو فرمایا کہ مجلس عاملہ کی میٹنگز کے منٹس باقاعدگی سے مجھے بھجوایا کریں۔ حضور انور نے دوسرے معاون صدر صاحب کو فرمایا کہ مجالس کی رپورٹس اچھی طرح پڑھنے کے بعد صدر صاحب مجلس رپورٹس کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی کارکردگی پر تبصرہ کیا کریں۔

قائد عمومی:

حضور انور نے قائد صاحب عمومی کو فرمایا کہ کوشش کریں کہ تمام مجالس باقاعدگی سے رپوٹیں بھجوایا کریں، ست مجالس کے پیچھے پڑ جائیں۔ صدر صاحب اور آپ اپنا تبصرہ باقاعدگی سے مجالس کو بھیجا کریں اور مجھے بھی باقاعدگی سے ہر ماہ رپورٹ بھیجا کریں۔

قائد مال:

حضور انور نے قائد مال صاحب سے ممبران انصار کی تعداد اور بجٹ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا کہ جماعتی کاموں میں بہت دلچسپی لیا کریں۔ اور فرمایا کہ مجلس انصار اللہ کینیڈا کو اپنے پروگراموں کے لئے انصار ہال بنانا چاہئے۔

قائد ذہانت وصحت جسمانی:

حضور انور نے قائد ذہانت وصحت جسمانی صاحب کو فرمایا کہ مراکز کے علاوہ ویسے بھی ان ڈور گیمز کا باقاعدگی کے ساتھ انتظام ہونا چاہئے۔

آڈیٹر:

حضور انور نے آڈیٹر صاحب کو فرمایا کہ مجلس انصار اللہ کا بجٹ مجلس عاملہ سے منظور ہونا چاہیے اور بجٹ پر ٹھیک طریقہ سے عمل کیا کریں۔

قائد ایثار:

حضور انور نے قائد ایثار صاحب کو فرمایا کہ انصار میں کافی لوگوں کو خدمت خلق کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضور انور نے صدر صاحب کو فرمایا کہ میں نے شعبہ ایثار کے لئے نئی ہدایات دی ہیں مرکز سے ان کو منگوا کر سارے سال کے لئے سکیم اور پروگرام بنائیں اور اس پر عمل کریں۔

قائد وقف جدید:

حضور انور نے قائد صاحب وقف جدید کو فرمایا آپ نے گذشتہ سال کا بجٹ کیوں نہیں پورا کیا۔ اس سال کیلئے ٹیم بنائیں اور لوگوں سے ذاتی رابطے پیدا کریں۔

قائد تربیت:

حضور انور نے قائد صاحب تربیت کو فرمایا کہ تربیتی پروگرامز کی پلاننگ تو بہت ہوتی ہے لیکن عمل کم ہوتا ہے۔ پروگرام پر پوری طرح عمل کو یقینی بنائیں لوگوں سے عمل کروائیں۔ انصار خواہ مخواہ اپنے آپ کو بوڑھا سمجھتے ہیں۔ صف دوئم والوں کو کافی چست ہونا چاہئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ آپ جوانوں کے بھی جوان ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ نے جب ذیلی تنظیمیں بنائیں تھیں تو مقصد یہ تھا کہ جماعت کا ہر حصہ فعال ہو جائے۔ یعنی اگر جماعتی نظام ست ہو تو ذیلی تنظیمیں فعال ہو جائیں، اگر دونوں ہی فعال ہو جائیں تو جماعت کی ترقی کی رفتار کئی گنا آگے چلی جاتی ہے۔

قائد تعلیم:

حضور انور نے قائد صاحب تعلیم کو فرمایا کہ صرف پروگرام بنانا تو کوئی کمال نہیں۔ اصل چیز یہ ہے کہ حاصل کیا کیا۔ تمام عاملہ ممبران کو بھی امتحان میں شمولیت کی تاکید کریں، سوال نامہ بھی دے دیں اور جواب بھی ساتھ دے دیں۔ مقصد یہ ہے کہ ایک دفعہ ان کی نظر سے گزر جائے اور کچھ نہ کچھ پڑھنے کی عادت پڑ جائے۔ سب سے رپورٹ لیا کریں کہ ہر ہفتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا کتنا حصہ پڑھا۔ ایک صفحہ دو صفحے چار صفحے یا ایک پیراگراف۔ ملفوظات بھی شروع کر دیں یا جس چیز میں دلچسپی ہو اس کو پڑھنا شروع کردیں۔ کچھ نہ کچھ براہ راست اس خزانے میں سے حصہ لیتے رہیں۔

قائد تحریک جدید:

حضور انور نے قائد صاحب تحریک جدید کو فرمایا کہ وقت آگیا ہے اب تحریک جدید کا چندہ اکٹھا کرنا شروع کر دیں۔

قائد نو مبائعین:

حضور انور نے قائد صاحب نو مبائعین کو فرمایا کہ اگر آپ کے پاس وقت نہیں ہے تو فون پر ہی رابطے کر لیا کریں۔ حضور انور نے صدر صاحب کو ارشاد فرمایا کہ اگر موجودہ قائد صاحب کے پاس وقت نہیں ہے تو کسی ایسے آدمی کو لائیں جو اچھی طرح یہ کام کر سکے۔

ایڈیشنل قائد مال:

حضور انور نے ایڈیشنل قائد مال صاحب کی شکایت پر کہ نئے آنے والے لوگ کہتے ہیں کہ ہم اپنی پرانی مجلس میں چندہ دے آئے ہیں، فرمایا کہ پہلے چندہ جس مجلس میں دے کر آئے ہیں نوٹ کرلیں اور ان پر اعتبار کریں۔ ٹیکس تو ہے نہیں چندہ ہے ان کا

اور اللہ کا معاملہ ہے ۔سب دعائیں کرتے رہیں معاف تو اللہ تعالیٰ نے ہی کرنا ہے۔

قائد اشاعت:

حضور انور نے قائد صاحب اشاعت کو فرمایا کہ اکثر انصار اردو پڑھنے والے ہیں انہیں رسالہ انصار اللہ ربوہ کے خریدار بنائیں ان کی بھی مدد ہو جائے گی ۔ اگر رسالہ باقاعدگی سے نہ آئے تو ان کو لکھا کریں۔

زعیم اعلیٰ:

حضور انور نے زعیم اعلیٰ صاحب کو فرمایا کہ بوڑھے لوگ جو فارغ ہو جاتے ہیں ان سے بھی کام لیا کریں۔

قائد تجنید:

حضور انور نے قائد صاحب تجنید کو فرمایا کہ آپ کی تجنید شعبہء مال والوں کی تجنید کے ساتھ ملنی چاہئے۔ذیلی تنظیموں کے تعلق کو جماعت سے بالکل الگ رکھنا چاہئے۔ اور علیحدہ نظام کے طور پر فعال کرنا چاہئے۔آپ کی اپنی ذمہ داری ہے اور آپ کو صدر اور عاملہ انصار اللہ کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہئے۔آپ اپنے ناظمین اور زعماء سے کام لیں ۔میں چاہتا ہوں کہ ذیلی تنظیموں کو بالکل علیحدہ کر کے فعال بنایا جائے ۔ کیونکہ یہ ایک مختلف نظام ہے۔الگ نظام اس لئے ہے کہ جماعت کا ہر ممبر فعال ہو اور ہر ایک اپنی اپنی کوشش کرے۔اگر قائد تجنید کا اپنا تعلق انصار سے ہوگا تو آسانی ہو گی، قائد مال کی انفارمیشن بھی درست نہیں ہوتی اس لئے کہ بعض لوگ چندے کے بجٹ میں شامل نہیں ہوتے، اور بعض ست ہوتے ہیں۔قائد تجنید بہت فعال ممبر ہونا چاہئے۔قائد مال اور قائد تجنید کو الگ الگ کام کرنا چاہئے۔ کبھی ہو نہیں سکتا کہ قائد مال اور قائد تجنید کی تجنید ایک جیسی ہوں۔ حضور انور کے ساتھ یہ میٹنگ تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔

(حامد لطیف بھٹی، قائد عمومی)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اخبارِ مجالس

شعبہ صحتِ جسمانی ---والی بال ٹورنامنٹ

29 مئی 2005ء (بروز اتوار) مسجد بیت الاسلام کے سامنے وسیع گراونڈ میں نیشنل مجلس انصار اللہ کینیڈا کے زیرِ انتظام تیسرا والی بال ٹورنامنٹ منعقد ہوا۔جسمیں مقامی اور غیر از جماعت مہمان کھلاڑیوں نے بھرپور انداز میں حصہ لیا۔اس ٹورنامنٹ کی چند تصویری جھلکیاں اور مفصل رپورٹ انگریزی حصہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

خاکسار (مبارز وڑائچ، قائد صحتِ جسمانی)

تمام قائدین اور زعماءِ مجالس سے گذارش ہے کہ اپنے شعبے اور اپنی مجالس کی کارگذاری رپورٹیں اور جملہ تقریبات مثلاً اجتماعات وغیرہ کی رپورٹس بمع تصاویر بغرض اشاعت نحنُ انصار اللہ کو باقاعدگی کے ساتھ بھجواتے رہا کریں۔ (قیادتِ اشاعت)

سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ۔ پیس ویلج

مجلس انصار اللہ پیس ویلج کا سالانہ اجتماع مورخہ ۵ مئی ۲۰۰۵ء بروز اتوار مسجد بیت الاسلام میں حسب روایت تلاوت، نظم، عہد اور دعا کے ساتھ شروع ہوا۔

مکرم ومحترم پروفیسر محمد اسلم صابر صاحب (جو حال ہی میں ربوہ سے کینیڈا آئے ہیں۔) کی زیر صدارت بوقت 10:30 شروع ہوا آپ نے پہلے عہد دہرایا بعد میں بہت ہی مفید تربیتی نصائح سے نوازا۔آپ کے بعد صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا مکرم و محترم ملک کلیم احمد صاحب نے انصاراللہ کی ذمہ داریوں پر نہایت احسن رنگ میں روشنی ڈالی۔ بعد ازاں مندرجہ ذیل علمی اور ورزشی مقابلہ جات ہوئے جن میں انصار بھائیوں نے بڑی دلچسپی سے حصہ لیا۔

علمی مقابلہ جات: تلاوت، نظم، تقریر۔مشاہدہ ومعائنہ۔ پیغام رسانی

ورزشی مقابلہ جات: دوڑ، پیدل چلنا، کلائی پکڑنا، والی بال، میوزیکل چیئر۔

دورانِ اجتماع صبح آنے والے حاضرینِ اجتماع کی چائے اور ڈونٹ وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ دوپہر کو تمام مہمانوں کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ خدا کے فضل سے تمام مہمانوں کو مہمان نوازی پسند آئی اور اجتماع ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ دوران اجتماع نیشنل اجتماع کی شوریٰ کے ممبران کا انتخاب بھی عمل میں لایا گیا۔

آخر میں نائب امیر جماعت کینیڈا مکرم ملک لال خان صاحب نے انصار میں انعامات تقسیم کیئے اور اختتامی دعا فرمائی۔ والسلام

خاکسار: (ظفر احمد گوندل، زعیم اعلیٰ پیس ویلج)

مختلف مجالس کی تبلیغی سرگرمیاں

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جی۔ٹی۔اے کی تین مجالس نے اس سال 2005ء کے آغاز میں ہی تبلیغی میدان میں خدمت کرنے کی سعادت پائی۔ ان مجالس نے مجلس انصاراللہ شعبہ تبلیغ کے لائحہ عمل کے مطابق ہر ماہ غیر از جماعت احباب کے ساتھ سوال و جواب کی محافل منعقد کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے سال کے آغاز میں یہ کام شروع کر دیا جس کی تفصیل یوں ہے۔

مجلس پیس ویلج:- مورخہ 29 جنوری بروز ہفتہ بعد نماز عصر سوال و جواب کی محفل ہوئی جس میں غیر از جماعت افراد نے شرکت کی۔

مجلس بریمپٹن:- مورخہ 30 جنوری بعد نماز ظہر سوال و جواب کی مجلس میں منعقد کی گئی جس میں ۵ غیر از جماعت احباب نے شرکت فرمائی۔ مجلس بریمپٹن کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور محفل مورخہ 6 فروری کو منعقد کرنے کی توفیق دی۔اس محفل میں 3 غیر از جماعت احباب نے شرکت کی۔

مجلس ویسٹن ساؤتھ:- مورخہ 30 جنوری کو سوال و جوب کی محفل احمدیہ ابوڈ آف پیس میں بعد نماز مغرب منعقد ہوئی جس میں ۵ غیر از جماعت احباب نے شرکت فرمائی۔

دیگر مجالس سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی شعبۂ تبلیغ کے تحت اپنی جملہ مساعی سے مرکز کو آگاہ فرمائیں۔ جزاء کم اللہ احسن الجزاء

خاکسار: (مجید احمد طارق نیشنل قائد تبلیغ)

UR-TELECOM

LONG DISTANCE SERIVCE PROVIDER

CALL YOUR LOVE ONES ANY WHERE IN THE WORLD.

TRY OUR VERY LOW RATES

Pakistan 24 cents per minute/ Canada & U.S. 2.5 cents per minute.
Europe 3.8 cents per minutes and very low rates around the Globe.

No Transfer Fee

Switching over to UR-telecom/ Kishki Telecom is absolutely free of charge.

No Connection Fee

Talk as long or as little as you want without worrying about connection fees or limits.

No Restrictions

Enjoy low rates anywhere in the world, 24 hours a day, 7 days a week, all year round!

No Service Charges

No monthly fee, it's that simple. You only pay for the calls you make.

Clear Lines

Experience clear sound during calls without hissing, static, or interference.

Reliable Service

Our reliable service ensures you don't waste time with busy signals or unexpected hang-ups.

CALL 416-848-7307 email: urtelecom@gmail.com
OR
VISIT OUR WEBSITE: www.urtelecom.com

Service available in;
London, Kitchener, Waterloo, Windsor, Hamilton, Ottawa, Montreal, & GTA Toronto.

BUYING OR SELLING YOUR HOME?

Excellent Results!
Free Consultation & Reliable Service

Rewards/Draw:

2006 Dodge Caravan
Sony 61" HD.TV
Vacation for 2 to Cuba

(valid until Dec. 31, 2005)

Buyer's Services

- Consult for dream home
- Free market evaluation
- Updated new listings
- Related Services:
  - -Mortgages
  - -Home Inspections
  - -Lawyer's Services

Seller's Services

- Free market evaluation
- Consultation & Suggestions
- Open-Houses
- MLS listings
- Sell your property fast
- Get top dollars for you

Century 21

Contact Fazal Shahid
Direct Line: 416-788-0537
Office Line: 416-742-8000

GM Canada GATEWAY / AUTO DEN

CHEVROLET.OLDSMOBILE
2 GATEWAY BOULEVARD, BRAMPTON, ONTARIO L6T 4A7

12544 HWY #50, BOLTON, ON L7E
(HWY #50 & MAYFIELD)

Drive a NEW Vehicle For Only $199 / Month

- 0% Financing & Lease Rates
- Sales & leasing - Financing Available
- Huge Selection - 2 Doors & 4 Doors
- Huge selection of Pickup Trucks & Vans
- Many Factory Incentives
- Large selection of Pre-owned Vehicles
- Large Service Dept. And Body Shop
- Top Value For All Trades
- Graduate Program $1000 Discount

[redacted] People Buy where People Trust & Thank [redacted]u For Y[redacted] Continuous Support!!!

CALL FOR THE BEST DEAL !!!

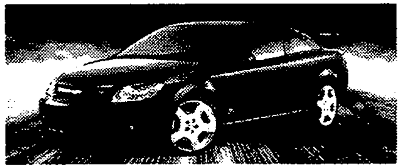

Call us before Buying OR Selling !!!

LOOKING FOR NEW & USED CARS, TRUCKS AND VANS

Mubariz Warraich
TEL: (905) 791-7111- ext 201
Cell: (647) 280 - 7431
E-mail: mubarizw@hotmail.com

Sharif Warraich
TEL: (905) 857 - 7266
Cell: (416) 910 - 9214
E-mail: sharif74@hotmail.com

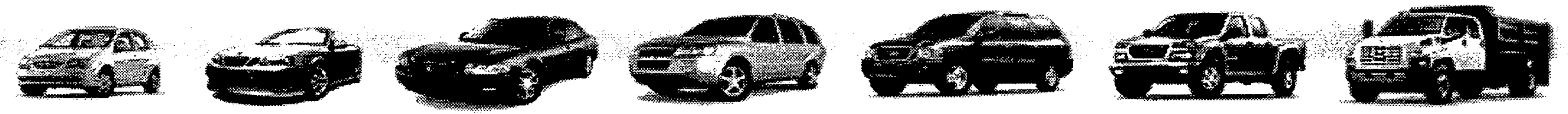

Selected Snapshots of Second Annual Volleyball Invitational Tournament

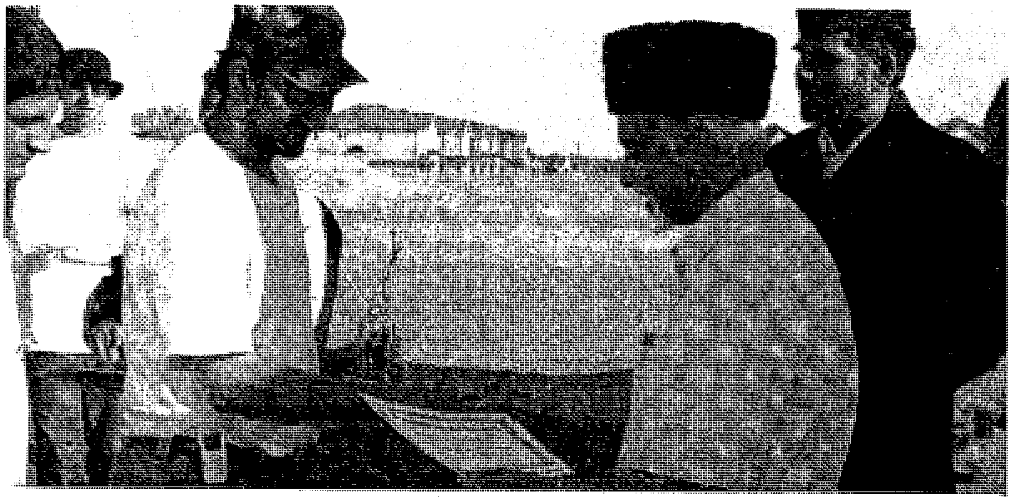

بسم الله الرحمن الرحيم

Ahmadiyya Muslim Association U.K.
(ESTABLISHED 1914)

PRESS RELEASE

8 October 2005
for immediate release

Ahmadi Muslims pledge support for the South Asia quake victims

The Spiritual Head of the Worldwide Ahmadiyya Muslim Community, currently based in London, **Hadhrat Mirza Masroor Ahmad** said today:

"I wish to extend the sincere sympathies of the Worldwide Ahmadiyya Muslim Community on the major earthquake that has struck northern Pakistan. India and Afghanistan today. Our prayers are with the victims and families of those affected by this disaster. May God Almighty grant fortitude to all.

"The UK registered charity 'Humanity First' has mobilised its resources to assess the needs of the people and the area, and all assistance possible will be offered to the Governments of all three countries.

Ahmadiyya Muslim Association UK
The Baitul Futuh Mosque
181 London Road, Morden
Surrey SM4 5HF
United Kingdom
Tel 020 8870 8687 7800 Fax 020 8687 7899

UK Press Enquiries – Dr Basharat Nazir
Email basharat.nazir@btinternet.com
Tel 07703 483 384

Notes to Editor

The Ahmadiyya Muslim Community has centres in 182 countries of the world and 200 million adherents worldwide.

Humanity First is an independent global charity based in London. It provides assistance across the world, runs hundreds of community projects in Africa and has assisted in many areas following the tsunami in Asia and the recent hurricanes in USA.

The Baitul Futuh Mosque, 181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF
Tel 020 8870 8687 7800 Fax 020 8687 7899
Press Enquiry Email basharat.nazir@btinternet.com Tel 07703 483 384

بسم الله الرحمن الرحيم

Ahmadiyya Muslim Association U.K.
(ESTABLISHED 1914)

PRESS RELEASE

8 October 2005
for immediate release

Victimisation of Ahmadi Muslims in Pakistan

The horrific shooting (Friday 7 October 2005) of Ahmadi Muslims in Pakistan at prayer in a mosque during the holy month of Ramadhan has killed eight and seriously wounded 20 others.

Speaking during the Friday Sermon at the Baitul Futuh Mosque London, the Spiritual Head of the Worldwide Ahmadiyya Muslim Community, **Hadhrat Mirza Masroor Ahmad** said:

"Our heartfelt prayers go to the victims and the families of those killed and injured, and to the community in Mong Rasool and Pakistan.

"It should be understood that this is not a general act of religious terrorism. It's actually a part of a heinous scheme being perpetrated by radical groups led by some crazed Mullahs in Pakistan. Masquerading as the men of puritan Islam, these groups continue to advocate systematic victimisation of Ahmadi Muslims because of their beliefs, all in the name of Allah.

"We ask the authorities in Pakistan to apprehend the perpetrators of today's crime and bring them to justice, and also to address the root cause of the problems that Ahmadi Muslims are continuously facing in Pakistan."

Ahmadi Muslims, whose motto is 'love for all hatred for none' join the majority of Pakistanis in praying that Pakistan, which was established in the name of Islam, would project its true picture, that of peace and harmony.

Ahmadiyya Muslim Association UK
The Baitul Futuh Mosque
181 London Road, Morden
Surrey SM4 5HF
United Kingdom
Tel 020 8870 8687 7800 Fax 020 8687 7899

UK Press Enquiries – Dr Basharat Nazir
Email basharat.nazir@btinternet.com
Tel 07703 483 384

The Baitul Futuh Mosque, 181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF
Tel 020 8870 8687 7800 Fax 020 8687 7899
Press Enquiry Email basharat.nazir@btinternet.com Tel 07703 483 384

Fanatics Attack Ahmadis in Indonesia - Many Injured and Properties Destroyed Ahmadiyya Muslim Community Makes Urgent Appeal for Intervention

The Ahmadiyya Muslim Community Worldwide is shocked to learn that on July 09, 2005 an organized group of fundamentalist, militant and extremist Muslims in Indonesia brutally attacked the Ahmadiyya Muslim Community's Annual Convention in which at least eight Ahmadis were seriously injured.

This militant group had openly announced their ill intentions and asked the Governor of the area to make sure that the Ahmadis did not hold their Annual Convention, otherwise serious consequences would result. The members of Ahmadiyya Muslim Community had also informed the relevant law enforcing agencies of the area about the seriousness of the situation and had requested for help, safety and security.

This inaction on the part of the local law enforcement authorities has resulted not only in injuries to innocent men, women and children, but has also emboldened the militant group to the extent that they made another attempt by attacking the National Headquarters of the Ahmadiyya Muslim Community.

The Ahmadiyya Muslim Mosque in Bogor near Jakarta came under severe attack, while Police and other law enforcement agencies were standing aside as silent spectators, doing nothing.

More than 50 people were injured in this attack and properties were damaged.

The Ahmadiyya Muslim Community is a peaceful and peace loving world-wide community, which is busy working in all continents of the world, particularly in countries where there is more need, for the benefit of the humanity irrespective of their colour, creed, faith, nationality, gender etc. Our motto is LOVE FOR ALL, HATRED FOR NONE and we believe in HUMANITY FIRST. How sad it is that members of this peaceful community that was in forefront in doing relief work in Indonesia after the Tsunami disaster is facing themselves, the disaster of inhumanity that has not even spared children and women of such a peaceful community.

The Ahmadiyya Muslim Community urges Indonesian government to immediately take appropriate measures to stop these heinous acts of violence and fullfil the responsibility of the government to protect the lives and properties of its citizens.

8 killed, 20 wounded in gunmen attack on Ahmadiyya Mosque in Mong near Mandi Bahauddin

Mong, Mandi Bahauddin; October 7, 2005: Unknown gunmen attacked Ahmadiyya Mosque in early hours of Friday when large number of worshippers gathered to offer Fajar prayers. According to sources armed with automatic assault rifles (Kalashnikovs) three persons entered the village riding a motorcycle. Two of them entered Ahmadiyya Mosque and sprayed bullets in every direction killing six instantly and wounding 22 others including 12 children. Two injured succumbed to their injuries in Hospital. Condition of some of the injured is stated to be critical. According to Indus News Network the village Mong never had any religious tension or violence and people of all sects lived there peacefully.
Those who were martyred included two real brothers Raja Muhammad Ashraf, Raja Abid and their other family members Raja Muhammad Altaf, Raja Abdul Majeed, Raja Lahrasab and three others Aslam, Naveed and Yasir.

Humanity First

Restoring Communities,

Building a future

Our Mission:

Humanity First's mission is to serve disaster struck and socially disadvantaged individuals and families in the poorer communities in the world. Drawing strength from our global diversity, resources and experience, we aim to:

- Relieve suffering caused by natural disaster and human conflict
- Promote peace and understanding based on mutual tolerance and respect
- Strengthen people's capacity to help themselves

Our Strategic Initiatives:

Humanity First is currently undertaking the following major initiatives:.

- Education: Our Kids, Our Future (Elementary Schools)
- Health Services: Gift of Sight
- Community Development: Water for Life
- Disaster Relief

Organizational Approach:

Humanity First is a volunteer based operating organization. We serve the communities through various projects by driving fundraising activities, engaging volunteers from local communities and our donor base, and partner with other organizations with similar humanitarian service goals.
The board of directors, management team, and project staff running the day-to-day operations consists of 100% volunteers with diverse professional backgrounds, including business, healthcare, and education sectors. This unique strength allows us to direct more than 90% of all funds raised towards the humanitarian projects we pursue.

Relief International - A Humanity First Organization

Relief International is a Canadian based non-profit charitable, humanitarian relief organization, established to provide help and assistance to the less fortunate fellow human beings around the globe and also to improve the quality of life in under- privileged countries If you are interested in finding out more about Relief International or to volunteer and become part of a selfless team, please contact us.

RELIEF INTERNATIONAL
10610 Jane Street
Maple, Ontario,
L6A 3A2
Canada

Tel & Fax: (416) 440-0346 Email: info@reliefinternational.ca

Humanity First

Serving the survivors of Hurricane Katrina in the Gulf Coast Region!

Hurricane Katrina Relief Update:

Food and necessary supplies: Humanity First teams in the gulf coast region have been engaged in the relief efforts since September 2. The teams delivered 5 trucks full of non-perishable food items, drinking water, and other necessary supplies (paper cups, plates, hygiene products such as diapers, etc.). These trucks were sent from Houston, Dallas, and Atlanta chapters of Humanity First and delivered the relief packages in Baton Rouge, Mobile (Alabama), and areas of Mississippi. More relief packages are being planned to support the affected communities in the coming days.

Medical services: A team of volunteer doctors from Humanity First is providing relief services at George R Brown Convention Center in Houston, TX. This is one of the major locations where a large number of Katrina survivors have been housed after being evacuated from New Orleans. In addition to the physicians, several other volunteers have been assisting in relief services and attended food handling course so that Humanity First can setup and operate food preparation and distribution services onsite.

For doctors interested in volunteering: There are various opportunities for physicians to volunteer in Louisiana, Mississippi and Texas to help the displaced and affected victims of Hurricane Katrina. If you have a valid license in any US state and are listed on the national database for physicians, you can volunteer. Please contact Dr. Mahmood Qureshi at mqureshi@humanityfirst.org for details and coordination.

Non-health professionals interested in volunteering: People, who are interested in volunteering but are not health professionals, please take the following course online to get certified (within 24 hrs) for the services.

http://training.fema.gov/EMIWeb/CERT/

Please contact Dr. Mahmood Qureshi at mqureshi@humanityfirst.org for details and coordination.

- Mail in your personal checks: (Checks should be payable to Humanity First, USA)

  Address:
  Humanity First USA
  15000 Good Hope Road
  Silver Spring, MD 20905

with this grim message of warning there is also a glorious message of hope that mankind will ultimately survive and be ushered into a new era of light. Man will learn to mend his ways—if not before, at least after tasting some of the fruits of his follies and defiance to God.

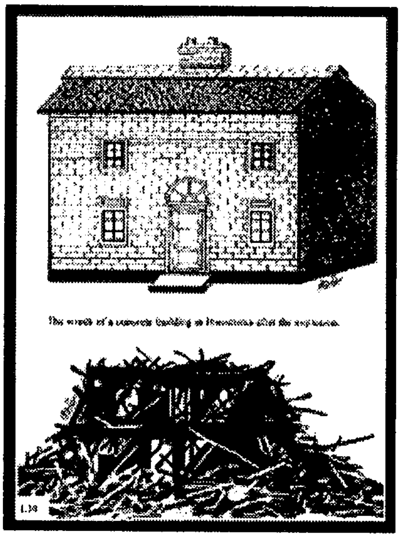

A Building after a Nuclear Explosion

In another Surah, the Quran speaks of cardinal geographic and climatic changes of such horrendous nature as would render the face of many tracts of land, countries and continents entirely desolate. This perhaps is related to the aftermath of the holocaust we have just discussed. Before that, the same lands were counted among the most scenic and beautiful parts of the world, uniquely rich in dazzling beauty. How we wish that of all the Quranic prophecies, this one at least will not have to be realized. This wish is certainly not a sign of disrespect to the prophetic Quranic warnings. It only springs from our unshakeable faith in the all-embracing graciousness of God—the All-Merciful, the All-Beneficent. All warnings, however categoric they may sound, are conditional to the response of man. The example of the people of Jonah[as], who were spared the destined wrath of God after they turned to Him with profound repentance, kindles the flame of hope for us today. Despite the fact that there is no genuine justification for optimism in view of the consistent decline in human moral values, it is the only hope after all to which one may cling. The rest is a fearsome night of utter despair. But the cure for their deep-seated maladies no longer lies in the hands of godless messiahs. It lies in the hands of God alone—but only if our hands are raised in prayer before Him. Perhaps we are talking a language hard for contemporary man to understand. It runs counter to what his ears are attuned to hear. Allah knows best!

warnings delivered to them by the Divine messengers of their time. As a consequence they, one and all, witnessed the tragic end that was promised to them, and their belated repentance was of no avail. The only purpose served by the warning is for the future generations to take heed. The Holy Quran thus points its finger at their tragedy so that the generations to follow may learn the art of life from the death of those who preceded them.

وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّنَ الْأَنبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ
النُّذُرُ ۝ 54:5-6

> And there has already come to them the great news wherein is a warning—
> Consummate wisdom; but the warnings profit them not. [6]

If a people do not draw their lesson, then it is only they who are to be blamed for the disastrous consequences which await them.

The atomic holocaust to which we refer is also discussed in Surah *Ta Ha* (Chapter 20) in relation to its ultimate consequences. By implication, the verse also makes it clear that it would be the pride and arrogance of the great world powers of the time which will be broken, mankind as such will not be wiped out.

The relevant verse clearly predicts that this will not be a point of termination for mankind as such. It will be only the might of the arrogant political powers that will be shattered and laid low. From their graves will rise the new world order. The mountain-like superpowers will be pulverized and levelled as though into a vast expanse of sand. You will not detect any highs or lows, or aboves and belows in their contour.

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا
صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ۝ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ
لَا عِوَجَ لَهُ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ۝

20:106-109

> And they ask thee concerning the mountains. Say, 'My Lord will break them into pieces and scatter them as dust.
> 'And He will leave them as a barren, level plain,
> 'Wherein thou wilt see no depression, or elevation.'
>
> On that day they will follow the Caller *straight*, there being no deviation therefrom; and *all* voices shall be hushed before the Gracious *God* and thou shalt not hear but a subdued sound of footsteps. [7]

The Quran predicts that once their pride is shattered and they are finally humbled and straightened, only then will they be fit to respond to the humblest of callers unto God, who has no crookedness about him. Such destruction as described could only result from a holocaust of the magnitude of hundreds of nuclear explosions, which implies that man will not learn his lesson and the head of his arrogance will have to be bent by the sheer weight of this enormity. Along

roots of this evil. The sight of man seldom penetrates beyond the surfaces he scans. Few among them can introspect themselves to discover the hidden face of their evil intentions. This is a sort of blindness which is specifically related to the crookedness in man. Whenever he himself is responsible for causing suffering and spreading evil around him, he will not identify his own hand behind them.

Such is the chain of catastrophes of global impact we are examining. A scientist explains the underlying phenomenon of nuclear explosions only to the extent of material and physical causes. But when such enormously destructive devices are employed to play havoc with the peace of man, it is not the scientists who created them who should be blamed. The root cause lies elsewhere. It is the great world powers which are invariably responsible for such cruel and senseless decisions of global magnitude. Yet despite their greatness they are no more than mere pawns in the hands of the utterly selfish collective will of the masses.

The Holy Quran, though speaking of scientific events with great precision, does not assume the role of a mere scientific instructor. Rather it is the immoral causes of distorted human behaviour to which it draws our attention. It explains the phenomenon of a trigger indeed, but focuses our attention not on the trigger but upon the finger that pulls it. This is the purpose of Quranic warnings. As such, it repeatedly pronounces that for all the ugliness done to man, it is man himself who is to blame. Thus the preventive measures, according to the Quran, relate to the reformation of human character. It states that if people change their conduct and reform themselves in accordance with Divine guidance, this would create the healthy climate necessary for the survival of justice and fair play.

The lighthouse of the Quranic prophecies clearly shows what rocks to avoid and what channels to follow. Yet how unlikely it is for those who command the ship of human affairs to heed the warning and steer the ship across the impending hazards to the safe haven of peace. It is herein that the ultimate cause of disaster lies. Without a critical and realistic analysis of human behaviour at every level of its activity, no sound workable solution can be conceived of problems which confront man today. In simplest terms, it lies in the rehabilitation of basic human values such as truth, honesty, integrity, justice, fair play, concern for others, sensibility to the sufferings of people even when they are unrelated, and an overall commitment to goodness. Remove them as factors from human relationships and wait for the catastrophe to overtake you. It is the only logical conclusion.

Surah *Al-Qamar* (Chapter 54), explains this with reference to the history of earlier peoples who did not take heed of the

Perhaps, here it is not only the likeness to the colour of the camel, but also the shape of its hump which is highlighted.

People of the seventh century would not have been able to understand the significance of such a deadly cloud or smoke. It would have been beyond their comprehension. However, today we know of atomic explosions and can understand the images of radioactive clouds they produce.

This fateful description is also referred to in another verse of the Quran which reads as follows:

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ 77:16*

> Woe on that day unto those who deny. [4]

'That day' (يَوْمَئِذٍ) can refer to the day of judgement, but it also refers to a time here on earth, when those who refuse to believe in the signs (الْمُكَذِّبِينَ) will be tormented by a smoke that casts a deadly shadow over whatever lies beneath. It will be a shadow which will move on, from land to land, bringing no relief, but only a shade full of agony. That will be the age when having witnessed this Divine punishment of colossal dimensions, man would at last turn to God beseeching His favour to rescue him from this unbearable chastisement. But when the wrath of Allah overtakes people, the time for forgiveness and deliverance is already over. Thus the Holy Quran explains:

أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ * ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ* 44:14-15

> How shall a message be effectual for them, since a messenger has already come to them, explaining things clearly? Yet they turn away from him, saying, 'He is tutored, a man possessed.' [5]

PROPHETIC WARNINGS are only delivered to awaken man to the danger of calamities which are but the consequence of his own folly. The prophecies mentioned above clearly relate to our age. They speak of events which were completely unknown to the people of earlier ages. One wonders if the full implications of all such prophecies were revealed by God to the Holy Prophet[sa] in every detail. But the clarity with which he describes future events leaves a strong impression as if he were beholding them like a prophetic puppet show being staged in the hall of destiny. Yet mankind had to wait for more than a thousand years before these prophecies would begin to be realized. Hence, the real transfer of these events from the realm of the unseen to that of the seen, could only become possible in the nuclear age.

The enormity of the atomic catastrophe is horrendous, yet little attention is paid by man to investigate and identify the underlying

immense heat which burns everything on its way. The speed at which this heat front moves is many times the speed of sound which also creates shockwaves. But much faster and more penetrating than this are the gamma rays which outpace the heat front by leaping forward at the speed of light.

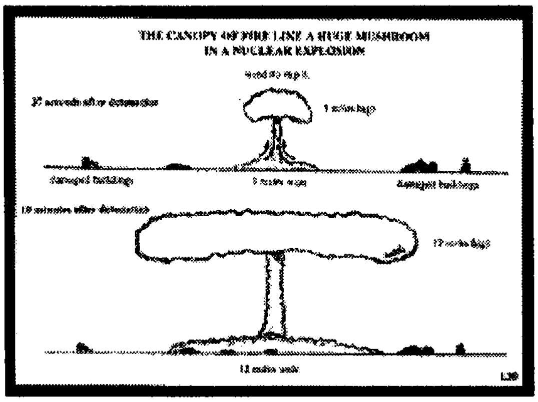

A Nuclear Explosion

They are so immensely vibrant that by the sheer force of their vibration they strike the hearts dead. So death is not caused by the intense heat generated by x-rays, it is the tremendous energy of the gamma rays which inflicts instantaneous death. This is exactly how the Holy Quran describes it.

Again in Surah *Al-Dukhan* (The Smoke), the Quran describes a lethal cloud which comprises a deadly radiant smoke:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا
عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ 44:11-12

Then watch for the day when the sky will bring forth a manifest smoke,
That will cast a shadow upon people. This will be a painful suffering. [2]

The nature of this cloud is further qualified by the following verses:

انْطَلِقُوا إِلَى مَا كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝ انْطَلِقُوا إِلَى ظِلٍّ ذِي
ثَلٰثِ شُعَبٍ ۝ لَّا ظَلِيلٍ وَلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ ۝ إِنَّهَا تَرْمِي
بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ كَأَنَّهُ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۝ 77:30-34

'Now move towards what you have been denying,
'Move on towards a three-pronged shadow,
'Neither affording shade, nor protecting from the blaze.'
It throws up flames like *huge* castles,
As though the castles were dusky yellow camels. [3]

The words 'move towards' indicate that mankind will be gradually carried into an era where it will confront this calamity of a tormenting cloud which offers no shade or protection. Shadows provide relief and shelter. The clouds stand between us and the blazing heat of the sun. In the above verse no sun is mentioned, just a fire, from whose blaze this shadow affords no protection. Rather, the shadow of this cloud becomes a means of transmitting the torment of the fire which emits it. Nothing under its shade is safe. This clearly is the description of a radioactive cloud. The event being described will throw up huge flames of a dusky yellow appearance, flames that are likened to castles and also have the appearance of camels.

meaning, they tossed them lock, stock and barrel over to the unknown.

Among the Western orientalists, Sale faced the same dilemma of how to translate the word *hotamah* literally. He simply mentioned a large number of people to be thrust into the *hotamah* without translating *Al-hotamah* at all. This left no danger for the English speaking people to express their incredulance at the impossibility of people being cast into a tiny particle. As they would have no idea what *hotamah* is, they would be free to imagine a vast hall of burning fire called the *hotamah* (the smallest particle). This strategy of Sale saved him from the embarrassment of this translation. Yet, at the same time, he failed to do justice to this amazing prophecy.

The fire described in this verse, whether it is a conflagration here upon earth or a raging fire in the hereafter, could in no way be pressed into the tiny space of the minutest of particles. But that is not the only dilemma which must have confronted Sale and other earlier commentators. What about the fire which is packed into tiny extended columns, a scenario altogether impossible to conceive until the dawn of the atomic era? Now the jigsaw puzzle appears to be finally resolved, with every piece settling into its right place.

Unless one is familiar with the scientific description of how an atomic explosion takes place and what changes are brought about within the nuclear mass, one cannot fully comprehend the meaning of the Quranic expression of 'extended columns'. Nuclear experts describe the state of a critical mass which is about to explode, as something elongating and pulsating with the immense pressure built within it. This pressure is caused by the elongation of the nuclei before they burst and in that process an element of high atomic weight is split into two elements of lesser atomic weight. The sum total of the atomic weight of the newly formed elements is less than the atomic weight of the original parent element, normally referred to as a heavy metal. The small portion of the atomic weight which is lost in this process is turned into energy. This is not the only model of a nuclear bomb but we have chosen this simple one to describe the process of the extended columns.

TURNING TO the issue of how this fire could leap directly upon the hearts, the scientific description is given below:

At the instant of explosion, large quantities of gamma rays, neutrons and x-rays are immediately released. The x-rays raise the temperature immediately to meteoric heights creating a great ball of fire rising rapidly, riding the extremely hot atomic blast. This is the canopy of fire like a huge mushroom which is seen from far and wide.

The x-rays also travel sideways in all directions along with the neutrons, causing

time would come when man would be cast in the *hotamah* when another claim, even more bizarre, comes in its wake.

Explaining the word *hotamah*, the Holy Quran speaks of a blazing fire built within it and confined in extended columns. It goes on to declare that when man will be cast into it, this fire will directly leap upon his heart as though no intervening rib cage existed. This can only mean that this fire would be of a completely different nature which could directly kill the heart before it could scorch the body. Certainly no fire known to man of that age could be described as such.

These however are not the only elements of surprise about this description; what follows is even more astonishing. This fire is mentioned as having been locked up in outstretched columns waiting to leap upon man till such time as it is destined to be unleashed.

WONDER UPON WONDER is heaped in such a short space of a few simple statements. First the declaration that the time would come when man would be cast into the smallest particle, then the description of that smallest particle and what it contains. It contains a type of fire which is kept confined in some tiny vessels which could appear like extended columns.

The casting of man into this minute particle does not mean that a single man will be cast into it. Man is mentioned as a generic name and the casting indicates his subjection to that affliction to which he will be doomed. This has only become conceivable in the contemporary age when man has discovered the secret of the atoms and the immense stores of energy which they contain. This is the age when the fire contained in the smallest particles leaps out and engulfs large areas extending to thousands of square miles. Everything that lies within its range is engulfed, man and all. Hence, what seemed so unrealistic fourteen hundred years ago, has become a commonplace reality which even young children can understand.

The most hyperbolical expression of wonder fails to do justice to the greatness of this prophecy. No less wonderful is the fact that the people of that age failed to recognize the import of this short Surah *Al-Humazah*; or it would have leapt upon their beliefs and faith, rather than upon their hearts. How these amazing statements escaped their notice and went unchallenged defies logic. Perhaps they sought refuge in the belief that these verses do not apply to the events of this world, but relate to the mysterious realm of the unknown in the hereafter. Many a commentator simply avoided even an attempt to explain these verses. A few who took up the challenge, unburdened themselves by arbitrarily relegating the contents of these verses to the time of resurrection. Thus, not comprehending their

Nuclear Holocaust
(Hadhrat Mirza Tahir Ahmad[rh])
(A chapter from part VI of **Revelation, Rationality, Knowledge & Truth)**

AMONG THE QURANIC PROPHECIES relating to events and inventions of our age, there are some which are of outstanding importance and great global significance. One such prophecy relates to the impending danger of a nuclear holocaust.

This prophecy was made at a time when man could not entertain the idea of an atomic explosion by any stretch of his imagination. But as we will presently illustrate, there are certain verses of the Holy Quran which clearly speak of tiny insignificant particles which are described as storehouses of immense energy, as though the fire of hell was locked within them. Amazing as it may seem, this is exactly what is literally described in the following verses.

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ * الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ * يَحْسَبُ اَنَّ
مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ * كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ * وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا
الْحُطَمَةُ * نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ * الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ * اِنَّهَا
عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ * فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ * 104:2-10

> Woe to every backbiter, slanderer,
> Who amasses wealth and counts it over and over.
> He imagines that his wealth will make him immortal.
> Nay! he shall surely be cast into the "*hotamah*".
> And what should make thee know what the "*hotamah*" is?
> Allah's fire as preserved fuel,
> Which will leap suddenly on to the hearts.
> It is locked up in outstretched pillars to be used against them. [1]

This short Quranic Chapter is densely packed with astounding statements which lie far beyond the reach of the people of that age. Strange is it not, to read that the sinful people of a certain description would be cast into the *hotamah*, which means the tiniest of particles, such as we see floating in a beam of light which passes through a poorly lit room.

Authentic Arabic lexicons describe *hotamah* as possessing two root meanings; first *hatamah*, which means 'to pound' or 'pulverize into extremely small particles', and the second hitmah, which means 'the smallest insignificant particle'. Thus *hitmah* is the result obtained by breaking something down to its smallest constituents.

The two meanings just mentioned can rightfully be applied to any extremely minute particle which has reached the limits of its divisible potential. As the concept of the atom had not been born fourteen hundred years ago, the nearest substitute to it could only be *hotamah* which also sounds intriguingly close to atom. One hardly recovers from the shock of the claim that a

One Way Ticket- Absolutely Free.

(Anonymous contributor via e-mail)

When we are leaving this world for the next one, it shall be like a trip to another country. Where details of that country won't be found in glamorous travel brochures but in the Holy Qur'an and the Ahadiths.

Where our plane won't be British Airways, Gulf Air or American Airlines but Air Janazah.

Where our luggage won't be the suitcases, but our deeds no matter how heavy they weigh. We don't pay for excess luggage. They are carried free of charge, with our Creator's compliments.

Where our dress won't be a Pierre Cardin suit or Moschino or Iceberg Jeans or Gucci sunglasses and the like but the white cotton shroud.

Where our perfume won't be Chanel, Paco Rabane, but the camphor.

Where we won't need a visa, we won't have qualms about immigrants, refugees etc. Everyone will be equal.

Where our place of departure won't be Heathrow, Pearson or Jeddah International but the graveyard.

Where our place of destination won't be a place where we can choose to be re-incarnated and returned to life as a fly, but instead a place where we wait for the Day of Judgment.

Where our waiting lounge won't be nice carpeted and air-conditioned area but the 6 feet deep gloomy *Qabar,* (grave).

Where the Immigration Officers won't be Her Majesty's officers but *Munkar* and *Nakeer, (two angels who record our deeds).*

Where there is no need for Customs Officers or metal detectors. Where the transit airport will be *Al Barzakh*.

Where our final place of destination will be either the paradise under which rivers flow or the Hell fire.

This trip does not come with a price tag. It is free of charge. So our savings would not come handy. This flight can never be hijacked so do not worry about terrorists.

Food won't be served on this flight so do not worry about our allergies or whether the food is Halal. No worry about legroom; we won't need it, as our legs will become things of the past.

No worry about delays. This flight is always punctual. It arrives and leaves on time. No worry about the in-flight entertainments because our mind will be busy with other things.

No worry about booking this trip, it has already been booked the day we became a fetus in our mother's womb.

Ah! At last good news! Do not worry about who will be sitting next to us? We will have the luxury of being the only passenger. So enjoy it while we can. If only we can!

One small snag though, this trip comes with no warning. Are you prepared?

Allahumma inna naj'aluka fi nu'hourihim wa na'outhu bika min shurourihim

" O Allah! We make You a shield against the enemy and we seek Your protection against their evil designs. "

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَ
نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ ۔

5. Profusely engage in Istighfar;

Astaghfirullaha Rabbi min kuli tha(m)bin wa atoubu ilayhe

" I beg pardon of Allah, my Lord, for all my sins and I turn to Him. "

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ

6. Recite "Salat un Nabi" (Durood Sharif) abundantly:

0 Allah, bless Muhammad and his people, as Thou didst bless Abraham and his people- Thou art indeed the Praiseworthy, the Exalted

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔

0 Allah, prosper Muhammad and his people, as Thou didst prosper Ibraheem and his people -- Thou art indeed the Praiseworhty, the Exalted.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔

In addition Huzur[aa] enjoined to say **two nawafil rakaats everyday** for the progress of the Community

...and to keep **one nafl (optional) fast each month** with the intention that Allah may keep the Ahmadiyya Khilafat established forever.

Special Tahrik of Prayers and Worship

In his faith-inspiring Friday sermon of 27th May 2005 Huzur[aa] spoke on the divine establishment of Khilafat and gave the following instructions:
In anticipation of the 100 years of Ahmadiyya Khilafat in 2008, Insha' Allah, Huzur[aa] instructs the community to engage in worship and prayers. He **said each Ahmadi should pay particular attention to this in the next three years.** Huzur[aa] specified the following:

1. Recite Surah Al Fatiha seven times daily, reflecting over it so that you are saved from trials, disorder and dajl (Antichrist).

In the name of Allah, the Gracious, the Merciful
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿١﴾

All praise belongs to Allah, Lord of all the worlds,
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢﴾

The Gracious, the Merciful,
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣﴾

Master of the Day of Judgement.
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٤﴾

Thee alone do we worship and Thee alone do we implore for help,
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿٥﴾

Guide us to the right path.
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿٦﴾

The path of those on whom Thou hast bestowed Thy blessings, those who have not incurred Thy displeasure, nor of those who have gone astray.
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿٧﴾

2. Recite the following prayer abundantly.

Rabbana afrigh 'alayna sabra(n) wa thabbit aqdaamana wansurna 'alal qawmil kafireen.

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

" O our Lord, pour forth steadfastness upon us, and make our steps firm, and help us against the disbelieving people." (2:251)

3. The most significant prayer to keep our hearts straight. *(Hadhrat Nawab Mubarka Begum[ra] saw in a vision that the Promised Messiah[as] enjoined reciting it abundantly)*

Rabbana la tuzigh quloubana ba'da ith hadaytana wa hab lana min ladunka rahmatan inaka antal wahhab

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

" Our Lord, let not our hearts become perverse after Thou hast guided us; and bestow on us mercy from Thyself; surely, Thou alone art the Bestower." (3:9)

4. **Recite the prayer** of the Holy Prophet, peace and blessings be on him)

former is more concerned about interests of his personal power, the latter is mostly busy in the welfare of his people, and while the world is asleep, he supplicates before his Lord for their well-being. Thus says Musleh Maood, the Second Successor to the Promised Messiah:

"For you there is a well-wisher who loves you and shares your woes and afflictions and prays for you before God. Other people have none like this available to them. Your Khalifa is concerned about your welfare and intercedes God on your behalf while others have none to do this for them." (Barakat-i-Khilafat).

It is certainly not possible for any Dictator to show this type of intimate concern for his people, nor to have the desire of suffering nightly inconveniences in prayers for them. This is because the institution of Khilafat belongs to spiritual realms and is bound by the seven special features making it impossible for dictatorship to creep in or evil consequences to crop out.

(LONDON MOSQUE PUBLICATION First Edition Pages 12-16)

people. Indeed the rulers who are bereft of these distinctive features are liable to the evils of dictatorship who feel free to do whatever they will to the utter disregard of law and order and thus lead their people to death and decay. But Rashid Khalifas who are under the laws of Sharia and under obligation to seek counsel from their colleagues become a shield for their people and bring about comfort and prosperity. This is why Abu Bakr[ra] once told the people of Medina that they would be consulted in every matter and nothing would be done without their unanimous consent *(Tabri, Vol. 1).*

Omar[ra] is also reported to have said:

"O' people, you have certain rights against me which I shall enumerate and which it is for you to secure from me. It is your right that I should not misuse any of the taxes or booties which may be bestowed upon you by God. It is your right to obtain satisfaction of your rights from me. It is your right to enjoy my protection . . . and that I should look after your families like a father when you are absent on wars". *(Al-Farooq Omar by Mohammad Husain Haikel).*

Osman[ra] once addressed his people as follows:

"Hearken, I am a faithful follower rather than an innovator; apart from following the Qur'an and the precepts of the Holy Prophet, may peace and blessings of Allah be upon him, I pledge myself to three promises before you. First, I shall follow the procedures and systems agreed by you before my Khilafat. Secondly, I shall seek your advice in regard to any practices for which no procedure has already been agreed upon. Thirdly, I shall control myself against exercising penal proceedings against you unless they are fully sanctioned by the Law of God and the precepts of the Holy Prophet[sa]" *(Tabri, Vol. III, p. 446).*

History fails to find any rulers and dictators rising to similar high morals and making such candid pledges.

The Necessity of Obedience to Khilafat-i-Rashida

Since a Rashid Khalifa stands in the footsteps of the Prophet in order to complete his mission, to expand his following, to create unity and strength of his people and personally bear the noble characteristics enumerated in the foregoing, it becomes essential that he should be followed completely faithfully. The Holy Prophet[sa] is reported to have said: "Anyone who follows my Emir shall be regarded as having followed me but anyone who disobeys My Emir shall be regarded as having disobeyed Me". The same loyalty was echoed by the elders of Ahmadiyyat upon the election of Maulana Hakim Nur-ud-Din[ra] as the first Khalifa to the Promised Messiah[as], when they declared: "In future, every command of Hazrat Maulvi Sahib would have the same authority as had the command of the Promised Messiah and Mahdi, on whom be peace." *(Badr, 2.6.1908).*

Difference between Khalifa Rashid and a Dictator

The big difference between a Dictator and Khalifa Rashid is that while the

4. *Morals.* Since a Khalifa is the religious head as well as the leader of obligatory prayers, he feels morally and sub-consciously obliged to lead a righteous path but this situation does not apply to a political leader, whether elected or not.

5. *Equality.* A Khalifa is equal to other fellow beings in human rights. He can secure his rights through the judicial system just as people can obtain their rights from him through the same process.

6. *Providential protection.* As he is a component of the religious machine, a Khalifa has been promised providential protection from major mistakes liable to bring about disastrous consequences. In such situations he is assured of God's succour and help against adversaries. This unique position is not available to any other type of leader.

7. *Non-political.* He is not aligned to any political party and his position is that of a father. God says: "When you adjudicate, do so with justice" i.e. a person in the position of Khalifa should exercise complete justice, leaning neither to an individual nor to a party (Al-Furqan, Khilafat Issue, July 1958).

Basic Distinction between Khilafat and Dictatorship

It is evident from the foregoing that Khilafat-i-Rashida is the end result of an elective process which has not been defined but left open to suit the prevailing times. Then the person elected has been made subject to the laws of Sharia with the obligation to abide by every one of its injunctions. At the same time it has been made necessary for him to take counsel from his colleagues on all important matters which have a national bearing and to follow their advice as far as possible, departing there from only in the case of absolute conscience, in which event he can proceed with his own decision placing his trust in Allah. He has his own moral standards to control him, for he is the religious head and leader of obligatory prayers for believers. His mental and sub-conscious frame so composed keep him on the right course under spiritual guidance from Allah. Again, he is equal among fellow human beings as far as individual rights are concerned and this position is hardly applicable to other leaders. He can sue and be sued like any other person. He enjoys providential protection so that God saves him from catastrophic decisions and affords him His help in hours of dire need. Finally, he is above politics and is enjoined to exercise absolute justice, leaning neither to an individual nor to a party.

Having looked at the personal attributes of Rashid Khalifas and having examined the electoral procedure and also having studied the Qur'anic teachings on the subject and the sayings of the Holy Prophet[as], it is clear that the seven distinctive features enumerated above are found in full in the institution of Khilafat-iRashida. These features make it impossible for a Khalifa to become a dictator nor is it possible for the system to degenerate into a catastrophic instrument for its

An Exposition of

Some Criticisms against

Khilafat-i-Rashida

by

MAULANA SHEIKH MUBARAK AHMAD

CAN INDIVIDUAL KHILAFAT LEAD TO DICTATORSHIP?

The second criticism of Khilafat-i-Rashida is that if it means an individual Khalifa, it is likely to lead to dictatorship, for the accumulation of vast powers in one individual's hand, without the corresponding checks and balances available in a corporate body, is susceptible to abuse. This criticism arises out of lack of knowledge both of the institution of Khilafat-i-Rashida and its distinctive characteristics and of the real stature of those who occupied this office in the past.

Distinctive Features of Khilafat-i-Rashida

The Promised Reformer, the second successor to the Promised Messiah[as], has listed the special features, which distinguish Khilafat-i-Rashida from monarchial sovereignty and other powers, and I have the privilege of setting them below:

In Islam, Khilafat-i-Rashida has seven distinctive features:

1. Election. God says in the Holy Qur'an: "Indeed Allah orders you to bestow trusts upon those best suited to them". Here the word used is "trusts", but since it occurs in the context of government, it means the trust of government. The method of elections has been left to believers to decide. As Khilafat in those early days was political as well as religious, it was decided by the believers that the election should be held by the companions of the Holy Prophet[sa], who knew the faith well, and also, the person who was well versed in it. It is possible to have different rules regarding elections, according to different times, and had Khilafat continued after the life-time of the companions they would certainly have given consideration to the devising of relevant methods. The point however is that Khilafat is elective and the method of election has been left open to believers.

2. *Sharia*. A Khalifa is under the yoke of Sharia (Law). He can reject the counsel of his advisers but he cannot ignore the laws of Sharia. Thus, although he is a constitutional head, he is not absolutely free.

3. *Consultation*. In addition to the control of Sharia, he is subject to consultations as well. In all important matters he is bound to consult his colleagues and to follow their advice as far as possible.

complete and utter obedience to him, and reaffirm their Bai'at (allegiance) to him.

Status of Khalifatul Masih

The Khalifatul Masih (successor to the Promised Messiah and Mahdi[as]) is the worldwide Head of the Ahmadiyya Muslim Community. The presence of the Khalifah is a great blessing from Allah for the Jama'at. He is the spiritual leader of every Ahmadi, the beacon of light towards which every member looks for guidance. Whenever, a Khalifah makes a scheme or plan for the community, he does so with Divine guidance and assistance. He is concerned for the welfare of every member of the community. When faced with illness or problems, Ahmadis often write to the Khalifah for prayers, and immediately it seems that their burden becomes lighter.

How is Khalifatul Masih Elected?

(from Welcome to Ahmadiyyat, The True Islam)

The Ahmadiyya Khilafat is the second manifestation and Allah has assured Ahmadi Muslims that this Khilafat will endure to the end of time. Khilafat provides unity, security and progress for the Jama'at-i-Ahmadiyya. No other sect in Islam has such a strong leadership, nor enjoys such unity and devotion among its followers.

Election of Khalifatul Masih

Islamic teaching regarding appointment and status of a Khalifah is that the office of Khilafat can under no circumstances be inherited. Rather, Khilafat is a holy trust which is entrusted to a pious member of the Jama'at through election. Islam further teaches that although the Khalifah is appointed through elections, in fact, God Almighty is guiding the members towards election of a righteous and able person as Khalifah. This is such a subtle and spiritual system of appointment of a Khalifah that it might be difficult for worldly people to understand. Once a person is elected as Khalifah, then according to Islamic teachings all members of the community are required to fully obey him. At the same time, it is required that the Khalifah carry out his duties as Khalifah through consultation and taking into consideration the views of the members. However, it is not incumbent upon him to always accept the views and recommendations of the members.

The Khalifatul Masih (successor to the Promised Messiah and Mahdi[as]) is elected to the office by voting by the members of the Electoral College, which was established for this purpose by Hadrat Musleh Mau'ud Khalifatul Masih II[ra]. During the life of a Caliph, the Electoral College works under the supervision of the Caliph. However, after the demise of a Caliph, the Electoral College becomes completely independent and elects the next Caliph. During the election of the Caliph, names are proposed and seconded by the members of the Electoral College, and then they vote for the proposed names by raising their hands. (*Q/A session with Hadrat Khalifatul Masih IV[th], August 24-26, 2001, Mannheim, Germany*)

Ahmadi Muslims firmly believe that it is Allah Who selects the Khalifah as He did in the Khilafat-i-Rashida; for whenever an election of the Khalifah occurs, the hearts and minds of the electors are all turned towards the same person. This belief further increases the sense of peace and security that the Khalifah provides for the Jama'at. When a Khalifah has been elected, every man, woman, and child of the community must render

over all other Prophets and Messengers of God. Our age has witnessed his greatest spiritual Khalifa in the person of Ahmad, the Promised Messiah[as].

The Qur'an has mentioned three kinds of Khalifas:

1. Khalifas, who are Prophets such as Adam[as] and David[as]. About Adam[as], God says in the Qur'an: "I am about to place a vicegerent in the earth" *(2:31)*; and about David He says: "O David, We have made thee a vicegerent in the earth" *(38:27)*.
2. Prophets who are the Khalifas of another and a greater Prophet such as the Israelite Prophets who all were the Khalifas of Moses[as]. About them the Qur'an says: "We have sent down the Torah wherein was guidance and light. By it did the Prophets who were obedient to Us judge for the Jews:" *(5:45)*.
3. Non-Prophet Khalifas of a Prophet, with or without temporal powers, such as godly people learned in the Law. Their mission is to protect and preserve the law from being tampered with *(5:45)*.

Briefly, the verse under comment covers all these categories of *Khalifas*, viz., the Holy Prophet's rightly-guided Khalifas, the Promised Messiah[as], his Successors and the spiritual Reformers or *Mujaddids*. Their mission, as the above verse says, is to protect the Law and to bring back "the erring flock into the Master's fold."
The special marks and characteristics of these Khalifas are:

- They are appointed Khalifas through God's own decree in the sense that the hearts of believers become inclined towards them and they voluntarily accept them as their Khalifas;
- The religion which their mission is to serve becomes firmly established through their prayers and missionary efforts;
- They enjoy equanimity and peace of mind amidst hardships, privations or persecution which nothing can disturb; and
- They worship God alone, i.e. in the discharge of their great responsibilities they fear no one and they carry on their duties undaunted and without being discouraged or dismayed by the difficulties that stand in their way.

The verse may also be regarded as embodying a prophecy which was made at a time when Islam was very weak and idols were being worshipped throughout Arabia and the Muslims being small in number feared for their very lives, and yet in the course of only a generation the prophecy was literally fulfilled. Idolatry disappeared from Arabia and Islam became firmly established not only in Arabia but also reigned supreme in the whole world and the followers of the Holy Prophet[SA], erstwhile regarded as the dregs and scum of humanity, became the leaders and teachers of nations.
The words, "Whosoever is ungrateful after that, they will be the rebellious," signify that Khilafat is a great Divine blessing. Without it there can be no solidarity, cohesion and unity among Muslims and therefore they can make no real progress without it. If Muslims do not show proper appreciation of Khilafat by giving unstinted support and obedience to their Khalifas they will forfeit this great Divine boon and in addition will draw the displeasure of God upon themselves. *(The Holy Qur'an with English Translation and Commentary, Vol. 4, pp. 1869-1870.)*

Allah, the Almighty, all Knowing, says in Sura *Al-Nur*

In the name of Allah, the Gracious, the Merciful.

[24:56] Allah has promised to those among you who believe and do good works that He will, surely, make them successors in the earth, as He made Successors from among those who were before them; and that He will, surely, establish for them their religion which He has chosen for them; and that He will, surely, give them in exchange security and peace after their fear; They will worship ME and they will not associate anything with ME. Then whoso disbelieves after that, they will be the rebellious.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝١

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ
وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ
لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝٥٦

Prophesy of the Holy Prophet Muhammad (saw)

"Prophethood shall remain among you as long as Allah shall will. He will bring about its end and follow it with Khilafat on the precepts of prophethood for as long as He shall will and then bring about its end. A tyrannical monarchy will then follow and will remain as long as Allah shall will and then come to an end. There will follow thereafter monarchial despotism to last as long as Allah shall will and come to an end upon His decree. There will then emerge Khilafat on precept of Prophethood." The Holy Prophet said no more *(Masnad Ahmad)*

Commentary:

The present verse embodies a promise that Muslims will be vouchsafed both spiritual and temporal leadership. The promise is made to the whole Muslim nation but the institution of Khilafat will take a palpable form in the person of certain individuals who will be the Prophet's Successors and the representatives of the whole nation. They will be, as it were, Khilafat personified. The verse further says that the fulfillment of this promise will depend on the Muslims' observing the Prayer and giving the Zakat and on their obeying the Messenger of God in all religious and temporal matters concerning the nation. When they will have fulfilled these conditions, the boon of Khilafat will be bestowed upon them and they will be made the leaders of nations; their state of fear will give place to a condition of safety and security, Islam will reign supreme in the world, and above all the Oneness and Unity of God - the real purpose and object of Islam - will become firmly established.

The promise of the establishment of Khilafat is clear and unmistakable. As the Holy Prephet[SA] is now humanity's sole guide for all time, his Khilafat must continue to exist in one form or another in the world till the end of time, all other Khilafahs having ceased to exist. This is among many others the Holy Prophet's distinct superiority

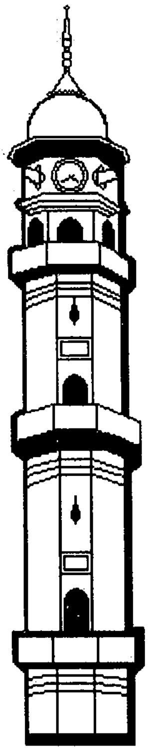

قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ

(3:53 & 61:15)

Quarterly

Nahnu Ansarullah Canada

Volume 5, No. 5

Apr. 2005– Sept. 2005

a publication of

Majlis Ansarullah Canada

an auxiliary of

Ahmadiyya Muslim Jama'at Canada

Editorial Board
Nahnu Ansarullah Canada

Amir & Missionary Incharge
Maulana Naseem Mahdi

Sadr Majlis Ansarullah
Kaleem Ahmad Malik

Qa'id Umumi & Coordinator
Hamid Latif Bhatti

Qa'id Isha'at & Manager
Mohammad Zubair Mangla

Addl. Qa'id Isha'at & Editor Urdu
Nasir Ahmad Vance

Addl. Qa'id Isha'at & Editor English
Dr. Sajid Ahmad

100 Ahmadiyya Avenue,
Maple, ON L6A 3A4

In this Issue

1	*How is Khalifatul Masih Elected?*	3
2	*Can individual Khilafat lead to dictatorship?*	6
3	*Special Tahrik of Prayers and Worship*	10
4	*One Way Ticket- Absolutely Free.*	12
5	*Nuclear Holocaust*	13
6	*Humanity First*	21
7	*Persecution News*	23
8	*Press Releases*	24

For All Your Real Estate Needs

Residential, Commercial and Investment Properties

Please Call

NAZEEF CHAUDHARY

416-839-4015

Near Bait-ul-Islam Mosque

- 3 Bedroom Semi Detached
- Finished Basmnt with Sep. Ent.
- Extended Drive Way For 3 Cars
- Only Five Year Old

Nazeef Chaudhary,
Sales Representative

Fronting Bait-ul-Islam Mosque

- 4 Bed Room Brand New Home!
- Approx 2135 Sq Ft Living Space
- Includes Finished Rec Room
- Finished W/O Basement

- **The Best Rate Mortgage**
- **Up to 0 % down ***
- **Good or Bad credit**

Sell Your House For The Best Value

Free Evaluation

HOMELIFE HIGHER STANDARDS

Homelife/United Realty Inc.
7420 Airport Rd, Unit 105, Mississauga, ON
L4T 4E5

* OAC Some conditions may apply

NAHNU ANSARULLAH

April - September 2005

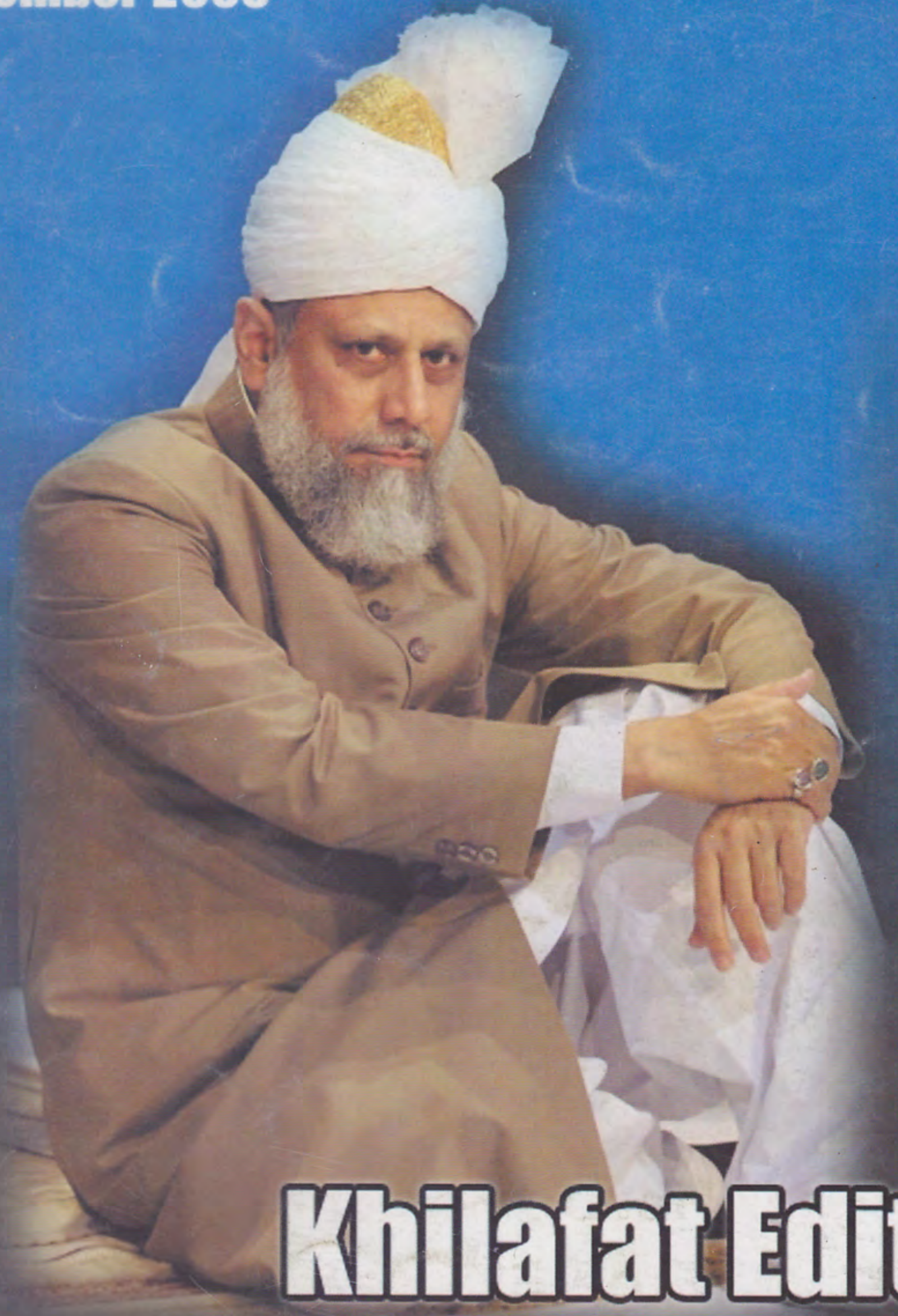

Khilafat Edition

MAJLIS ANSARULLAH CANADA